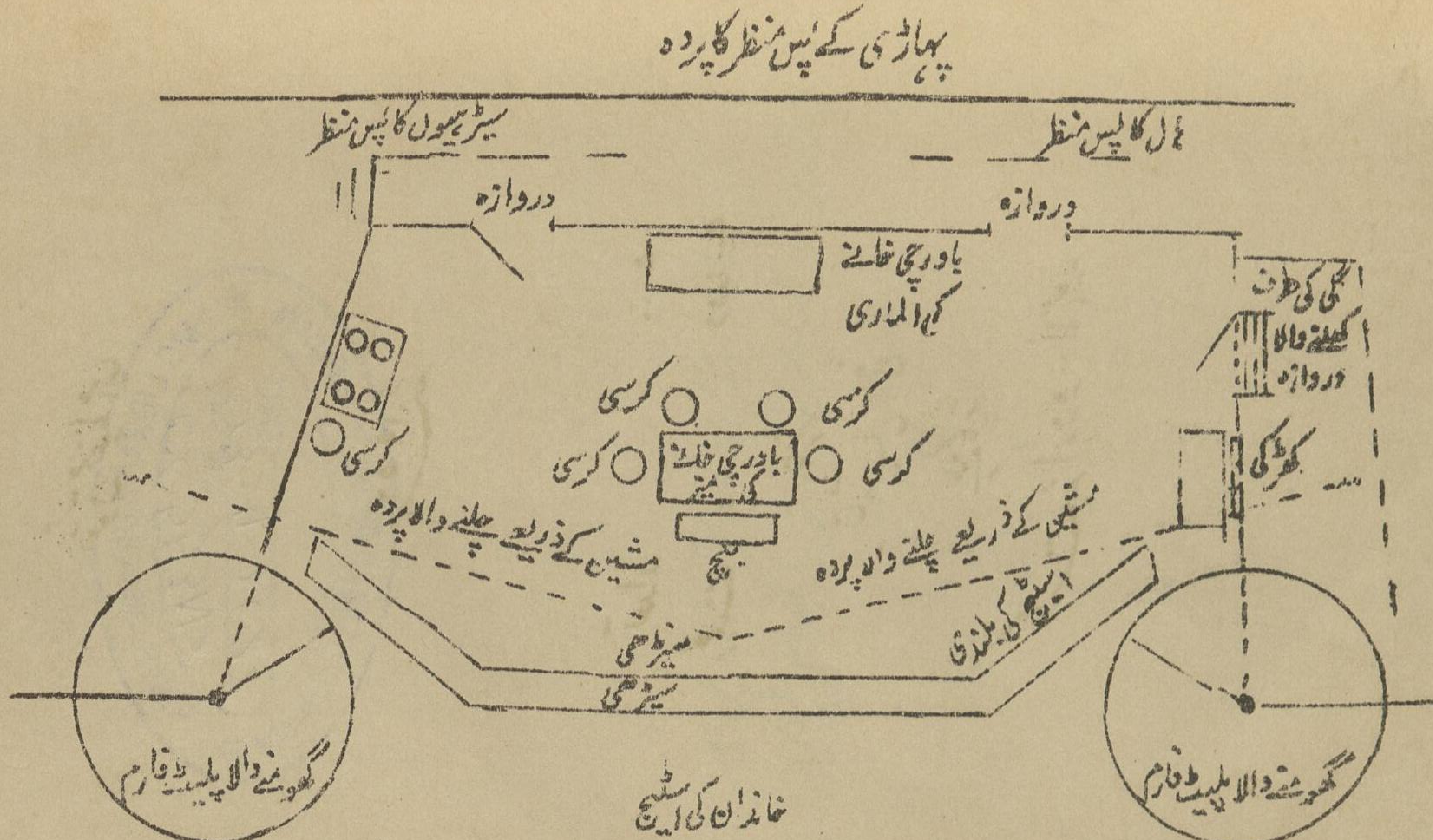
خاندان

دو ایکٹ کا ایک کھیل

جان فان ڈروٹن

خلیل صحافی

سیّد امتیاز علی تاج کے نام


پہاڑی کے پس منظر کا پردہ
ہال کا پس منظر
سیڑھیوں کا پس منظر
دروازہ
دروازہ
باورچی خانے کی الماری
گلی کی طرف کھلنے والا دروازہ
کھڑکی
کرسی
کرسی
کرسی
کرسی
کرسی
کرسی
باورچی خانے کی میز
بنچ
مشین کے ذریعے چلنے والا پردہ
مشین کے ذریعے چلنے والا پردہ
اسٹیج کی بلندی
سیڑھی
سیڑھی
گھومنے والا پلیٹ فارم
گھومنے والا پلیٹ فارم
خاندان کی اسٹیج

سنہ ۱۹۵۶ء

تعداد ۵۰۰۰
قیمت دو روپے

ناشر
خلیل صحافی

ملنے کا پتہ
مکتبۂ اردو - لاہور

یہ ڈراما سب سے پہلے ۲۸ ستمبر ۱۹۴۳ء میں، میسرز رچرڈ روجرز اور آسکر ہیمرسٹین نے شوبرٹ تھیٹر میں سٹیج کیا۔

پیش لفظ

امریکی ڈراموں کا یہ سلسلہ "ڈاردٹن" کے ڈرامہ "REMEBER !"
"MAMA" سے شروع کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں کم از کم بارہ کے قریب اور ڈرامے پیش کئے جائیں گے۔ موجودہ دور میں امریکی ڈراما اپنی مخصوص نوعیتوں کے اعتبار سے دنیا کی قدیم ڈرامائی روایات سے کچھ الگ تھلگ نظر آتا ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ امریکہ میں نئے تجربات کو بروئے کار لایا جا رہا ہے۔

دوسرے ممالک میں ابھی تک ڈرامے کے قدیم فن کو مقدس امانت تصور کیا جاتا ہے اور اس میں وہ اثرات اور ہیجانات شامل نہیں کئے جاتے جو فلم اور ریڈیو سے تھوڑا سا بھی تعلق رکھتے ہیں۔ امریکہ کے بعض جدید ڈراما

نگار بالکل نئے قسم کے تجربات کر رہے ہیں۔

اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ امریکہ کی سٹیج ابھی تک ہر قسم کے بیرونی اثرات سے آزاد ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ امریکہ افلاس اور دوسری معاشی مشکلات سے بے خبر ہے اور یہ وجہ بھی ہے کہ امریکہ ابھی تک جنگ کی ہولناک تباہ کاریوں سے براہ راست آشنا نہیں ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ عالمگیر جنگ میں شامل ضرور ہوا ہے۔ لیکن آج تک کسی بمبار طیارے نے امریکہ کی شبستانی محفلوں اور ڈراموں میں کبھی مداخلت نہیں کی۔ ظاہر ہے کہ جب حالات یہ ہوں کہ نہ تو افلاس اور واماندگی کے جذبات چلتے ہوئے دھارے کو روک سکیں اور نہ ہی جنگ کی بربادیوں کا کوئی تصور ذہن میں ہو تو وہاں کے مفکر کا اندازِ فکر یقیناً نرالا ہوگا۔ اور موجودہ دَور میں تو احساسِ برتری کی بدولت وہاں کے فن کاروں کے جذبات زیادہ بے محابا قسم کے ہو گئے ہیں۔ کیونکہ وہ یہ محسوس کر رہے ہیں کہ اس دور میں امریکہ ہر ملک کو کسی نہ کسی رنگ میں اقتصادی یا معاشرتی امداد دے رہا ہے۔

امریکہ کے جدید تمثیل نگاروں نے جہاں پرانی تکنیک کو بدل دیا ہے۔ وہاں اسلوبِ فکر میں بھی حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ ان کے ہاں قدیم قوم کی ٹریجڈی کو خیرباد کہہ دیا گیا، جذبات سے بھرپور اور ہیجان انگیز واقعات لبریز ڈراموں سے نفرت کا اظہار کیا جانے لگا، گیتوں اور مقفیٰ عبارت سے مزین تمثیلوں کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا گیا۔ انہوں

نے یہ طے کر لیا کہ اپنے ملک اور دُنیا کے مسائل طربیہ انداز میں پیش کئے جائیں اور اس کے ساتھ تکنیک کو بدل کر ہلکے پھلکے کرداروں کو صرف روزمرّہ کی آسان زبان بولنے پر مجبور کیا جائے۔ زوردار محاوروں، ڈرامائی انداز کی ترکیبوں اور غیر معمولی تشبیہوں سے کنارہ کشی کر لی گئی۔

"میلوڈراما" چند ایسے ہیجان خیز عناصر پر مشتمل ہوتا ہے جو تماشائیوں پر ایک خاص اثر ڈالنے کے لئے تخلیق کئے جاتے ہیں اور اس امر کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ وہی عناصر یا مخصوص واقعات، پیشِ نظر ناٹک میں سموئے جائیں، یہ لوگ بھی اس امر کو خوب سمجھتے ہیں کہ ڈرامے میں مکالمے کی قوت اور پھر ڈرامائی انداز کے مختلف پہلو کس طرح اجاگر کئے جا سکتے ہیں۔ وہ خوب سمجھتے تھے کہ شیکسپیئر، ابسن۔ چیخوف۔ اور برنارڈ شا اپنے کرداروں کو کس طرح اچھالتے تھے۔ لیکن ان پرانی روایات کو انہوں نے یکسر ترک کر دیا اور زندگی کے سادہ سے جذبات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے انہوں نے ہلکے ہلکے مزاح کے ساتھ انسانی طبائع کے گرد ایک تانا بانا بُن کر رکھ دیا۔

یہ صحیح ہے کہ اس دَور میں "میلوڈراما" کے لئے بہت زیادہ گنجائش ہے کیونکہ ہمارے معاشرے میں اس وقت ایک طوفان برپا ہے۔ جنگ کے جذبات کی پرورش بذاتِ خود ایک "میلوڈراما" ہے۔ علاوہ ازیں افراد پرستی یا (ہیرو ورشپ) کے جذبے ابھی تک زائل نہیں ہوئے بلکہ پہلے کی نسبت میلان کچھ زیادہ ہی ہے۔ علاوہ ازیں ہیجان خیز کیفیتیں اور

زندگی کی تیز رفتار متقاضی ہے کہ "میلوڈراما" کی طرف زیادہ توجہ کی جائے لیکن ان حالات کے باوجود امریکہ کے تمثیل نگار یہ سمجھتے ہیں کہ محض انہی وجوہ کی بنا پر "میلوڈراما" سے پرہیز ضروری ہے۔ اگر وہی باتیں کہی جائیں جن کی ضرورت ہے تو وہ ڈراما محض "پند و نصائح" کا مرقع بن کر رہ جائیگا۔ اس لیے صرف وہ باتیں کہی جائیں جو ہمارے معاشرے میں بظاہر سطحی طور پر نظر نہیں آتیں۔ لیکن دلوں میں سرایت کر رہی ہیں، ہر ملک میں تاریخی یا سیاسی بحران معرض وجود میں آتے رہتے ہیں اور ہر دَور میں ادب کے علمبردار اس بحران سے متاثر ہو کر اپنی ادبی تخلیق کو اسی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض ممالک کا ادب تو صرف سیاسی یا تاریخی قدروں میں محدود ہو کر رہ گیا ہے اور ان کے ادب کی وہ تمام لطافتیں اور نزاکتیں بے معنی ہو کر رہ گئی ہیں۔ جو ایک عالمگیر ادب کے لئے ضروری ہوا کرتی ہیں۔ امریکہ کے دَورِ جدید کے فنکار حتی الامکان سطحی باتوں سے گریز کرتے ہیں اور بحران سے وہ کبھی متاثر نہیں ہوتے۔

پیش نظر ڈراما "خاندان" میں امریکہ کے دو تین گھرانوں کی زندگی بڑے لطیف پیرایہ میں پیش کی گئی ہے اور اس کی ٹکنیک بھی قدرے مختلف ہے، باپ کا مقام کیا ہے، ماں گھر کا کاروبار سنبھالنے میں کیسی کیسی حسین مشکلات سے دوچار ہوتی ہے، خالائیں کیا پارٹ ادا کرتی ہیں، بچوں کو کن مرحلوں سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے، یہ سب باتیں اس ڈرامے میں موجود ہیں۔ لیکن "میلوڈراما" کہیں بھی معرض وجود میں نہیں آیا، آغاز سے انجام تک ایسا

دلچسپ مزاح قائم رہتا ہے کہ انتہائی ڈرامائی کیفیتوں اور پلاٹ کی عدم موجودگی کے باوجود بدمزگی کہیں بھی پیدا نہیں ہوتی اور قاری ایک خفیف سا سرور محسوس کرتا رہتا ہے۔ لیکن یہ نہیں کہ کرداریت کا فقدان ہے، امّی کا کردار واضح ہے، چچا کرس کی کرداریت انوکھے انداز کی ہے، خالاؤں کے کرداروں کی جھلک بھی بڑی دلچسپ ہے۔ کیٹرن افسانہ نگار بننا چاہتی ہے اور افسانہ نگار بننے کے لئے جو مشکلات پیش آتی ہیں اس کو ہلکے سے طنز کے ساتھ نبھایا گیا ہے۔ چھوٹی لڑکی ڈیگمر میں ایک خاص کرداریت موجود ہے وہ اپنے چھوٹے بلے سے پیار کرتی ہے اور اس پیار کی وجہ سے ڈرامے میں ایک انفرادیت پیدا کر دی گئی ہے۔ جو عام طور پر "اعلیٰ پایہ" کے تمثیل نگار نظرانداز کر دیتے ہیں۔ اُن کے نزدیک بچوں کے کردار کو کوئی اہمیت حاصل نہیں ہوتی۔

خاندان میں کہیں کہیں ڈرامائی رقت بھی پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن ڈراما نگار نے اس پر کوئی خاص زور نہیں دیا۔ یونہی چلتے چلتے ایک رقت انگیز منظر پیدا کیا گیا اور اس کے معاً بعد مسرت اور مزاح کا مقام سامنے آگیا، اس ڈرامے میں رونے اور رلانے کی بہت سی کیفیتیں پیدا کی جا سکتی تھیں لیکن ڈراما نگار ہر موڑ پر بچتا رہا ہے اور اس کی کوشش یہی رہی ہے کہ زندگی کے ہر پہلو میں مسرت کا جذبہ نمایاں کیا جائے۔ یہ صحیح ہے کہ زندگی بڑی کٹھن ہے۔ اور "خاندان" میں امّی نے بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ زندگی بڑی آسان ہے اپنے آپ کو فریب دیتے

ہیں، زندگی بڑی کٹھن ہے۔ اہلِ ثروت کے لئے بھی یہ زندگی کٹھن ہے۔ لیکن اس کے باوجود ڈرامے کا اسلوب شروع سے آخر تک ایسا ہے کہ کہیں بھی کوفت محسوس نہیں ہوتی اور نہ ہی المیہ رنگ کو چمکانے کی کوشش کیگئی ہے۔

جان فان ڈروٹن ۱۹۰۱ء میں لندن میں پیدا ہوا۔ باپ ڈچ اور ماں انگریز تھی۔ لندن یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ بعدازاں قانون کی ڈگری لیکر وکیل بن گیا۔ بیرسٹر بنکر پریکٹس کرنے کی بنسبت اُس نے ویلز یونیورسٹی کالج میں قانون کی پروفیسری کو ترجیح دی۔ تین برس تک وہ اس کالج میں رہا اور اس دوران میں "پنچ"۔ "لندن مرکری" اور دوسرے جرائد کے لئے مقالات، افسانے اور نظمیں لکھتا رہا۔ اس دوران میں اُس نے تمثیل نگاری بھی شروع کر دی۔

جب اُس نے ڈراما "ینگ وڈلے" لکھا تو لندن میں ہیجان پیدا ہوا۔ کیونکہ اس نے اس ڈرامے میں تعلیم کے نقائص کو بڑی سختی کیساتھ بے نقاب کیا تھا۔ لارڈ چیمبرلین نے اس ڈرامے کو سٹیج کرنیکی مخالفت کا حکم نافذ کر دیا۔ ۱۹۲۵ء میں یہ ڈراما نیویارک میں سٹیج کیا گیا، اور امریکہ کے رہنے والوں نے اس کھیل کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ تین سال بعد میں یہی ڈراما لندن کی سٹیج پر کھیلا گیا۔

۱۹۲۶ء میں ڈروٹن لیکچر کرنے کیلئے نیویارک گیا۔ اس کا یہ دورہ بیحد کامیاب رہا۔ کیونکہ امریکی باشندوں نے اُسے آنکھوں پر بٹھا لیا۔ اسکے بعد وہ اکثر امریکہ آتا جاتا رہا اور بالآخر ۱۹۴۴ء میں اُس نے امریکی شہریت کے حقوق حاصل کر لئے۔

ڈروٹن نے کوئی ۱۹ کے قریب ڈرامے لکھے ہیں اور ان میں ایک بھی المیہ نہیں۔

خلیل صحافی

چند باتیں

شوقیہ ڈرامے سٹیج کرنیوالوں کیلئے "خاندان" کوئی آسان کھیل نہیں، اسکی پیشکش میں اگر نیویارک کا طرز اختیار کیا جائے تو ظاہر ہے کہ شوقیہ تھیٹروں کو بہت سی دقتیں پیش آئیں گی، گھومنے والے پلیٹ فارم، پس منظر کے پردے، خود بخود چلنے والے پردے اور اس قسم کی دوسری چیزیں بڑی دقت سے تیار کی جا سکتی ہیں۔ البتہ بہت معیاری قسم کی اعلیٰ کمپنیاں یہ سامان مہیا کر سکتی ہیں۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ ان دقتوں کے باوجود اس ڈرامے میں ایسے امکانات موجود ہیں کہ یہ کھیل آسانی سے اسٹیج پر کھیلا جا سکتا ہے۔ وہ ادارے جو کوئی نئی قسم کا کھیل پیش کرنیکے آرزومند ہیں۔ انہیں اس

میں خاصی آسانیاں بھی میسر آسکتی ہیں۔ جب مَیں نے یہ کھیل لکھا تو ایسی فراخ دل کمپنی میں کام کر رہا تھا جنہوں نے مجھے یہ اجازت دیدی کہ جس قسم کی بھی سیٹنگ مجھے درکار ہو گی مہیّا کر دیجائیگی۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ مَیں نے اس قسم کے پس منظر کو سامنے رکھ کر کھیل لکھا۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ جب پہلے دن چند منتخب حاضرین کے سامنے "آزمائشی شو" کیا گیا تو اس دن نہ گھومنے والے پلیٹ فارم تھے، نہ پردے اور نہ ہی مدھم ہونیوالی روشنیاں۔ صرف چند کرسیوں اور میزوں ہی سے کام لیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود منتخب حاضرین پر وہی اثر ہُوا جو پہلے دن تھیٹر میں عوام پر ہُوا تھا۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ عوام اسٹیج پردوں اور دوسرے ساز و سامان سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ لیکن مَیں اتنا ضرور کہونگا کہ اس کھیل میں ایسی دلچسپی موجود ہے کہ اگر ساز و سامان میسّر نہ آسکے تو مختصر ساز و سامان سے بھی یہ کھیل سٹیج پر کھیلا جاسکتا ہے اور اس میں اس بات کی بھی گنجائش ہے کہ اسٹیج کو نئے طریقے سے بھی پیش کیا جاسکے۔

چونکہ نیو یارک پروڈکشن کا طریقہ مَیں نے ایجاد کیا ہے اس لئے کھیل کو کسی اور ڈگر پر سٹیج پر پیش کرنیکا تصور میرے ذہن میں نہیں اور میرے خیال میں انفرادی حیثیت سے ہر ڈائرکٹر کوئی نہ کوئی راستہ نکال سکتا ہے۔ یہ معاملہ ڈائرکٹر کی اپنی مرضی اور ضرورت پر موقوف ہے لیکن مَیں چند اشارات ضرور پیش کرونگا جو کسی نہ کسی مرحلے پر معاون ثابت ہو سکتے ہیں، یہ کھیل متبادل مناظر کے پیش نظر لکھا گیا ہے۔ چھوٹے مناظر سٹیج کے سامنے کیلئے اور بڑے مناظر سٹیج کے وسط کیلئے ہیں جیسا کہ غنائیہ ڈراموں یا شیکسپئیر کے ڈراموں کی طرز جدید کی پیش کش ہوتی ہے، نیویارک میں سامنے کے مناظر۔ گھومنے والے پلیٹ فارم یا سٹیج کے ذریعے پیش کئے جاتے تھے۔ یہ گھومنے والے پلیٹ فارم کچھ

ضروری بھی نہیں بشرطیکہ کوئی اور ایسا طریقہ اختیار کر لیا جائے جسکی وساطت سے ایکٹروں اور سامان کو فی الفور سامنے لایا جا سکے، فرنیچر کو فوراً ہٹا دینا ہوگا تاکہ وسط کے منظر میں مداخلت نہ ہو۔ البتہ اگر اسٹیج بہت گہری ہو تو گزارا ہو سکتا ہے، اور بہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ایکٹروں کو اندھیرے میں رکھا جائے اور فرنیچر کو اس دوران میں بدل دیا جائے، "آزمائشی شو" میں ایسا ہی کیا گیا تھا۔

خود بخود چلنے والے پردے جو بڑی سٹیج کو چھپائے رکھتے ہیں بہت ضروری معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ باورچی خانے سے ہسپتال تک اور پھر ہسپتال سے باورچی خانے سے چچا کرس کے فارم تک کے مناظر بدلنے کیلئے ان پردوں کا ہونا بیحد ضروری ہے۔ کھیل کافی طویل ہے اس لئے خواہ ان میں کتنا ہی اختصار کیوں نہ کیا جائے حاضرین کی سہولت کے مدنظر یہ مناظر آسانی سے نہیں بدلے جا سکتے، سامنے یا پہلو کے مناظر آناً فاناً تبدیل کئے جائیں گے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس موقع پر بھی کوئی دور اندیش ڈائرکٹر کوئی نہ کوئی طریقہ ایجاد کر ہی لے گا، سٹیج کو اونچا کرنے کے لئے دو سیڑھیاں کچھ ضروری نہیں۔ اگرچہ جب گرد پیش موجود ہو تو سیڑھیوں کی موجودگی بہت خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر جب امی "خالاؤں" سے ذرا بلندی پر کھڑے ہو کر چچا کرس کی نوٹ بک پڑھ کر سناتی ہے۔ تو ایک ہی سطح پر کھڑے ہونے سے یہ تاثر پیدا نہیں ہو سکے گا۔

بلی کا مسئلہ کوئی ایسا ٹیڑھا نہیں جیسا کہ عام طور پر تصور کیا جاتا ہے، کھیل سے پہلے اگر بلی کو پیٹ بھر کے کھلایا جائے اور کچھ دنوں دوسرے لوگوں میں اسے بٹھائے رکھا جائے تو وہ اسٹیج پر گڑبڑ نہیں کرے گی۔

البتہ چچا کرس کی موٹر کا مسئلہ ذرا ٹیڑھا ہے۔ کیونکہ اس کے لئے جگہ اور موقعہ محل پیدا کرنا کافی مشکل بات ہے۔ ہم نے تو یہ کیا تھا کہ کار کو رسول کے ذریعے لٹکا کر ادھر ادھر چرخی سے گھمایا گیا تھا اور موٹر کے انجن کی

آواز علیحدہ ایک ریکارڈ سے سنوائی گئی تھی۔ اگر سٹیج چھوٹی ہو یا اس کی گہرائی نہ ہو تو موٹر کو دکھانے کی ضرورت نہیں۔ صرف آواز ہی پیدا کر دی جاتی ہے اور حبشی جو ڈرامے میں موٹر میں بیٹھی ہوئی دکھائی گئی ہے۔ اِدھر اُدھر ٹہلتی نظر آ سکتی ہے۔ گویا وہ چچا گرس کے انتظار، یا ذرا ٹانگیں سیدھی کرنے کے لئے موٹر کار سے باہر نکل کر ٹہل رہی ہے، وہ خلاؤں کے آنے سے پہلے نمایاں طور پر نظر آنی چاہیئے اور وہ سنگتروں کی ٹوکری نکالنے میں لیکس کی بھی مدد کرتی ہے۔

روشنی کا انتظام بہت اعلیٰ پیمانہ پر ہونا چاہیئے۔ "سوچ بورڈ" بالکل جدید قسم کا ہو، تاکہ روشنیوں پر پوری طرح قابو پایا جا سکے، روشنی کے مدھم یا بجھنے پر اس کھیل کا بہت دارومدار ہے، مَیں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ کھیل پروڈکشن کے لئے آسان نہیں۔ اس لئے شوقیہ کلبوں کے لئے ضروری ہے کہ اُن کے ڈائرکٹر انتہائی غور و فکر کے بعد اس کھیل کو سٹیج کرنے کا اہتمام کریں، نیویارک میں یہ کھیل بیحد کامیاب رہا۔ اور اس سے میں یہ اندازہ لگا سکتا ہوں کہ اگر سٹیج اعلیٰ پیمانہ کی نہ بھی ہو تو کھیل میں ایسی دلچسپیاں موجود ہیں کہ یہ لوگوں سے دادِ تحسین لے کر رہے گا۔

جان فان ڈروٹن

خاندان

کردار

کیٹرن ——————————!

امّی ——————————!

ابّا ——————————!

ڈیگمر ——————————!

کرسٹین ——————————!

مسٹر ہائیڈ ——————————!

نیلس ——————————!

خالہ ٹرنیہ ——————————!

خالہ سیگریڈ ——————————!

خالہ جینی ——————————!

چچا گرس ——————————!

ایک عورت ——————————!

مسٹر تھار گلسن ——————————!

ڈاکٹر جانس ——————————!

اُرن ——————————!

ایک نرس ——————————!

دوسری نرس ——————————!

سوڈا کلرک ——————————!

میڈیلین ——————————!

ڈروتھی شِیلر ——————————!

کلورنس مورہیڈ ——————————!

ہوٹل کا ایک بوائے ——————————!

اِن کے علاوہ جاروب کش عورت، نرسین ڈاکٹر اور ہوٹل کے مہمان،

———

پہلا ایکٹ

(اس مسودے میں سٹیج کی ہدایات اسی طرح پیش کی جا رہی ہیں جس طرح میوزک باکس تھیٹر نیویارک میں بطور کھیل کے پیش کی گئی تھیں۔ اگر ضرورت پڑے تو دوسری جگہ کھیل پیش کرنے کے سلسلے میں اس میں تبدیلیاں کی جا سکتی ہیں)

(کھیل کا زمانہ سنہ ۱۹۱۰ء کے قریب ہے سٹیج کے دونوں پہلوؤں پر سامنے کی طرف دو چھوٹے گھومنے والے پلیٹ فارم (منظر بدلنے کے لئے) دائیں بائیں لگے ہوئے ہیں۔ سٹیج کے سامنے بڑا سا پس منظر ہے جب ہر منظر ختم ہوتا ہے تو روشنیاں مدھم ہو جاتی ہیں اور پلیٹ فارم گھوم جاتے

ہیں جس سے پوری سٹیج بغیر کسی رکاوٹ کے نظر آنے لگتی ہے۔ بڑی سٹیج دو سیڑھیوں کی بلندی پر قائم ہے جس پر ادھر اُدھر پھرنے والے پردے کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ جب پردہ اُٹھتا ہے تو کیٹرن ایک ڈسک کے سامنے بیٹھی ہے۔ دائیں طرف گھومنے والا پلیٹ فارم ہے۔ اس پر روشنی پڑ رہی ہے۔ اور اس کا رُخ تماشائیوں کی طرف ہے۔ وہ کچھ لکھ رہی ہے ساتھ ساتھ سگریٹ بھی پی رہی ہے۔ کیٹرن کی عمر بیس بائیس سے زیادہ نہیں معلوم ہوتی۔ اس کا پارٹ ایک ایسی ایکٹریس کو کرنا ہوگا جو قد میں چھوٹی ہو اور اس میں یہ قابلیت ہو کہ کھیل کے آخر تک اپنے طفلانہ انداز کو نباہ سکے۔ اس کے بال سنہری ہیں اور جب ہم شروع شروع میں دیکھتے ہیں تو اس کے بال نئے فیشن کے انداز میں اُوپر کی طرف آراستہ کیے گئے ہیں۔ جو بچپن کے مناظر پیش کرتے وقت کھول کر آسانی سے کاندھوں پر گرائے جا سکتے ہیں۔ وہ بہت کوتاہ لباس پہنے ہوئے ہے۔ آغاز میں اس کے لباس سے اس کا سایہ ڈسک کے پیچھے چھپا ہوا ہے جس کے سامنے وہ بیٹھی ہے چند لمحوں تک تو وہ خاموشی سے لکھتی ہے پھر قلم نیچے رکھ کر مسودے کو اُوپر اُٹھا لیتی ہے اور اس نے جو کچھ لکھا ہے اُسے باآوازِ بلند پڑھتی ہے۔)

کیٹرن۔ (پڑھتے ہوئے) جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے سٹینر سٹریٹ میں ہمارا گھر تھا۔ ابا اور

امّی پیدا تو ناروے میں ہوئے لیکن وہ سانفرانسسکو میں چلے آئے کیونکہ امّی کی بہنیں یہیں رہتی تھیں۔ ہم سب یہیں پیدا ہوئے۔ نیلس سب سے بڑا تھا۔ جو ہمارا ایک ہی بھائی تھا۔ میری بہن کرسٹین ــــ اور اس کے بعد سب سے چھوٹی بہن ڈگمیر (وہ مسودہ نیچے رکھ دیتی ہے اور سامنے کی طرف دیکھتی ہے) یہ بڑی دلچسپ بات ہے کہ جب میں گذری ہوئی باتوں کو یاد کرتی ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس وقت بھی نیلس، کرسٹین اور میں ایسے ہی تھے جیسے اب ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جن لوگوں کو آپ ہمیشہ دیکھتے رہیں ان کی وہی عمر ذہن میں رہ جاتی ہے۔ ڈگمیر کی بات کچھ اور تھی وُہ ہمیشہ بچّی ہی تھی۔ آج بھی مجھے وہ بچّی ہی نظر آ رہی ہے۔ مضحکہ خیز بات تو یہ ہے کہ امّی بھی اسی زمرے میں تھیں۔ امّی کو میں نے ہمیشہ چالیس کے لگ بھگ دیکھا۔ لیکن وہ ہمیشہ چالیس برس کی تو رہ نہیں سکتی تھیں۔ (وہ سگرٹ بجھا کر مسودہ اُٹھاتی ہے اور پھر پڑھنا شروع کرتی ہے) ہمارے علاوہ ہمارے ہاں ایک کرایہ دار بھی رہتا تھا اس کا نام مسٹر ہائیڈ تھا۔ وُہ انگریز تھا۔ کسی زمانے میں ایکٹر رہا تھا۔ اور امّی اسکے پُر تکلف انداز گفتگو اور خوشامدانہ لہجے سے بہت متاثر تھیں۔ شام کے وقت وُہ بلند آواز میں ہمیں کچھ نہ کچھ پڑھ کر سنایا کرتا۔ لیکن مجھے ان گذشتہ واقعات میں سب سے زیادہ اپنی امّی یاد رہ گئی ہے۔ (روشنی مدھم ہو جاتی ہے اور کیٹرن کی شکل بڑی دھندلی سی نظر آنے لگتی ہے۔ روشنیاں بڑی سٹیج پر زیادہ تیز ہو جاتی ہیں

جس سے سٹینر سٹریٹ کا مقام بے نقاب ہوتا ہے —— اس مکان کا باورچی خانہ —— دیواریں کچھ سیاہ سی ہیں۔ وسط میں ایک میز جس پر چینی کے برتن رکھے ہوئے ہیں۔ اس میز کے دونوں پہلوؤں پر دو دروازے ہیں ایک پنٹیری کی طرف جاتا ہے دوسرا بائیں طرف ہے جو مکان کی طرف کھلتا ہے۔ بائیں طرف کی دیوار چھوٹی ہے اور اس میں سٹیج کے اوپر کی طرف ایک دروازہ ہے۔ جو گلی میں کھلتا ہے۔ غالباً یہ مکان کا عقبی دروازہ ہے لیکن داخل ہونے کے لئے عام طور پر یہی دروازہ استعمال ہوتا ہے۔ اس سے پرے گلی نظر آرہی ہے جس میں روشنی کا ایک کھمبا بائیں طرف مکان کے قریب ہی نظر آتا ہے۔ اس کمرے کے پیچھے مکان کی بالائی منزل نظر آرہی ہے اوپر کی کھڑکیوں میں روشنی ہے اور اس کے پیچھے سان فرانسیسکو کی پہاڑیوں مکانوں اور تار کے کھمبوں کی تصویروں کا ایک پردہ لٹک رہا ہے۔ باورچی خانے کا فرنیچر سادہ ہے۔ وسط میں میز جس کے اوپر کی طرف دو کرسیاں رکھی ہیں۔ دونوں کونوں میں آرام کرسیاں اور نیچے کی طرف ایک چھوٹا سا بنچ۔ دائیں طرف دیوار میں ایک بہت بڑی انگیٹھی ہے اس کے قریب ہی ایک اور آرام کرسی پڑی ہے۔ بائیں طرف دیوار میں دروازے کے قریب ایک کھڑکی ہے جس کے پہلو میں ناروے کا بنا ہوا ایک بڑا صندوق ہے جب یہ منظر سامنے آتا ہے تو کیترن کی آواز نیم تاریکی میں سنائی دیتی ہے، "مجھے یاد ہے ہر ہفتے کی شام کو اماں باورچی خانے کی میز کے سامنے بیٹھ کر روپے گنا کرتیں

جو ابّا چھوٹے سے لفافے میں گھر لایا کرتے تھے۔ (اب یہ منظر مکمل نظر آرہا ہے اور کیٹرن اور بھی اندھیرے میں چلی گئی ہے اور اب اس کی امّی جس کے متعلق اس نے کہا تھا کہ چالیس برس کے لگ بھگ ہے میز کے دائیں جانب آرام کرسی پر بیٹھی ہوئی لفافے کو خالی کر رہی ہے جس میں چاندی کے ڈالر اور چھوٹے سکّے موجود ہیں۔ ابّا عمر میں امّی سے زیادہ معلوم ہوتا ہے وہ اس کے سر پر کھڑا ہے۔ اس کی انگریزی کا تلفظ امّی سے بہتر ہے)

امّی :۔ لارس! تم بچّوں کو بلاؤ۔ بہتر ہے کہ انہیں بھی معلوم ہو جائے کہ گھر میں کیا آیا ہے۔

(ابّا بائیں دروازے کی طرف جاتا ہے اور بلاتا ہے)

ابّا :۔ بچو! نیلس! کرسٹین! کیٹرن!

بچّوں کی آوازیں :۔ (دور سے جواب دیتے ہوئے) ابّا! ہم آئے!

امّی :۔ کیٹرن کو ذرا بلند آواز سے بلاؤ۔ شاید وہ اپنے مطالعہ کے کمرے میں ہوگی۔

ابّا :۔ وہ کہاں ہے؟

امّی :۔ اس نے بالاخانے میں ایک کھپریلی کو مطالعہ کا کمرہ بنا لیا ہے!

ابّا :۔ (دلچسپی سے) اچھا! یہ بات ہے۔ (بلند آواز سے) کیٹرن! کیٹرن!

کیٹرن :۔ (ابھی تک ڈسک کے سامنے بیٹھی ہوئی نظر آتی ہے) ابّا! میں نے سن لیا ہے!

ابّا :۔ (کمرے میں آتے ہوئے) ہونہہ! مطالعہ! ہماری کیٹرن کیا مطالعہ کر رہی ہے جب

امّی :- میرا خیال ہے کیٹرن مُصنّف بننا چاہتی ہے۔

ابّا :- مُصنّف؟

امّی :- ہاں! وُہ کہانیاں لکھے گی۔ رسالوں کے لِئے۔ اور شاید ایک دن کتابیں بھی۔

ابّا :- (اپنا پائپ مُنہ سے باہر نکالتے ہُوئے) کیا مُصنّف کو اچھے پیسے مل جاتے ہیں؟

امّی :- میں تو نہیں جانتی۔ میرا خیال ہے رسالوں والے اچھے پیسے دے دیتے ہیں۔ اور کتابیں لکھنے سے شاید کچھ حاصل نہیں۔

ابّا :- تو پھر وہ رسالوں کے لِئے مُصنّف بن رہی ہے نا؟

امّی :- شاید ایسا ہی ہو لیکن میں تو یہ چاہتی ہوں کہ وہ کتابیں لکھے۔ ایسی کتابیں جو مسٹر ہائیڈ ہمیں پڑھ کر سُنایا کرتے ہیں۔ (ڈیگمر پینٹری سے اندر آتی ہے وہ کوئی آٹھ سال کی گول مول سی لڑکی ہے۔ اور بغل میں ایک سفید رنگ کی بلّی لِئے ہُوئے ہے۔) ڈیگمر! تم پھر یہ بلی اندر لے آئیں؟

ڈیگمر :- بالکل۔ وہ تو میری الزبتھ ہے۔ میری پیاری خوبصورت الزبتھ! (وہ سٹیج سے گزر کر بڑی سٹیج کی طرف جاتی ہے اور اس سے پیار کرنے لگتی ہے۔)

ابّا :- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیچاری الزبتھ پھر کہیں بلیوں کی لڑائی میں مصروف رہی ہے

ڈیگمر :- بیچاری الزبتھ نہیں۔ بہادر الزبتھ۔ الزبتھ تو ایک جنگجو بلّی ہے۔ وُہ اپنی عزّت پر مرمٹنے والی ہے۔

ابّا :- (امّی اور وہ ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھتے ہیں) ننھّی! اور بلّی کی عزّت کیا

ہوتی ہے ؟

ڈیگمیر:۔ اس کی عزّت یہ ہے کہ وُہ سانفرانسیسکو بھر میں سب سے بہادر بلی ہے۔ (کرسٹین بائیں طرف سے اندر آتی ہے اور کیٹرن کی طرح یہ پارٹ بھی ایک کم عمر ایکٹریس کو کرنا ہوگا لیکن وہ بالکل بچی نہیں۔ اس کے بال اس کے کاندھوں پر ہیں۔ اس کا لباس کوتاہ ہے۔ اس کی عمر کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ حقیقت میں اس وقت وُہ کوئی تیرہ برس کے قریب ہے۔ وہ اپنے گھر میں بڑی سنجیدہ، تنہا اور بات کی پکّی ہے۔ وُہ رنگین چاک کا ایک بکس قینچی اور تصویروں کی کتاب اُٹھائے ہوئے ہیں) الزبتھ! تم ایسی ہی ہونا؟

کرسٹین:۔ (میز پر بیٹھتے ہوئے۔ تصویروں کی کتاب کھول کر اس میں رنگ بھرنا شروع کرتی ہے) کس قدر قابلِ نفرت ہے یہ بلّی!

ڈیگمیر:۔ وہ قابلِ نفرت نہیں ہے۔ وہ خوبصورت ہے۔ صبح کی طرح خوبصورت ——!

کرسٹین:۔ کبھی تم نے صبح دیکھی بھی ہے ؟

ڈیگمیر:۔ میں نے تو کبھی نہیں دیکھی۔ لیکن مسٹر ہائیڈ نے مجھے بتایا تھا (مسٹر ہائیڈ پچھلے دروازے سے بائیں طرف سے اندر آتا ہے۔ وہ ذرا خستہ حال سا ہے۔ بال ذرا لمبے ہیں۔ عمر پچاس سے اُوپر۔ وہ پُرانے فیشن کا انگریز ایکٹر معلوم ہوتا ہے۔ اس نے بوسیدہ سا لمبا کوٹ پہن رکھا ہے جس کے کالر پر گھٹیا سی سمور لگی ہوئی ہے۔ وُہ اپنی ٹوپی ہاتھ میں لئے ہے۔ اس کے لہجے میں انگریزیت موجود ہے)

مسٹر ہائیڈ! آپ نے بتایا نہیں تھا؟ کیا آپ نے صبح کے متعلق مجھے پڑھ کر نہیں سُنایا تھا؟

مسٹر ہائیڈ:۔ ہاں میری پیاری بچّی! میں نے سُنایا تھا۔ نُور کا ترکا ہے اور صُبح کی دیوی جس کے ہاتھوں کی اُنگلیوں سے پھُولوں کا رس ٹپک رہا ہے.........

ڈیگمر:۔ امّی! میں کیا صُبح دیکھ سکتی ہوں؟

امّی:۔ کبھی بھی دن جب تم صبح سویرے بیدار ہو جاؤ۔

ڈیگمر:۔ کیا ہر صُبح نُور کا ترکا ہوتا ہے؟

امّی:۔ یقیناً!

ڈیگمر:۔ (بے اعتباری سے) کیا ہر صبح اس قدر خوبصورت ہوتی ہے؟ مجھے آج تک کسی نے کیوں نہ بتایا؟

مسٹر ہائیڈ:۔ میری بچّی! یہ باتیں شاعر بتایا کرتے ہیں۔ ہر روز اس دُنیا میں بڑی حسین باتیں رونما ہوتی ہیں۔ لیکن انہیں کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ ہمیں شاعر نہ بتائیں۔ (وہ باہر دروازے کی طرف جانے لگتا ہے)

امّی:۔ مسٹر ہائیڈ! آپ جا رہے ہیں؟

مسٹر ہائیڈ:۔ معزّز خاتون! صرف چند لمحوں کے لئے۔ سانولی رنگ کی بوٹی جسے تمباکو بھی کہتے ہیں۔ اس کی قلیل مقدار سے لذّت حاصل کرنے کے لئے جس کا میں متوالا ہوں۔ یہ قول بن جانسن کا ہے۔ رات کے وقت کتاب کے مطالعہ کے لئے

میں حاضر ہو جاؤں گا۔ (وہ دروازے سے نکل کر باہر گلی میں چلا جاتا ہے)

امّی :۔ (وہ بائیں طرف پچھلے دروازے کو جاتی ہے اور ذرا سختی اور تندی سے پکارتی ہے) نیلس! کیٹرن! میں نے کہا تم نے ابا کی آواز نہیں سُنی؟

نیلس :۔ (اُوپر سے آواز آتی ہے۔) امی آرہا ہوں۔

کیٹرن :۔ (ڈیسک کے سامنے) ہاں! امی آرہی ہوں۔ (وہ اُٹھتی ہے اور اس تھوڑے سے وقفے میں اس نے اپنے بالوں کو کاندھوں پر گرا لیا ہے جب وُہ ڈیسک سے اُٹھ کر چلتی ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا لباس بہت چھوٹا ہے اور اس کے بعد وہ سیڑھیوں سے سیٹ پر آجاتی ہے۔ جونہی وُہ اُٹھ کر باہر آئی تو گھومنے والا پلیٹ فارم گھوم گیا۔ اس کے بعد ہی نیلس بائیں طرف سے آتا ہے وُہ دراز قد اور گٹھے ہوئے جسم کا نوجوان ہے۔ وضع قطع اور لباس کی تبدیلی سے وہ کبھی ۱۸ یا ۱۹ سال کا اور کبھی ۱۵ یا ۱۶ سال کا نظر آنے لگتا ہے۔ اَب وُہ پندرہ برس کا معلوم ہوتا ہے۔ کیٹرن کرسٹین سے کہتی ہے۔ "ذرا پرے سرک چلو"۔ وہ کرسٹین کی کرسی میں شریک ہوتی ہے)

ابّا :۔ اچھّا تو سب اکٹھے ہو گئے؟

امّی :۔ سب اِدھر آؤ۔ (کرسٹین، نیلس اور کیٹرن میز کے اِرد گرد کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ڈیگمر اِلزبتھ کو برابر پیار کرتی رہتی ہے اور پیار کرتے ہوئے اُٹھ کر ابا کے پیچھے کھڑی ہو جاتی ہے ـــــ پیسے گنتے ہوئے) یہ تو رہا مالک مکان کا حصّہ

(وہ چاندی کے ڈالروں کی ایک الگ ڈھیری بنا دیتی ہے۔ گھر کا ہر فرد اس ڈھیری کو ہاتھ سے ایک دوسرے کی طرف دھکیلتا جاتا ہے۔ آخر میں وہ ڈھیری ابا کے پاس پہنچتی ہے۔)

نیلس :- (آگے دھکیلتے ہوئے) مالک مکان کے لئے۔

کیٹرن :- (وہی عمل) مالک مکان کے لئے۔

کرسٹین :- (ابا کی طرف دھکیلتے ہوئے) مالک مکان۔

ابا :- مالک مکان کے لئے۔ (وہ اس ڈھیری کو میز کے ایک کونے پر لگا دیتا ہے اور کاغذ پر کچھ لکھ کر اس ڈھیری کو اس میں لپیٹتا ہے)

امّی :- (جو اس عرصے میں گنتی رہی ہے) بنئے کے لئے۔

(وہی عمل پھر دہرایا جاتا ہے ۔ اس عمل کے دوران میں ڈگمر "بنئے کے لئے" کی تال کے ساتھ بلّی سے گنگناتی رہتی ہے)

ڈگمر :- (بلند سر میں) تمام امریکہ میں الزبتھ سے بڑھ کر کوئی بھی بہادر بلّی نہیں (ہلکی سُر میں) دُنیا بھر میں الزبتھ سے بڑھ کر کوئی بھی بہادر بلّی نہیں۔

امّی :- (نرمی سے) ڈگمر خاموش رہو۔ ذرا خاموشی سے۔ اور الزبتھ کو واپس پینٹری میں چھوڑ آؤ۔

ڈگمر :- (جب وہ سٹیج سے گزر کر پینٹری کی طرف جاتی ہے تو بلند ڈرامائی سرگوشی کے ساتھ) بہشت ہو خواہ دوزخ کہیں بھی الزبتھ سے بڑھ کر بہادر بلّی نہیں۔ (وہ

بلی کو اٹھائے ہوئے باہر نکل جاتی ہے)

امی :۔ کیٹرن کے جوتوں کو آدھے تلوے لگنے ہیں۔ یہ اس کے لئے۔ (وہ نصف ڈالر آگے سرکا دیتی ہے۔)

نیلس :۔ کیٹرن کے جوتوں کے لئے۔

کیٹرن :۔ (فخر سے) میرے جوتوں کے لئے۔

کرسٹین :۔ (نفرت سے) کیٹرن کے پرانے جوتوں کے لئے۔

ابا :۔ کیٹرن کے جوتوں کے لئے۔

کرسٹین :۔ (اٹھ کر امی کے دائیں طرف آتی ہے) امی! ٹیچر کہہ رہی تھی کہ اس ہفتے مجھے نئی نوٹ بک کی ضرورت ہوگی۔

امی :۔ کتنے کی ہوگی بھلا وہ؟

کرسٹین :۔ ایک ڈائم (۱۵ آنے) کی

امی :۔ (اس کو ایک ڈائم دیتے ہوئے) یہ نوٹ بک کے لئے۔ کہیں کھو نہ دینا۔

کرسٹین :۔ نہیں۔ میں کیسے کھوؤں گی۔ (وہ اپنے رومال میں لپیٹ لیتی ہے)

امی :۔ جب ناک صاف کرو، تو اس کا خیال رکھنا۔

کرسٹین :۔ میں خیال رکھونگی (وہ اپنی جگہ پر واپس آکر بیٹھ جاتی ہے۔)

ابا :۔ کیوں امی! حساب ختم ہوا؟

امی :۔ اس ہفتے کا معاملہ تو ٹھیک ہو گیا۔ بڑی اچھی بات ہے بنک سے پیسے نہیں

نکلوانے پڑیں گے۔ (وہ بچے کھچے سکے سمیٹتی ہے۔ کیٹرن پیچھے سے نکل کر سامنے سیڑھی پر بیٹھ جاتی ہے۔)

نیلس :۔ (اُٹھتے ہوئے) امی! (وہ اوپر دیکھتی ہے اور محسوس کرتی ہے کہ نیلس کو کوئی ضروری بات کہنی ہے۔ ابا ایک لمحہ کے لئے پائپ مُنہ سے نکال لیتا ہے) امی! اگلے مہینے میں گرامر سکول سے امتحان پاس کر لوں گا۔ کیا میں ہائی سکول میں جا سکتا ہوں؟ آپ کی کیا رائے ہے؟

امی :۔ (خوش ہو کر) تمہارا ارادہ ہے ہائی سکول جانے کا؟

نیلس :۔ میرا ارادہ تو ہے ۔۔۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی ہو!

امی :۔ بہت اچھی بات۔ (ابا رضامندی سے اپنا سر ہلاتا ہے)

نیلس :۔ (ہچکچاتے ہوئے) اس پر ۔۔۔۔ اس پر کچھ روپیہ خرچ ہو گا۔ میں نے یہ سارا حساب کاغذ پر لکھ لیا ہے۔ (اپنی جیب سے کاغذ کا ایک پرچہ نکالتا ہے) بس کا کرایہ۔ کپڑے۔ نوٹ بُک۔ بس یہی زیادہ ضروری چیزیں ہیں۔ میں نے نِلز سے پوچھ کر یہ اندازہ لگایا ہے۔ وہ پچھلے سال ہائی سکول میں گیا تھا۔ (ابا اٹھتا ہے اور اُٹھ کر امی کے پیچھے آتا ہے اور اس کاغذ کو پڑھتا ہے جو نیلس نے میز پر ان کے سامنے رکھا تھا)

امی :۔ کرسٹین! وہ ذرا "چھوٹا بنک" تو لاؤ۔ (کرسٹین الماری سے ایک صندوقچی لاتی ہے۔)

کیرٹن :۔ (سیڑھیوں پر بیٹھے ہوئے۔ زمانہ حال۔ جبکہ وہ سامنے دیکھ رہی ہے) "چھوٹا بنک"! سارے گھر میں یہ سب سے زیادہ اہم چیز تھی۔ اس صندوقچی کو ہم کسی شدید ضرورت کے وقت استعمال کیا کرتے تھے۔ مثلاً اس وقت جبکہ ڈیگمر گلے کی تکلیف میں مبتلا ہو گئی تھی۔ اور ابا دوا لینے جایا کرتے تھے اور پھر اس دوا کو اُبلتی ہوئی کیتلی میں ڈال دیا کرتے تھے۔ آج بھی مجھے اس دوا کی بُو آ رہی ہے۔ اس چھوٹے بنک سے اس قسم کی ضرورتیں پوری ہوتی تھیں۔ امّی کی ہمیشہ یہ خواہش تھی کہ وہ اس بنک سے اپنے لئے گرم کوٹ خریدے گی۔ جب کافی پیسے اکٹھے ہو جائیں —— جو کبھی نہ ہوئے۔

(اسی اثنا میں امّی اس صندوقچی کے پیسے گن رہی ہے۔)

نیلس :۔ (بے تابی سے) اس میں کافی پیسے ہیں؟

امّی :۔ (سر ہلاتے ہوئے) چھوٹے بنک میں اس وقت تو کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ تمہیں یاد ہے۔ دندان ساز کو بھی دئے تھے اور تمہارے لئے رولر سکیٹس بھی آئے تھے

نیلس :۔ (اس کا چہرہ مرجھا سا جاتا ہے) ہاں میں جانتا ہوں۔ اور آپ اپنے گرم کوٹ کے لئے بھی تو بچا رہی ہیں۔

امّی :۔ گرم کوٹ تو میں پھر کبھی لے لیتی لیکن پھر بھی...... (وہ اپنا سر ہلاتی ہے)

کرسٹین :۔ آپ کا مطلب ہے کہ نیلس ہائی سکول میں نہیں جا سکے گا؟

امّی :۔ یہاں تو کچھ زیادہ نہیں ہیں پیسے۔ اور ہم بنک سے روپیہ نکلوانا نہیں چاہتے۔

کیوں ٹھیک ہے نا؟

نیلس :- نہیں امّی نہیں، میں ڈوکن پرچون فروش کی دُکان پر سکول کے بعد کام کر لیا کروں گا۔

(امّی کاغذ کے پرچے پر کچھ لکھتی ہے اور پھر اُنگلیوں پر گنتی ہے۔ ابّا اوپر کھڑے ہوئے دیکھتا ہے اور ذہن میں حساب لگا لیتا ہے)

ابّا :- یہ کافی نہیں!

امّی :- (ہنسلی پہ انگلیاں رکھے ہوئے اور شمار ختم کرتے ہوئے) نہیں یہ کافی نہیں۔

ابا :- (اپنے منہ سے پائپ نکالتے ہوئے) میں تمباکو چھوڑ دیتا ہوں۔

(امی اس کی طرف دیکھتی ہے۔ پھر بولنا چاہتی ہے۔ لیکن اس وقت صرف اس کی آستین کو چھوتی ہے۔ کاغذ پر کوئی اور ہندسہ لکھتی ہے اور پھر انگلیوں پر گننا شروع کر دیتی ہے)

کرسٹین :- میں ہر جمعہ کی رات کو میکسول کے بچّوں کی دیکھ بھال کیا کروں گی۔ کیٹرن میری امداد کر سکتی ہے۔

(امّی ایک اور ہندسہ لکھتی ہے۔ ابّا دیکھتا ہے پھر حساب لگاتا ہے اور اطمینان سے اثبات میں سر ہلاتا ہے)

امّی :- (فتحمندی سے) یہ ٹھیک ہے۔ یہ کافی ہے۔

نیلس :- آہا! (وہ اباّ کے دائیں طرف سے ہو کر گھومتا ہے اور گورکھ دھندے سے کھیلنا

شروع کر دیتا ہے)

امّی :- بنک سے روپیہ نکلوانے کی ضرورت نہیں رہی۔

(ڈیگمر واپس آتی ہے۔ بغیر بلی کے)

ڈیگمر :- (آخری فقرہ سنتے ہوئے) بنک کہاں ہے؟

کرسٹین :- (میز سے اُٹھ کر بائیں طرف جاتی ہے اور اس تصویر کو کاٹتی ہے جس میں اُس نے رنگ بھرا تھا) شہر کے اس طرف۔

ڈیگمر :- وہ کیسا ہے؟

کرسٹین :- بس ایک عمارت ہے۔

ڈیگمر :- (میز کے قریب ہی بنچ پر بیٹھتے ہوئے) جیل کی طرح؟

کرسٹین :- (تیزی سے) نہیں، جیل کی طرح نہیں!

ڈیگمر :- تو پھر امّی ہمیشہ کیوں کہا کرتی ہیں کہ ہم بنک نہیں جائیں گے

کرسٹین :- کیونکہ .... خیر .... کیونکہ کوئی شخص ہمیشہ بنک میں نہیں جانا چاہتا۔

ڈیگمر :- کیوں نہیں؟

کرسٹین :- کیونکہ اگر ہم ہر دفعہ بھاگ بھاگ کر بنک ہی جاتے رہے تو پھر بنک میں کوئی روپیہ نہیں رہے گا۔ اور پھر اگر ہم نے کرایہ ادا نہ کیا تو ہم کو اسی طرح مکان سے باہر نکال دیا جائے گا۔ جیسے اس گلی کے آخر پر مسز جانسن کو نکالا گیا تھا۔

ڈگمیر :۔ آپ کا مطلب ہے..... یہ وہی بات ہے جیسے کل کے لئے کوئی مٹھائی بچا کر رکھ لی جائے ۔

امّی :۔ (جو اس وقت چولھے کے نزدیک کافی بنانے میں مصروف ہے) ہاں! میری بچّی ڈگمیر! بالکل - یہ مٹھائی بچا کر رکھنے کی سی بات ہے ۔

ڈگمیر :۔ لیکن اگر........ اگر تمام لوگ بنک میں چلے جائیں تو پھر ہمارے لئے تو کچھ نہیں بچے گا؟

نیلس (ملاطفت سے) ڈگمیر! یہ بات نہیں - ہر شخص اتنا ہی لے سکتا ہے ـــــ

ڈگمیر :۔ کتنا؟

نیلس :۔ جتنا کسی نے وہاں رکھا ہو - تم جانو ہم نے اپنا ہی روپیہ وہاں اس لئے رکھا ہے تاکہ حفاظت سے رہ سکے ۔

ڈگمیر :۔ ہم نے کب وہاں رکھا تھا؟

نیلس :۔ میں...... مجھے یاد نہیں کب - میرے خیال میں بہت مدّت کی بات ہے کیوں امّی؟

امّی :۔ بنک کے متعلق بہت باتیں ہو چکیں -

ڈگمیر :۔ بنک میں ہمارا کتنا روپیہ ہے؟

نیلس :۔ میں نہیں جانتا - کیوں امّی کتنا ہے؟

امّی :۔ کافی ہے - (جب یہ آخری باتیں ہو رہی ہوتی ہیں تو خالہ ٹرینہ بائیں پہلو سے مکان

کی طرف آتی نظر آتی ہے۔ وہ شرمیلی پست قد اور چھپا سی معلوم ہوتی ہے۔ عمر چالیس کے قریب ہوگی۔ شباہت لبھانے والی ہے۔ نہ کوٹ اور ٹوپی پہنے ہے اور مسلے ہوئے پروں کا گلوبند گلے میں ہے۔ وُہ گلی سے نکل کر دروازے پر دستک دیتی ہے۔ امی دستک کی آواز سنتی ہے) کوئی دروازے پر ہے؟

کرسٹین:۔ (جلدی سے اُٹھتے ہوئے) اگر یہ خالائیں ہیں تو میں چلی اپنے کمرے کی طرف!

کیتھرن:۔ (اُٹھ کر سامنے آتی ہے) اور میں اپنے مطالعہ کے کمرہ میں جارہی ہوں۔

امّی :۔ (انہیں روکتے ہوئے) تم بھاگ کے کہاں جارہی ہو؟ تمہیں اپنی خالاؤں کا احترام کرنا چاہیئے۔ (دروازہ کھولتی ہے) اوہو۔ یہ ٹرینہ ہے۔!

ابّا :۔ ٹرینہ؟ تن تنہا!

امّی :۔ بچّو! اپنی خالہ کو سلام کہو۔

بچّے :۔ (یک زبان ہو کر) چچی ٹرینہ شام بخیر۔

ٹرینہ :۔ شام بخیر بچّو! کتنے اچھے نظر آرہے ہیں سب۔ بچّے۔ (وہ دائیں طرف سے آگے بڑھ کر میز کے قریب آتی ہے)

امّی :۔ تم تو پروں کا گلوبند پہنے ہو۔ نیا معلوم ہوتا ہے۔ بہت خوبصورت ہے!

ٹرینہ :۔ (دانت نکالتے ہوئے) مجھے یہ تحفہ ملا تھا۔

امّی :۔ تحفہ؟ لارس دیکھو یہ ٹرینہ کو تحفہ ملا ہے۔

ابّا :۔ (اس پر ہاتھ پھیرتے ہوئے) بہت اچھا ہے۔ (وہ ٹرینہ کی ٹوپی کوٹ اور گلوبند

صندوق پر رکھ دیتا ہے)

امّی :۔ جینی اور سی گرڈ تمہارے ساتھ نہیں آئیں ؟

ٹرینہ :۔ (پریشان سی ہو کر) نہیں مجھے .... میں نے انہیں بتایا ہی نہیں تھا کہ میں تمہارے ہاں جا رہی ہوں ۔ مارٹا ! مجھے تم سے کچھ کہنا ہے ۔

امّی :۔ (مسکراتے ہوئے) اچھا یہ بات ہے ۔ پھر بیٹھ جاؤ آؤ باتیں کریں ۔ (وہ اسے بائیں طرف ابّا کی کرسی پر بٹھا دیتی ہے)

ٹرینہ :۔ (مضطرب سی ہو کر) تنہائی میں کچھ کہنا تھا ۔

امّی :۔ تنہائی ؟

ٹرینہ :۔ اگر تم بُرا محسوس نہ کرو تو ــــــ

امّی :۔ بچّو ! ہمیں تھوڑی دیر کے لئے تنہا چھوڑ دو ۔ میں تمہیں بلا لوں گی ۔ ڈگمیر تم کیٹرن کے ساتھ جاؤ ۔

کیٹرن :۔ (احتجاج کرتے ہوئے) اوہ ۔ لیکن امّی ......

امّی :۔ (مضبوطی سے) کیٹرن ! تم ڈگمیر کو ساتھ لے کر جاؤ ۔

کیٹرن :۔ بہت اچھا امّی (ڈگمیر کو ناراضگی سے آگے دھکیلتی ہے) چلو آؤ ۔ (بچے بائیں طرف سے پیچھے کو چلے جاتے ہیں)

امّی :۔ ہاں ۔ اب کہو ۔ ٹرینہ کیا بات ہے ؟

ٹرینہ :۔ (پریشان سی ہو کر نیچے دیکھتے ہوئے) مارٹا ......

امّی :۔ (حوصلہ دلاتے ہوئے) ہاں کچھ کہو۔

ٹرینہ :۔ اوہ! نہیں۔ میں نہیں کہہ سکتی۔

امّی :۔ (فکرمندی سے) ٹرینہ کیا بات ہے؟

ٹرینہ :۔ یہ...... کچھ بڑی ذاتی سی بات ہے۔

امّی :۔ تمہارا خیال ہے کہ لارنس بھی باہر چلا جائے؟

ٹرینہ :۔ لارنس! تم بُرا تو نہیں مانو گے۔ صرف ایک لمحہ کے لئے۔

ابّا :۔ (مزاحیہ لہجے میں) نہیں۔ میں تو جا رہا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ عورتوں کے بھید کیا ہوتے ہیں۔ (دِق کرتے ہوئے) اور جیسا کہ چچا کرس کہا کرتا ہے "عورت جات پھوہ!"

امّی :۔ لارنس! تم اپنا پائپ ساتھ لیتے جاؤ۔ رات کتنی اچھی ہے (ابا اپنا پائپ باہر نکالتا ہے پھر اسے واپس رکھ دیتا ہے) یہ کیا؟

ابّا :۔ میں بھول گیا تھا۔ میں نے تو تمباکو چھوڑ دیا ہے۔

امّی :۔ کیا تمہاری تھیلی میں ابھی تک تمباکو ہے؟ (ابا سر ہلاتا ہے) تو پھر تم اس وقت تک تمباکو نہیں چھوڑ سکتے جب تک یہ ختم نہ ہو جائے تم اور تمباکو نہیں لو گے لیکن یہ تو تمہیں ختم کرنا ہو گا۔

ابّا :۔ میرے لئے یہ کوئی اچھی بات نہیں مارٹا! (اسے تھپکتا ہے۔ اپنا پائپ باہر نکالتا ہے اور بائیں طرف سے باہر چلا جاتا ہے وہ روشنی کے کھمبے کے نیچے کھڑا ہو

جاتا ہے اور پائپ پیتے ہوئے ستاروں کی طرف دیکھتا ہے)

امّی ۔ (میز کی دائیں جانب) اچھا ٹرینہ اَب بتاؤ کیا بات ہے!

ٹرینہ ۔ (میز کے بائیں جانب) مارٹا ...... میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔

امّی ۔ کیا مطلب .... ؟ تم شادی کرنا چاہتی ہو یا کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس سے تم شادی کرنا چاہتی ہو؟

ٹرینہ ۔ ہاں! ایک ایسا آدمی موجود ہے جس سے میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔

امّی ۔ کیا وہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہے؟

ٹرینہ ۔ وہ کہتا ہے کہ وہ کرنا چاہتا ہے۔

امّی ۔ (بہت خوش ہو کر) ٹرینہ! بڑی خوشی کی بات ہے۔ (وہ اس کے نزدیک آ کر بیٹھ جاتی ہے)

ٹرینہ ۔ (قدرے روتے ہوئے) میرا بھی یہی خیال ہے۔

امّی ۔ وہ کون ہے؟

ٹرینہ ۔ مسٹر تھارکلسن!

امّی ۔ جنازہ گاہ کا رکھوالا؟ (ٹرینہ سر ہلاتی ہے امّی بھی سوچتے ہوئے سر ہلاتی ہے۔ لیکن اس کے چہرے پر مسرت باقی نہیں رہی)

ٹرینہ ۔ میں جانتی ہوں وہ کچھ زیادہ خوبصورت نہیں۔ یا .... لمبا قد بھی نہیں۔ اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ لوگ اس کے پیشے کو بھی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے لیکن...

امّی :۔ ٹرینہ! تم اس سے محبت کرتی ہو؟ (ٹرینہ بڑی گرم جوشی سے سر ہلاتی ہے) تو پھر یہ ٹھیک ہے۔ (وہ ٹرینہ کے ہاتھ کو تھپکتی ہے)

ٹرینہ :۔ مارٹا! کیا تم......... کیا تم دوسروں کو اس خبر سے مطلع کرو گی؟

امّی :۔ اوہ............! جینی اور سی گرڈ.........انہیں ابھی تک معلوم نہیں؟

ٹرینہ :۔ نہیں۔ میں ڈرتی تھی کہ وہ میرا مذاق اڑائیں گی لیکن اگر تم بتاؤ گی تو.....

امّی :۔ لیکن جینی تو جل بھن جائے گی کہ تم نے مجھے پہلے کیوں بتایا۔

ٹرینہ :۔ (مایوسی) میں کیا کر سکتی تھی۔ تمہیں ان سے کہنا ہو گا کہ وہ میرا مذاق نہ اڑائیں اگر انہوں نے میرا مذاق اڑایا تو میں.........! اپنے آپ کو ہلاک کر لوں گی۔

امّی :۔ (فیصلہ کن انداز میں) جینی اور سی گرڈ تمہارا مذاق نہیں اڑائیں گی۔ میں تم سے وعدہ کرتی ہوں ٹرینہ۔

ٹرینہ :۔ آہ! مارٹا میں کس قدر ممنون ہوں تمہاری۔ اور......چچا کرس؟

امّی :۔ (فرا سنجیدگی سے) ہونہہ!

ٹرینہ :۔ کیا تم اس سے بات کرو گی؟

امّی :۔ میرے خیال میں مسٹر تھارکلس کو چچا کرس سے بات کرنی چاہیئے۔ گھرانے کے بڑے آدمی سے خاوند ہی کو بات کرنی چاہیئے۔

ٹرینہ :۔ ہاں۔ میں جانتی ہوں۔ لیکن .... تم جانتی ہو چچا کرس بڑا غصیلہ آدمی ہے۔ وہ کتنا بھاری بھرکم اور سیاہ رنگ کا ہے اور وہ کتنا چلاّتا ہے۔ اور مسٹر تھارکلسن تو (ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہ وہ بڑا چھوٹا آدمی ہے) ..... تم جانو۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ بڑا اسشرمیلا سا آدمی ہے۔

امیّ :۔ (نرمی سے) اگر اُسے تمہارا خاوند بننا ہے تو اُسے شرمیلا نہیں رہنا چاہیئے۔ اور میرا خیال ہے تم بھی نہیں چاہو گی کہ تمہارا خاوند شرمیلا ہو۔ تم بھی شرمیلی ہو اور اگر دونوں شرمیلے ہوئے تو یہ تو اچھی بات نہیں۔ (پھر مضبوطی سے) نہیں جینی اور سی گرڈ سے تو میں بات کر لوں گی لیکن چچا کرس سے مسٹر تھارکلسن ہی کو بات کرنا ہو گی۔

اباّ :۔ (پھر اندر آتا ہے) مارٹا، ٹرینہ! میں تمہاری باتوں میں مداخلت تو نہیں کرنا چاہتا لیکن جینی اور سی گرڈ آ رہی ہیں۔

ٹرینہ :۔ (خوف زدہ ہو کر) افوہ! مارٹا! (وہ جلدی سے اُٹھتی ہے)

اباّ :۔ میں نے انہیں کیبل کار سے اُترتے دیکھا ہے۔ وہ پہاڑی کی چڑھائی پر آ رہی ہیں۔

ٹرینہ :۔ (جلدی سے) بہتر ہے میں ذرا ایک منٹ کے لئے تمہارے کمرے میں چلی جاؤں (وہ دروازے کی طرف جاتی ہے، پھر واپس آ کر صندوق پر سے اپنی چیزیں اُٹھاتی ہے، اور بھاگی ہوئی بائیں جانب سے باہر جاتی ہے اس اثنا میں

امّی سرگوشی میں اباّ کو یہ خبر سنا رہی ہے ۔)

امّیؔ :۔ کافی تیار ہے میں کچھ اور پیالے لے آؤں ۔

(اس اثناء میں جیبنی اور سی گرڈ . ئیں پہلو سے اندر آگئی ہیں ۔ جیبنی تحکمانہ انداز کی عورت ہے ، عمر پچاس سے اُوپر ہے ۔ سی گرڈ روئی صورت اور بات بات پر شاکی ہے)

سی گرڈ :۔ (گلی میں) جیبنی ذرا ٹھہرو ۔ ذرا دم تو لے لوں ۔ یہ چڑھائی تو مجھے ہر دفعہ مارے ڈالتی ہے ۔

جیبنی :۔ پُرانے وطن میں تو تم اس سے بھی بلند پہاڑیاں پھلانگتی رہی ہو ۔

سی گرڈ :۔ پُرانے وطن میں مَیں اس وقت نوجوان لڑکی تھی ۔

(وُہ دروازے کی طرف بڑھتی ہیں اور پھر دستک دیتی ہیں ۔ جیبنی آگے آگے ہے اور سیگرڈ اس کے پیچھے ۔)

امّیؔ :۔ (ان کے لئے دروازہ کھولتے ہوئے) جیبنی ، سی گرڈ ، خوب ! اچانک ہی آ گئیں تم ۔ (سی گرڈ سے) اول کہاں ہے ؟

سی گرڈ :۔ کام کر رہا ہے ۔ ہر وقت کام کرتا ہے ۔ میرے پاس بیٹھنے کے لئے اس کے پاس ایک لمحہ نہیں ۔

امّیؔ :۔ (جو شیلف پر سے کافی دان اُٹھانے کے لئے جاتی ہے) کام کرنا اچھی بات ہے ۔

سی گرڈ :۔ کبھی کبھی خاوند سے مل لینا بھی تو اچھی بات ہے ۔ (میرن کے اوپر کی جانب بائیں

طرف بڑھتی ہے ۔)

جلینی :۔ (وہ اس قسم کی نامعقول بات پسند نہیں کرتی) کیا ٹرینہ یہاں آئی ہے؟ (میز کے بائیں جانب)

امّی :۔ (میز کے دائیں جانب) ٹرینہ؟

جلینی :۔ وہ کہیں گئی ہے۔ اور وُہ تمہارے سوا کسی کو جانتی بھی نہیں ......

امّی :۔ یہ تمہارا خیال ہے ۔

جلینی :۔ اس سے تمہارا مطلب ؟

امّی :۔ تم لارس کو اپنا کوٹ دے دو ۔ میں تمہیں کچھ کافی دیتی ہوں ۔ پھر ہم ٹرینہ کے متعلق باتیں کریں گے ۔

سیگرڈ :۔ (جب ابا ان کے کوٹ اتارنے میں مدد کر رہا ہے) وُہ یہاں آئی تھی؟

امّی :۔ ہاں ، وہ یہاں آئی تھی ۔ (پیالیوں میں کافی ڈال کر آگے بڑھاتے ہوئے ۔

جلینی :۔ ٹرینہ کیا کہتی تھی ؟

امّی :۔ وُہ مجھ سے بات کرنا چاہتی تھی ۔

جلینی :۔ کیسی بات؟

امّی :۔ شادی ۔

سیگرڈ :۔ کیا .....؟

امّی :۔ (اطمینان سے کافی انڈیلتے ہوئے) شادی (سیگرڈ کو پیالی دیتے ہوئے) ٹرینہ

شادی کرنا چاہتی ہے۔

جینی ۔ (میز کے بائیں طرف بیٹھتے ہوئے) یہ تو کوئی ایسی بات نہیں۔ بے شک وہ شادی کی خواہش مند ہے۔ ہر بوڑھی عورت شادی کرنا چاہتی ہے (وہ اپنا دوپٹہ تہ کرتی ہے)

امی ۔ ایک شخص ہے جو ٹرینہ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔

جینی ۔ ٹرینہ سے کون شادی کرنا چاہتا ہے؟

امی ۔ مسٹر تھارکلسن۔

سیگرڈ ۔ پیٹر تھارکلسن؟ وہ بونا پیٹر؟

(وہ اشارے سے بونے کا مفہوم ادا کرتی ہے۔)

امی ۔ وہ اتنا چھوٹا بھی نہیں۔

سیگرڈ ۔ وہ قد میں میرے آرنَ سے بڑا نہیں۔ اور آرنَ دس برس کا نہیں ہوا۔

امی اچھا تو وہ تمہارے آرنَ سے بڑا نہیں! تو کیا ہر خاوند بھاری بھر کم ہی ہونا چاہیئے؟

جینی ۔ ٹرینہ محض دل کی تسلی کے لئے یہ کہہ رہی ہے۔ جب بوڑھی عورتیں ٹرینہ کی عمر کو پہنچ جائیں تو پھر ایسا ہی ہوتا ہے۔

امی ۔ (مضبوطی سے) نہیں جینی یہ سچ ہے۔ مسٹر تھارکلسن واقعی ٹرینہ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔

جینی :- (اپنا پینترا بدلتے ہوئے) مسٹر تھارکلسن۔ ہر شخص اس عورت کا مذاق اُڑائے گا
(وہ قہقہہ لگاتی ہے اور اُٹھ کر بائیں طرف جاتی ہے)

امی :- (اس کی طرف جاتے ہوئے) جینی! ٹریزہ یہیں موجود ہے وہ کچھ دیر میں اندر آیا چاہتی ہے۔ اس کے لئے یہ بات بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ تم اس کا مذاق نہیں اُڑاؤ گی۔

جینی :- جو میری طبیعت میں آئے گا میں کروں گی۔

امی :- نہیں جینی تم ایسا نہیں کروگی۔

جینی :- اور میں کیوں نہ کروں؟

امی :- میں تمہیں نہیں کرنے دوں گی۔

جینی :- تم مجھے کیسے روک لوگی؟

امی :- اگر تم نے ٹریزہ کا مذاق اُڑایا۔ تو میں اُسے وہ واقعہ بتادونگی کہ کس طرح تمہاری شادی سے پہلے تمہارا خاوند بھاگ جانا چاہتا تھا۔

سیگرڈ :- (اُٹھتے ہوئے حیرت زدہ ہوکر) یہ کیا بات ہے؟ تمہیں یہ بات کس نے بتائی؟

امی :- میں جانتی ہوں۔

سیگرڈ :- (حیرت زدہ ہوکر میز کے اِدھر اُدھر گھومتی ہے) ایرک ...... بھاگ جانا چاہتا تھا!

جینی :- یہ صحیح نہیں ہے۔

امّی :- تو پھر اگر میں ٹرینہ سے کہدوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ۔

جینی :- چچا کس نے تمہیں بتایا ہوگا ؟

سیگرڈ :- (سختی سے) اس نے بھاگنے کی کوشش کی ؟

امّی :- کوئی بات نہیں سیگرڈ۔ اب جینی ٹرینہ کا مذاق نہیں اڑائے گی۔ اور تم بھی۔ اور اگر تم نے مذاق اڑایا تو میں اسے بتاؤں گی کہ کس طرح شادی کی رات تم زار و قطار روتی رہیں اور اوّل نے تمہیں تمہاری ماں کے پاس واپس بھیجوا دیا تھا۔

ابّا :- (اچانک مسرت سے) یہ تو مجھے بھی علم نہیں تھا۔

امّی :- (ملامت آمیز لہجے سے) یہ ضروری نہیں ہے کہ تمہیں معلوم ہو۔ میں کبھی بغض یا کینے کی وجہ سے یہ باتیں نہیں بتا رہی ہوں صرف اس لئے کہ وہ ٹرینہ کا مذاق نہ اڑائیں۔ لارس ! اسے یہاں بلا لو۔ جینی ! سیگرڈ ! اور کافی ہوگی ؟

(ابّا پچھلے دروازے سے بائیں طرف جاتا ہے اور ٹرینہ کو پکارتا ہے۔ امّی جینی کے لئے کافی انڈیلتی ہے۔ اور سامنے سے بائیں پہلو پر مسٹر ہائیڈ پھر اندر آتا ہے۔ دونوں خالائیں اٹھتی ہیں اور امّی کے ساتھ ایک قطار میں کھڑی ہو جاتی ہیں۔)

مسٹر ہائیڈ :- (زیادہ لوگوں کو دیکھ کر) اوہ ! معاف کیجئے مجھے علم نہیں تھا کہ ......

امّی :- مسٹر ہائیڈ ! یہ میری بہنیں ہیں ۔

مسٹر ہائیڈ :۔ میں بے حد مسرور ہوں۔ معزز خواتین ! "تھری گڈ بیسٹس" ۔ (وہ جھکتا ہے۔ سیگرڈ
آہستہ آہستہ قہقہہ لگاتی ہے۔ وہ بائیں طرف واپس دروازے کو جاتا ہے) آپ
مجھے معاف فرمائیں گی ؟

امّی :۔ کوئی بات نہیں مسٹر ہائیڈ ۔

مسٹر ہائیڈ :۔ میں اپنے کمرے میں موجود رہوں گا۔ (وہ باہر چلا جاتا ہے)

جینی :۔ (پھر میز کے بائیں طرف جاتی ہے) یہ ہے تمہارا وہ مشہور کرایہ دار۔ کیا اس نے کرایہ ادا
کردیا ؟ وہ تین مہینے سے تو یہاں ہے۔ ٹھیک ہے نا ؟

امّی :۔ (میز کے دائیں جانب) کرایہ مانگنا ذرا مشکل سی بات ہے۔ یقیناً وہ جلدی
ادا کردے گا۔

جینی :۔ (نتھنے پھلا کر) یقیناً وہ نہیں کرے گا۔ اگر میں اپنا بورڈنگ ہاؤس تمہاری طرح
چلاؤں تو پھر........

ابّا :۔ تو یقیناً تمہارے کرایہ دار کبھی تمہیں چھوڑ کر نہ جائیں۔

جینی :۔ اگر مارٹا کا یہ خیال ہے کہ وہ گرم کوٹ اس کے کرائے سے بنائے گی جس کا وہ ہمیشہ ذکر
کیا کرتی ہے تو پھر........

امّی :۔ جینی ! مسٹر ہائیڈ ایک شریف الطبع انسان ہے وہ ہمیں بڑی اعلےٰ کتابیں بلند آواز سے
پڑھ کر سنایا کرتا ہے........ لانگ فیلو........ چارلس ڈکنز اور
فنی مور کیپلنگ (پیچھے سے ٹرینہ نکلتی ہے۔ امّی اسے دیکھ لیتی ہے کہ وہ دروازے

میں کھڑی ہوئی ہچکچا رہی ہے) ٹرینہ! آجاؤ۔ کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے (وہ ایک پیالی میں کافی انڈیلتی ہے۔ پھر ایک خاموشی کا وقفہ) میں نے انہیں بتا دیا ہے!

جینی :۔ تم پہلے مارٹا کے پاس کیوں آئیں؟

ابّا :۔ (بائیں طرف کھڑے ہوئے) اس کا خیال تھا کہ مارٹا اس معاملے کو خوب سمجھ جائے گی۔

جینی :۔ کیا سیگرڈ اور میں شادی شدہ عورتیں نہیں ہیں؟

ابّا :۔ تمہاری شادی مارٹا سے بہت پہلے ہوئی تھی۔ اور اس کا خیال تھا کہ تم وہ واقعہ بھول چکی ہوگی۔

جینی :۔ یہ مسٹر تھارکلسن کس طرح زندگی بسر کرتا ہے؟

ٹرینہ :۔ (بنچ پر بیٹھتے ہوئے) میں ...... میں نے پوچھا نہیں۔

سیگرڈ :۔ (میز کے دائیں جانب) کیا وہ تمہارا خرچ برداشت کر سکتا ہے؟

ٹرینہ :۔ اگر وہ میرا خرچ برداشت نہ کر سکتا تو میرا خیال ہے مجھ سے شادی کی درخواست نہ کرتا۔

جینی :۔ شاید اس کا یہ خیال ہو کہ تم اس کا خرچ برداشت کرو گی۔

امّی :۔ (انتباہ) جینی!

سیگرڈ :۔ شاید اس کا یہ خیال ہوگا کہ ٹرینہ کنواری لڑکیوں کی طرح بہت بڑا جہیز اپنے

ساتھ لائے گی۔

ٹرینہ :۔ خیر! میں کیوں نہ لوں؟ تم سب کو جہیز ملا تھا ......

جینی :۔ ہمارا بیاہ ناروے میں ہوا تھا۔ اور ہمارے ماں باپ زندہ تھے۔ میں پوچھتی ہوں تمہارا جہیز کہاں سے آئے گا؟

ٹرینہ :۔ چچا کرس۔ وہ خاندان میں سب سے بڑا ہے۔

جینی :۔ اور اس سے بات کون کرے گا؟

ٹرینہ :۔ اُس سے بات کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب مسٹر تھارکلسن ملاقات کے لئے گئے تو پھر ......

جینی :۔ چچا کرس اُسے کچا ہی کھا جائے گا۔

سیگرڈ :۔ (شرارت سے ہنستے ہوئے) چھوٹا پیٹر اور چچا کرس!

امّی :۔ (معنی خیز انداز میں) ممکن ہے چچا کرس کوئی گھر کے راز بھی کہہ ڈالے۔ چچا کرس کو بہت سی باتوں کا علم ہے۔ (دونوں خالائیں گھبرا کر پیالیاں نیچے رکھ دیتی ہیں)

جینی :۔ (موضوع بدلتے ہوئے) بچے نظر نہیں آئے۔ کیا جانے سے پہلے ہم اُن سے مل نہیں سکتے؟

ابّا :۔ یقیناً۔ میں ابھی انہیں بلاتا ہوں۔ (وہ دروازے کی طرف جاتا ہے اور پکارتا ہے) بچو! تمہاری خالائیں جا رہی ہیں!

بچّوں کی آوازیں :۔ (اشتیاق سے جواب دیتے ہوئے) ہم آئے ابّا!

جینی :۔ ٹرینہ! تم ہمارے ساتھ چلو گی؟

امّی :۔ میرا خیال ہے ٹرینہ ابھی یہیں ٹھہرے گی۔ ابھی مسٹر ہائیڈ کتاب پڑھ کر سنائیں گے اور ٹرینہ بھی سُنے گی۔ کیوں ٹرینہ؟

جینی :۔ ہاں۔ اگر میری موجودگی سے تمہیں کوئی بدمزگی نہ ہو، اور میں نے مسٹر تھارکلسن سے کہا تھا کہ وُہ مجھے یہاں ملیں اور یہاں سے وہ گھر تک میرے ساتھ جائیں گے۔ میں کافی کے برتن سمیٹنے میں بھی تمہاری امداد کروں گی۔ (وہ کافی کی پیالیاں ٹرے میں رکھ کر پینٹری میں لے جاتی ہے)

(بائیں طرف سے پچھلی جانب سے کیٹرن اندر آتی ہے، وہ اپنی ڈائری اُٹھائے ہُوئے ہے، ڈگمر اس کے پیچھے ہے اور اس کے پیچھے کرسٹین)

کیٹرن اور ڈگمر :۔ (تعظیماً) شام بخیر خالہ سیگرڈ، شام بخیر خالہ جینی!

(کرسٹین صرف اشارے ہی میں تعظیم بجالاتی ہے اور زبان سے کچھ نہیں کہتی)

جینی :۔ تم سب لوگ کہاں چھپ گئے تھے؟

ڈگمر :۔ (پینٹری کی طرف جاتے ہوئے) ہم کرسٹین کے خلوت خانہ میں تھے۔

جینی :۔ کس چیز میں؟

امّی :۔ کرسٹین نے ایک تھوڑی سی جگہ کو اپنا خلوت خانہ بنا لیا ہے، میں نے اُسے منکوں کی چلمن دے دی ہیں، جب ہم پُرانے وطن سے یہاں آئے تھے تو تم

نے مجھے یہ چیزیں دی تھیں،

سیگرڈ:۔ اور وہ اس جگہ کرتی کیا ہے؟

کرسٹین:۔ (گستاخانہ لہجہ میں) خلوت خانہ میں لوگ جو کچھ کیا کرتے ہیں!

امّی:۔ کرسٹین! یہ گستاخی ہے، یہ ایک چھوٹی سی جگہ ہے جو صرف اُسی کے لئے ہے۔

(بائیں طرف سے نیلس اندر آتا ہے)

نیلس:۔ ہیلو! خالہ سیگرڈ! ہیلو خالہ جینی!

سیگرڈ:۔ (ہاتھ ملاتے ہوئے) شام بخیر نیلس! توبہ کتنا لمبا ہوگیا ہے یہ!

امّی:۔ (فخر سے) ہاں قریباً اپنے ابّا کے برابر تو ہوگیا ہے اس کا قد!

(نیلس کھڑکی کے نیچے صندوق پر بیٹھ جاتا ہے)

سیگرڈ:۔ (یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنی لبساط سے کچھ زیادہ بڑھ گیا ہے اور ڈگمر بھی کچھ نروس سی ہوگئی ہے (ڈگمر پھر اندر آتی ہے، اس دفعہ وہ بلّی اُٹھائے ہوئے ہے، سیگرڈ چونک پڑتی ہے) اُف توبہ! کتنی بدصورت ہے یہ بلّی!

ڈگمر:۔ بالکل نہیں، یہ بلّی بہت خوبصورت ہے۔

ابّا:۔ یہ اس کی نئی سہیلی ہے۔ اور ہر وقت ڈگمر کے ساتھ رہتی ہے۔

کرسٹین:۔ (میز پر بیٹھتے ہوئے) ہاں ایسا ہی ہے۔ ایک اور بات آپ کو معلوم ہونی چاہیئے اب وہ اس کے ساتھ سویا بھی کرے گی۔

ڈگمر:۔ (اشتیاق سے) ہاں امّی! کیا میں اپنے ساتھ سُلا سکتی ہوں؟ امّی کیا یہ ممکن

ہے ؟ (وہ آگے بڑھ کر بنچ پر آ بیٹھتی ہے)

جینی :۔ بالکل نہیں۔ کیا تم یہ نہیں جانتیں کہ بلی سوئے ہوئے بچے کا سانس پی جاتی ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی دن صبح کے وقت تم تختہ بنی ہوئی نظر آؤ۔

ڈگیمر :۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ اگر الزبتھ چاہے تو میرا سانس پی سکتی ہے (وہ بلی کے منہ پر پھونک مارتی ہے) یہ رہا!

جینی :۔ (اپنے دستانے پہنتے ہوئے) الزبتھ — بلی کے لئے کیسا نامعقول سا نام ہے۔

نیلس (اُٹھتے ہوئے) اور بلی کے لئے تو یہ بڑا احمقانہ سا نام ہے۔ کیونکہ یہ بلا ہے۔

امی :۔ نیلس تمہیں کیسے معلوم ہوا؟

نیلس :۔ میں نے دیکھ لیا تھا۔

ڈگیمر :۔ تم نے کس طرح معلوم کیا؟

نیلس :۔ تم بھی معلوم کر سکتی ہو۔

ڈگیمر :۔ لیکن کیسے؟

امی :۔ (جلدی سے متنبہ کرتے ہوئے) نیلس نہیں بتانا کہ کیسے۔

نیلس :۔ (ڈگیمر سے) تو اب تمہیں اس کا نام بدلنا ہی پڑے گا۔

ڈگیمر :۔ میں نہیں بدلوں گی۔ وہ الزبتھ ہے اور الزبتھ ہی رہے گا۔

ابا :۔ چلو اسے چچا الزبتھ کہہ لیا کریں گے۔

ڈیگبیر :۔ (بڑی گرمجوشی سے قہقہہ لگاتے ہوئے) چچا الزبتھ! سنتے ہو الزبتھ! اب تمہیں چچا الزبتھ کہا کریں گے۔

جینی :۔ کتنی احمقانہ بات ہے۔ اچھا خدا حافظ مارٹا۔ لارس۔ (سب کو خدا حافظ کہی جا رہی ہے۔ سب بچے رسمی طور پر تعظیم کا مظاہرہ کر رہے ہیں)

امّی :۔ خدا حافظ جینی! ۔ خُدا حافظ سیگرڈ! نیلس! تم جاؤ مسٹر ہائیڈ سے کہو کہ کتاب سننے کو تیار ہیں۔

(نیلس پیچھے بائیں طرف چلا جاتا ہے۔ دونوں خالائیں رخصت ہوتی ہیں۔ امّی دروازے پر کھڑے ہو کر اُن کے لئے الوداعی ہاتھ ہلاتی ہے)

سیگرڈ :۔ (باہر جاتے ہُوئے) میرا تو خیال یہ تھا کہ ہم اپنی زندگی میں ٹرینہ کی شادی نہیں دیکھ سکیں گے!

جینی :۔ شادی ہو گی تو جانوں گی۔ ابھی تو چچا کرس سے واسطہ پڑے گا۔ (وہ بائیں پہلو میں غائب ہو جاتی ہیں)

امّی :۔ (واپس کمرے میں آ کر پینٹری کے دروازے میں کھڑے ہو کر آواز دیتی ہے) ٹرینہ! وہ چلی گئیں۔ ڈیگبیر! تم رات کے لئے الزبتھ کو چھوڑ دو۔

ڈیگبیر :۔ (اس کی اصلاح کرتے ہوئے) چچا الزبتھ۔

امّی :۔ چچا الزبتھ (ڈیگبیر بلّی کے ساتھ پینٹری میں چلی جاتی ہے۔ ٹرینہ اندر آتی ہے اور اس وقت مسٹر ہائیڈ اور نیلس بھی بائیں طرف سے اندر آتے ہیں۔) مسٹر ہائیڈ!

یہ میری بہن ٹریزہ ہے۔

مسٹر ہائیڈ:۔ (جھکتے ہوئے) آپ سے مل کر بہت مسرور ہوں۔

امّی :۔ (میز کے دائیں جانب بیٹھتے ہوئے) مسٹر ہائیڈ! ہمیں "دو شہروں کی کہانی" پڑھ کر سنائیں گے۔ بڑا دلچسپ ناول ہے۔ لیکن ہے دردناک۔

ٹریزہ :۔ (تمتماکر) میں دردناک کہانیاں بہت پسند کرتی ہوں۔ (وہ اپنا رومال باہر نکالتی ہے۔)

(سارا خاندان میز کے گرد بیٹھ جاتا ہے۔ امّی میز کے دائیں طرف اپنی ٹوکاٹی کرسی پر۔ ابّا ذرا اس کے پیچھے۔ ٹریزہ دائیں طرف ذرا میز کے اوپر نیلس بائیں طرف ڈگمیر واپس آکر امّی کے سامنے فرش پر بیٹھ جاتی ہے۔ مسٹر ہائیڈ میز کے بائیں جانب آرام کرسی پر۔ کرسٹین فرش پر میز کے نیچے۔ کیٹرن سامنے سیڑھیوں پر۔)

ہائیڈ :۔ آج میں یہ کہانی ختم کر دوں گا۔

امّی :۔ بہت خوب۔

ہائیڈ :۔ تم سب تیار ہو؟

بچے :۔ ہاں مسٹر ہائیڈ ہم تیار ہیں۔

ہائیڈ :۔ میں وہاں سے کہانی شروع کروں گا۔ جہاں کل چھوڑی تھی۔ (وہ پڑھنا شروع کرتا ہے)۔

"کونسرگری کے تاریک قید خانے میں موت کے قیدی اپنی قسمت کا انتظار

کر رہے تھے ان کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی کہ ایک سال میں ہفتے ہوتے ہیں اس شام کو ۵۲ آدمی شہر کی پُر رونق زندگی سے گزر کر بے پایاں بحر ذخار میں جا کر ملنے والے ہیں .... (روشنیاں آہستہ آہستہ مدھم پڑ جاتی ہیں اور صرف مسٹر ہائیڈ اور کیتھرن پر سپاٹ لائٹ نظر آتی ہے)

کیتھرن :- میں وہ رات کیونکر فراموش کر سکتی ہوں رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی جبکہ یہ کہانی ختم ہوئی - اور ہم میں سے کسی کو بھی وقت کے گزرنے کا احساس نہیں تھا۔

ہائیڈ :- (آخری صفحہ پڑھتے ہوئے) "یہ میری زندگی کا بہترین کارنامہ ہے۔ اس سے بڑھ کر اچھا کارنامہ میں نے نہیں کیا - یہ میری زندگی کا بہترین سکون ہے۔ جو مجھے آج تک میسر نہیں ہوا تھا" (وہ کتاب بند کرتا ہے) "کتاب ختم ہوئی"۔

(دائیں طرف سے منظر بدلنے والا پلیٹ فارم پھر گھومتا ہے۔ کیتھرن سیڑھی پر سے اُٹھتی ہے اور میز کے قریب سے ہو کر اپنے ڈیسک پر جاتی ہے۔)

کیتھرن :- اس رات سونے سے پہلے میں نے اپنی ڈائری میں یہ چند سطور لکھی تھیں۔ (وہ بلند آواز سے پڑھتی ہے) "آج رات مسٹر ہائیڈ نے "دو شہروں کی کہانی" ختم کر دی - آخری باب نہایت شاندار ہیں - اپنی ذات کی قربانی دینا کس قدر عجیب بات ہے - کاش کوئی ایسا شخص ہوتا جس کے لئے میں بھی اپنی زندگی قربان کر سکتی" (وہ سامنے کی طرف دیکھتی ہے) مسٹر ہائیڈ ہمیں ہر قسم کی کتابیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے انہوں نے "خزانے کا جزیرہ" سنا کر ہمیں مسحور کیا اور

"باسکروِل کا شکاری کُتّا" پڑھ کر ہمیں دہشت زدہ کیا۔ آج بھی مجھے اس کی آواز میں وُہ دہشت یاد ہے ....

ہائیڈ :۔ (جو ابھی تک بڑی سٹیج پر موجود ہے اور جس پر سپاٹ لائٹ پڑ رہی ہے۔ پڑھتے ہُوئے) "ڈاکٹر مارٹیمر نے ایک لمحہ کے لئے ہماری طرف عجیب نگاہوں سے دیکھا اور پھر اُس کی آواز سرگوشی بن کر گہرائی میں ڈوب گئی اور اس نے کہا۔ "مسٹر ہومز! یہ تو ایک بہت بڑے شکاری کتّے کے نقش پا ہیں"۔ (وہ اپنی کتاب بند کر دیتا ہے) کل پھر ہم اپنی کہانی جاری رکھیں گے بشرطیکہ آپ لوگوں کو اس میں دلچسپی ہے۔

کیٹرن :۔ (سامنے دیکھتے ہوئے) بشرطیکہ ہمیں دلچسپی ہے! بھلا ہمیں دلچسپی نہیں ہو سکتی تھی؟ امّی کو تو مجھ سے بھی زیادہ دلچسپی تھی کہ نیلس ہمسائے لڑکوں کے ساتھ باہر جاتے ہوئے رُک گیا تھا۔ جس رات ان لڑکوں نے مسٹر ڈیلون کی دُکان پر ہلّہ بولا تھا اس رات نیلس گھر میں موجود تھا اور کبھی کبھی مسٹر ہائیڈ ہمیں نظمیں بھی پڑھ کر سنایا کرتے تھے "لیڈی آف دی لیک" یا "رائیم آف اینشنٹ میرینز"۔

ہائیڈ :۔ (پڑھتے ہوئے) "رات کے وقت کی آگ اِدھر اُدھر سرکتی ہوئی ناچتی رہی اور پانی صحرا کے تیل کی طرح سبز نیلے اور سفید رنگوں میں جلتا رہا ــــ"

(اس سے سپاٹ لائٹ پرے ہٹ جاتی ہے اور باورچی خانے کے سامنے پردہ گِر پڑتا ہے)

کیتھرائن :- جس طریقے سے وہ میرے تخیل کو بیدار کر دیا کرتا اس سے میں کئی راتوں تک سو نہ سکتی تھی ۔ (اپنی ڈائری میں سے پھر پڑھتی ہے ۔) "یہ ادب بھی کس قدر حیرت انگیز چیز ہوتی ہے جو ہمیں غیر معروف علاقوں میں لے جاتی ہے"۔ (اپنے آپ سے) اور میرے سکول کی ٹیچر مجھ سے ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ میں ان باتوں کو بھی کبھی لکھتی رہوں جن کو میں اچھی طرح جانتی ہوں ۔ ایک دفعہ میں نے چچا کرس کے متعلق چند سطور لکھیں تو وہ مجھ سے کہنے لگی کہ اپنے خاندان کے کسی فرد کے متعلق اس قسم کی باتیں لکھنا اچھی بات نہیں ۔ ابّا ، امّی چچا کرس کو "سیاہ نارودی" کہا کرتے تھے ۔ کیونکہ اس کے بال سیاہ اور مونچھیں بڑی سخت قسم کی تھیں ۔ لیکن خاندان کے کچھ اور لوگ کسی اور وجہ سے انہیں سیاہ کہا کرتے تھے (مثال کے طور پر خالائیں ۔

(سپاٹ لائیٹ سامنے کی میز سے بائیں طرف جاتی ہے اور جینی کا باورچی خانہ ظاہر ہوتا ہے (جینی اور ٹرینہ نظر آتی ہیں ۔ جینی پیسٹری بنا رہی ہے اور ٹرینہ کروشیے سے کچھ کاڑھ رہی ہے ۔

جینی :- سیاہ ! میں یہی کہوں گی وہ سیاہ ہے دل کا سیاہ ہے ۔ ہر وقت گالی دیتا ہے اور برا بھلا کہتا ہے ۔

ٹرینہ :- مارٹا کہتی ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُسے چلنے پھرنے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے ۔

جینی :- بالکل فضول بات ! میں اس کے لنگڑے پن کا وہ حادثہ جو وطن میں ہوا تھا خوب

جانتی ہوں ---- لیکن کبھی اس نے اپنی زبان سے اس کی شکایت کی ہے؟ مارتا تو ہمیشہ اس کی طرف سے بہانے گھڑ لیتی ہے۔

ٹرینہ :- میں جانتی ہوں.......لیکن وہ بچوں سے کس قدر پیار کرتا ہے۔ ہمیشہ ان کے لئے سنگترے بھیجتا ہے.......

جینی :- سنگترے! سنگترے کس کام کے۔ بچوں کا رنگ زرد کر دیتے ہیں۔ ان کے سوا اس نے کبھی کچھ اور بھی بھیجا ہے؟ اپنا روپیہ تو وہ کسی اور مصرف میں لاتا ہے۔

ٹرینہ :- کیا مطلب؟

جینی :- تو بلیں! اور وہ عورت اس کے ساتھ رہتی ہے!

ٹرینہ :- وہ کہتا ہے کہ وہ اس نے گھر کا کاروبار سنبھالنے کے لئے رکھی ہوئی ہے۔

جینی :- ہونہہ! بھلا اس کے سوا وہ اور کہہ بھی کیا سکتا ہے؟ خیر میں ایک نہ ایک دن کہوں گی سا اس کے منہ پر کہوں گی۔

(وسط کے پردے کے پیچھے سے سیگرڈ اندر آتی ہے۔ وہ جینی اور ٹرینہ کی طرف آگے بڑھتی ہے)

سیگرڈ :- جینی! ٹرینہ! کچھ اور سنا؟ چچا کرس نے اب کیا گل کھلایا ہے؟

ٹرینہ :- کیا؟

جینی :- ہاں! بتاؤ ہمیں۔

سیگرڈ :- تمہیں یاد ہے میرے چھوٹے آرن کو کوئی دو مہینے ہوئے گھٹنے پر چوٹ لگی تھی۔

دوا فروش نے اس وقت کہا تھا کہ یونہی معمولی سی چوٹ ہے۔ لیکن آج پھر اُسے
دردہونے لگا۔ میں سودا لینے گئی تو اُسے گھر چھوڑ گئی اور اپنی ہمسایہ عورت مسز شولتس
کو کہہ گئی کہ ذرا خیال رکھنا تو معلوم ہے میرے جانے کے دس منٹ بعد وہاں کون
آگیا ؟ یہی چچا کرس ! اب کیا کہتی ہو تم ؟

جینی :- بات کہنا چاہتی ہو تو کہہ ڈالو۔ بار بار ہم پر سوال کیوں کرتی ہو ؟

سیگرڈ :- اُس نے آرن کے گھٹنے کو ایک نظر دیکھا اور پھر اُسے گود میں اُٹھایا اور اسے اپنے پُرانے چھکڑے میں لاد کر سیدھا ہسپتال لے گیا۔ میں ابھی وہاں سے آرہی ہوں .... اور تم کیا کہتی ہو۔ انہوں نے تو اس کا اپریشن بھی کر دیا اور اُوپر پلاسٹر آف پیرس چڑھا دیا ہے۔

جینی :- تمہاری مرضی کے خلاف ؟

سیگرڈ :- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر چچا کا دوست ہے۔ اسی لئے اس نے ایسا کیا ہے نہیں۔ اس دفعہ اس نے اچھا نہیں کیا۔ وہ اپنی حد سے آگے نکل گیا ہے۔ مارن بیچارہ چھوٹی سی جان۔ اس کو کس قدر دُکھ میں مبتلا کر دیا ہے۔ انہوں نے مجھے آرن سے ملنے بھی نہیں دیا۔ میں چچا کرس سے جا کر وہ بات کہہ ڈالوں گی جو میرے دل میں ہے۔

جینی :- بالکل ٹھیک ہے۔

سیگرڈ :- میں ابھی جا کر کہوں گی۔ (کچھ نرم پڑ کر) جینی! تم بھی میرے ساتھ چلو۔

جینی :- اچھا ہیں، ..... نہیں میں نے تو ابھی پیسٹری بنانی ہے۔

سیگرڈ :- جینی ! تم ضرور ساتھ چلو۔ ہمیں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیئے۔ ٹرینہ !
تم بھی ساتھ چلو اور اپنا جہیز اس سے مانگو۔ اس سے لے کے ہی ٹلو۔

ٹرینہ :- اوہ ! لیکن .... مارٹا نے کہا تھا کہ یہ بات مسٹر تھارکلسن
کو کہنی چاہیئے۔

جینی :- اچھا تو پھر جاؤ مسٹر تھارکلسن کو بلا کے لاؤ۔ سا بھی قبرستان میں جاؤ۔ سیگرڈ ٹھیک
کہتی ہے۔ ہم لڑکیوں کو ایک دوسرے کی ضرور مدد کرنی چاہیئے۔
(سٹیج پہ اندھیرا۔ پلیٹ فارم گھوم جاتا ہے)

کیٹرن :- (اپنے ڈیسک کے سامنے) کسی کو اس بات کا علم نہ تھا کہ چچا کرس کہاں رہتا ہے
اس کے متعلق یہ ایک راز ہی تھا۔ وہ اس علاقے میں اِدھر اُدھر گھوما کرتا تھا
اور ان فارموں اور مویشی خانوں کو خرید لیتا ہے جن کی حالت بگڑ جاتی تھی۔ اور
وہ ان کو دوبارہ آباد کر کے خوشحال بنا لیتا تھا اور انہیں منافع پر بیچ کر آگے نکل جاتا
تھا۔ سال میں دو تین مرتبہ وہ اپنی پرانی سی موٹر کار میں شہر میں آتا۔ اور شور مچاتا
اور چلاّتا ہوا ہمارے مکان میں بھی آتا۔

(یہاں روشنی کم ہو جاتی ہے۔ ایک بہت پرانے ماڈل کی شور مچانے
والی فورڈ گاڑی کی آواز آتی ہے۔ پھر اس موٹر کے رُکنے کی آواز آتی ہے
اس کے بعد چچا کرس کی بلند آواز)

چچاکرس کی آواز :۔ مارتا ! لارس ! بچو ! کہاں ہو تم ؟

(باورچی خانے کے سامنے سے پھر پردہ اُٹھتا ہے ، باہر گلی میں چچاکرس کی موٹر کھڑی ہے ۔ ایک بہت ہی پُرانا ماڈل ہے ۔ ڈرائیور کی سیٹ خالی ہے اور اس کے ساتھ والی سیٹ پر ایک عورت بیٹھی ہے ۔ چچاکرس مکان کے دروازے پر زور زور سے دستک دے رہا ہے وہ کافی عمر کا مضبوط بھاری بھرکم اور سیاہ آدمی ہے ۔ ایک پاؤں چھوٹا ہے ۔ باورچی خانے میں نیلس اور کرسٹین دبکے ہوئے ہیں)

چچاکرس :۔ مارتا ! لارس !

کرسٹین :۔ (خوفزدہ) یہ چچاکرس ہے !

نیلس :۔ (وہ بھی خوفزدہ) مجھے معلوم ہے !

کرسٹین :۔ اب ہم کیا کریں ؟

چچاکرس :۔ ابے او ! گھر میں کوئی نہیں ؟ اوہ ——— گھر میں کوئی بھی نہیں ؟ (دروازے کو زور زور سے کھٹکھٹاتے ہوئے) ابے کوئی ہے ؟ کوئی جواب تو دو ؟ (وہ چٹخنی کو گھماتا ہے ۔ دروازہ کھل جاتا ہے اور وہ لنگڑاتا ہوا اندر چلا جاتا ہے اس کا لہجہ سخت ہے اور بچوں کے نام ناروے زبان کے تلفظ سے بلاتا ہے) میں نے کہا کیا بات تھی ؟ تم دروازہ نہیں کھولتے تھے ۔ تم نے میری آواز نہیں سُنی تھی ؟ (بچے خاموشی سے دبک جاتے ہیں) میں نے کہا تم نے میری آواز

نہیں سُنی تھی ؟ یا میں نے بلند آواز سے نہیں بلایا تھا ؟

کرسٹین :۔ ہا۔ہا۔ ہاں چچا کرس !

چچا کرس :۔ ہاں کا کیا مطلب ؟ تم نے میری آواز نہیں سُنی تھی ۔اس کے لئے ہاں ہے یا میری آواز اُونچی نہیں تھی اس کے لئے ہاں ہے ؟

نیلس :۔ چچا کرس ! ہم نے آپ کی آواز سُنی تھی ۔

چچا کرس :۔ تو پھر تم نے دروازہ کیوں نہیں کھولا تھا ؟

نیلس :۔ ہم ......ہم کھولنے ہی لگے تھے ۔

(کیٹرن اپنے ڈسک سے اُٹھ کر سیڑھیوں پر آتی ہے)

چچا کرس :۔ اِدھر آؤ ذرا میں تمہیں دیکھوں تو سہی ۔کیٹرن تم بھی ۔وہاں کھڑی کیا کر رہی ہو۔ یہاں آجاؤ ذرا میں دیکھوں ۔(بچے قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں گویا اُن کا معائنہ ہونے والا ہے ۔وہ نیلس کے کاندھوں پر ہاتھ مارتا ہے ۔) سیدھے کھڑے ہو جاؤ ۔(وہ سب سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں) ہاں ! اس میز کے ساتھ چلو جہاں پہلے نشان لگے ہوئے ہیں ۔(نیلس میز کے قریب دیوار کی طرف جاتا ہے ۔چچا کرس اسے دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے پہلے نشان کو دیکھتا ہے اور وہیں نیا نشان لگا دیتا ہے ۔اور اس کے ساتھ ہی کچھ لکھتا ہے) دو انچ ۔کب سے ....(تاریخ دیکھتا ہے) چھ مہینے میں ۔بہت اچھا ۔کرسٹین ! (نیلس کی جگہ کرسٹین آجاتی ہے) پہلے

مجھے اپنے دانت دِکھاؤ۔ (وہ دانت دِکھاتی ہے) اچھی طرح برش کیا کرتی ہو؟
(وہ سر ہلاتی ہے) نیلس! میری موٹر میں سنگتروں کی ٹوکری رکھی ہے اندر لے
آؤ۔ (نیلس بائیں طرف سے باہر چلا جاتا ہے۔ چچا کرس کرسٹین کا قد ناپتا ہے)
چھوٹی کہاں گئی؟ ڈگمر؟

کیٹرن:۔ چچا کرس! وہ بیمار ہے۔

چچا کرس:۔ (حیرت زدہ ہو کر) بیمار؟ کیا ہُوا اسے؟

کیٹرن:۔ کچھ کان میں تکلیف ہے۔ دو دن سے کان میں درد ہو رہا ہے۔ درد بہت
زیادہ ہے۔ امّی نے ڈاکٹر کو بُلوا بھیجا ہے۔

چچا کرس:۔ کوئی اچھا ڈاکٹر ہے؟ کیا کہتا ہے وہ؟

کیٹرن:۔ بس وُہ ابھی آیا ہے۔ (وہ پیچھے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کرسٹین دیوار کے
دیوار کے ساتھ خاموش کھڑی ہے۔ وہ بیچاری ابھی تک خوفزدہ ہے۔)

چچا کرس:۔ میں جا کر دیکھتا ہوں۔ (وہ پچھلے دروازے کی طرف جانے لگتا ہے۔ لیکن اس
وقت امّی اور ڈاکٹر جانسن اندر آتے ہیں۔ اس اثنائیں نیلس باہر کھڑی ہوئی
موٹر کی طرف گیا ہے اور مضطرب سی مسکراہٹ سے اس عورت کی طرف دیکھتا
ہے جو کار میں بیٹھی ہے اور پھر وہاں سے سنگتروں کی ٹوکری نکال کر اندر لاتا
ہے۔ بعد کے منظر میں وہ ٹوکری لاتا ہوا نظر آتا ہے۔)

امّی (سلام کرتے ہُوئے) چچا کرس!

چچاکرس :- ڈوگیمر کیسی ہے ؟

امّی :- بُری حالت ہے ۔ ڈاکٹر! یہ میرے چچا مسٹر ہاورستن ہیں ۔

ڈاکٹر :- آپ کے مزاج کیسے ہیں جناب ؟ (وُہ بنچ پر سے اپنی ٹوپی اور بیگ اُٹھاتا ہے)

چچاکرس :- بچّی کیسی ہے ؟

ڈاکٹر :- ہمیں اسے ہسپتال لے جانا ہوگا ۔ بہت جلد اس کا اپریشن ہوگا ۔

امّی :- اپریشن ؟

ڈاکٹر :- مجھے ڈر ہے اپریشن کرنا ہی ہوگا ۔

امّی :- کیا آپ انتظار کر سکتے ہیں ۔ اس وقت تک کہ میرا خاوند کام سے واپس آجائے ؟

ڈاکٹر :- مجھے ڈر ہے کہ انتظار نہیں ہو سکے گا ۔ مریض کی حالت ایسی ہے کہ فی الفور اپریشن ہونا چاہیئے ۔

امّی :- (ایک لمحہ کے بعد) ہم چلتے ہیں ۔ (وہ میز پر رکھے ہُوئے "چھوٹے بنک" کی طرف جاتی ہے)

چچاکرس :- (جس نے امّی کے فیصلے کو بنظر استحسان دیکھا ہے ۔ پھر وہ ڈاکٹر سے مخاطب ہوتا ہے) بچّی کو بیماری کونسی ہے ؟

ڈاکٹر :- مجھے ڈر ہے کہ یہ کن پیڑے کی قسم کی بیماری ہے ۔

چچا کرس :۔ اوہو، پھر تو فوراً اپریشن ہونا چاہیئے۔

ڈاکٹر :۔ (کچھ منہ بنا کر) یہی تو میں نے کہا تھا۔

چچا کرس :۔ فوراً۔

امّی :۔ (جس نے چھوٹے بنک کے سارے پیسے میز پر انڈیل دیئے ہیں) ڈاکٹر صاحب! کیا یہ کافی ہوں گے؟

ڈاکٹر :۔ (میز کی بائیں جانب) میں تو خیراتی ہسپتال کے متعلّق سوچ رہا تھا۔

امّی :۔ نہیں! نہیں! ہم خرچ ادا کریں گے۔ کیا یہ کافی ہے؟

کیتھرن :۔ اگر یہ کافی نہیں ہے تو ہمیں بنک چلے جانا چاہیئے۔

کرسٹین :۔ ہمارا بنک میں حساب ہے۔

امّی :۔ ڈاکٹر آپ بتائیں یہ پیسے کافی نہیں ہوں گے؟ شاید ہمیں بنک نہ جانا پڑے میرا خاوند بڑھئی ہے اور کافی پیسے کما لیتا ہے۔

چچا کرس :۔ اگر اور روپے کی ضرورت ہوئی تو میں دے دوں گا۔

ڈاکٹر :۔ (اسے کچھ چچا کرس سے نفرت سی ہو گئی ہے) سب ٹھیک ہے ہم بچّی کو شفاخانے لے چلیں۔ آپ حسب توفیق جس قدر دینا چاہیں دے دیں۔

چچا کرس :۔ اچھی بات۔ اچھی بات۔ میرا ایک اور مریض بھی وہاں موجود ہے۔ میرا بھانجا آرنی۔ آج صبح اس کے گھٹنے کا اپریشن ہوا۔

ڈاکٹر :۔ کیا آپ بھی ڈاکٹر ہیں۔

چچاکرس :۔ میں بہت سے ڈاکٹروں سے اچھا ڈاکٹر ہوں۔ میرا دوسرا بھانجا نیلس جو سامنے کھڑا ہے بڑا ہو کر بہت اچھا ڈاکٹر بنے گا۔

(نیلس جو ابھی ابھی واپس آیا ہے۔ حیران ہو کر دیکھتا ہے)

ڈاکٹر :۔ (بے رخی سے) اوہ، بہت خوب، بڑی دلچسپ بات ہے۔ اچھا تو اگر آپ بچّی کو ہسپتال لے جانا چاہتے ہیں تو.......... ایک گھنٹے تک وہاں پہنچ جائیں۔

چچاکرس :۔ (میز کے دوسری طرف سے ڈگ بھرتے ہوئے) بچّی دس منٹ میں ہسپتال پہنچ جائے گی۔ میرے پاس موٹر موجود ہے۔

ڈاکٹر :۔ دس منٹ میں تو میں سارے انتظامات نہیں کر سکوں گا۔

چچاکرس :۔ (میز کے دائیں طرف) میں انتظام کر لوں گا۔ میں سب ڈاکٹروں کو جانتا ہوں۔

امّی :۔ چچاکرس! ڈاکٹر جانسن سارا انتظام کر لیں گے۔ بہت اچھے ڈاکٹر ہیں!

ڈاکٹر :۔ (طنزیہ لہجے میں) شکریہ مادام۔

امّی :۔ ڈاکٹر صاحب! آپ چلیں ہم بھی آئے۔

ڈاکٹر :۔ بہت اچھا، پھر کوئی ایک گھنٹے تک۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ ڈگمر کا بہت اچھا علاج ہو جائے گا۔ میں خود اپریشن کروں گا۔

چچاکرس :۔ میں دیکھتا رہوں گا۔

ڈاکٹر :۔ جناب! آپ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔

چچاکرس :- میں ہمیشہ اپریشن دیکھا کرتا ہوں ۔ میں خاندان میں سب سے بڑا ہوں۔

ڈاکٹر :- میں کسی کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپریشن کے وقت میرے نزدیک کھڑا ہو۔

چچاکرس :- کیوں! بہت بُرے ہوتے ہیں ؟

ڈاکٹر :- (امی سے) مسز ہنسن! اگر میں نے یہ اپریشن کرنا ہے اور بچے کا علاج میں نے کرنا ہے تو پھر ابھی سے یہ بات طے ہو جانی چاہیئے کہ یہ صاحب میرے نزدیک کھڑے ہوں گے اور نہ مریض کے۔

امی :- بہت اچھا ڈاکٹر صاحب! میں ابھی ان سے بات کرتی ہوں۔ آپ مہربانی کر کے ہسپتال چلیئے۔

ڈاکٹر :- بہت اچھا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ کوئی میرے نزدیک نہیں آئے گا ورنہ میں اپریشن نہیں کروں گا۔ (وہ چلا جاتا ہے)

چچاکرس :- میں ذرا ڈیگمر کو دیکھ لوں۔

امی :- (اُسے روکتے ہوئے) چچا! ٹھہریئے۔ آپ کی بڑی عنایت ہے لیکن ڈیگمر بیمار ہے اور آپ اُسے اور ہراساں کر دیں گے۔

چچاکرس :- میں ہراساں کر دوں گا ؟

امی :- ہاں چچاکرس آپ سے ہر شخص ڈرتا ہے۔

چچاکرس :- (حیران ہو کر) مجھ سے ؟

امی :- سوائے میرے ہر ایک۔ یہاں تک کہ جینی، سی گرڈ، ٹرینہ ..... سب

آپ سے ڈرتی ہیں ۔

چچاکرس :- یہ لڑکیاں! "عورت جات بھوہ"

امّی :- اور بچّے بھی (نیلس اور میں ڈگمر کو باہر لاتے ہیں آپ ہمیں اپنی موٹر میں ہسپتال لے چلیں لیکن مہربانی کرکے ڈگمر کو خوفزدہ نہ کریں ۔ اور ڈاکٹر کو اپنا کام کرنے دیجئے ۔ ڈاکٹر جانسن بڑا اچھا ڈاکٹر ہے ۔ نیلس! تم میرے ساتھ آؤ ، تم ڈگمر کو گودی میں اُٹھا لینا ۔

(نیلس اور امّی پیچھے کی طرف جاتے ہیں ۔ چچاکرس حیران اور پریشان سا کھڑا رہتا ہے ۔ دونوں لڑکیاں بے حس و حرکت کھڑی ہوئی اسے دیکھتی رہیں ۔)

چچاکرس :- (میز کے دائیں طرف جاتے ہوئے) کیا یہ سچ ہے؟ مجھ سے تم خوفزدہ ہو؟ کرسٹین ...... کیٹرن ...... کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو؟ اِدھر آؤ بتاؤ مجھے ۔ کیا تم مجھ سے خوفزدہ ہو؟

کیٹرن :- (ذرا کانپتی ہوئی آواز سے) کچھ تھوڑی سی چچاکرس ۔!

چچاکرس :- (بنچ کی طرف جاتے ہوئے) نہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ اور تم کرسٹین؟

کرسٹین :- ہا .... ہاں چچاکرس!

چچاکرس :- لیکن نیلس؟ .... نیلس تو لڑکا ہے .... وہ تو مجھ سے خوفزدہ نہیں ـــــ!

کرسٹین :۔ نہیں...... اتنا نہیں جتنا ہم......

چچا کرس :۔ لیکن وہ خوفزدہ ہے؟

کرسٹین :۔ ہاں چچا کرس — !

چچا کرس :۔ (دھاڑ کر) لیکن کیوں؟ مجھ سے خوفزدہ ہونے کی کونسی بات ہے؟ میں تمہارا چچا کرس ہوں...... مجھ سے تم کیوں ڈرتے ہو؟

کرسٹین :۔ میں کچھ نہیں بتا سکتی۔

چچا کرس :۔ لیکن یہ بُری بات ہے، بہت بُری بات۔ تمہاری خالاؤں کی بات تو ٹھیک ہے۔ میں انہیں خوفزدہ رکھنا چاہتا ہوں۔ (لڑکیاں قہقہہ لگاتی ہیں۔) تم اس بات پر خوش ہو؟ (وہ ان کے نزدیک جاتا ہے) تم اپنی خالاؤں کو پسند نہیں کرتیں۔ آؤ صاف صاف بتا دو مجھے۔ تم اپنی خالاؤں کو نہیں چاہتیں۔ ٹھیک ہے نا......؟

کیٹرن :۔ نہیں...... کچھ زیادہ نہیں..... چچا کرس — !

چچا کرس :۔ ان تینوں میں سے کس سے زیادہ نفرت کرتی ہو تم؟ جینی — سیگرڈ — ٹرینہ — مجھے صاف صاف بتاؤ۔

کیٹرن :۔ میرا خیال ہے کہ میں خالہ جینی کو پسند نہیں کرتی۔ وہ ہر وقت...... ہر وقت رعب جماتی رہتی ہیں۔

کرسٹین :۔ میں خالہ سیگرڈ کو نہیں چاہتی۔ ہر وقت رونی صورت بنائے شکایت ہی کرتی رہتی ہے۔

چچا کرس :- (بلند قہقہہ لگا کر) بہت ہی اچھی بات۔ جینی رعب جماتی ہے۔ سیگر ڈ ہر وقت شکایت کرتی ہے۔ یہ بالکل ٹھیک بات ہے۔ لیکن تمہاری امّی۔ وہ بالکل مختلف ہے۔ وہ کھانا بہت اچھا پکاتی ہے اور تمہاری خالائیں۔ انہیں تو کھانا پکانا آتا ہی نہیں، ایک اور بات۔ اپنی امّی کو یہ نہ بتانا کہ مجھ میں اور تم میں ان کے متعلق باتیں ہوئی تھیں۔ یہ ایک راز ہے اور جب میرے اور تمہارے درمیان ایک راز ہو گا تو پھر تم مجھ سے خوفزدہ نہیں رہو گی۔ میں بھی تمہیں ایک راز بتاتا ہوں۔ میں تمہاری خالاؤں کو بالکل پسند نہیں کرتا۔ اور مجھے کبھی ان کے متعلق فکر ہی نہیں ہوئی۔ اسی لئے میں انہیں ہمیشہ ڈراتا دھمکاتا ہوں اور گالی بھی دیتا ہوں۔ اگر تم اچھے بچے ہو اپنے دانت صاف رکھتے ہو۔ اور یہ سنگترے کھاتے ہو تو میں تمہیں کبھی نہیں دبکاؤں گا۔ (وہ اپنی نسوار کی ڈبیا نکالتا ہے اور اس میں سے کچھ ناک میں ڈالتا ہے۔)

(آخری فقرے پر دونوں خالائیں دور سے آتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ان کے ساتھ مسٹر نھارکلسن ہے ایک خوفزدہ سا پست قد آدمی۔ وہ نیچے اُتر کر مکان کے دروازے کی طرف بڑھتے ہیں)

سیگر ڈ :- (گلی میں کھڑے ہو کر) جینی! تم نے دیکھا ہے جو میں دیکھ رہی ہوں۔ اس کی موٹر گاڑی میں ایک عورت۔!

جینی :- کس قدر شرمناک بات۔ کس قدر شرمناک بات۔

سیگرڈ :۔ کیا ہم اس کو سلام کریں ؟

جینی :۔ سلام ؟ ایسی عورت کو ؟ ہم اس کی طرف دیکھیں گی بھی نہیں ۔ میں ابھی تمہیں بتاتی ہوں ۔ (وہ سامنے کے دروازے کی طرف قدم اُٹھائے چلی جاتی ہے اور کار میں بیٹھی ہوئی عورت کو بالکل نظرانداز کرتی ہے ۔ وہ مکان میں داخل ہوتی ہے ۔ دوسرے اس کے پیچھے پیچھے ہیں ۔ جینی پہلے داخل ہوتی ہے ۔ اور داخل ہوتے ہی کہتی ہے) چچا کرس ! سیگرڈ کو آپ سے کچھ کہنا ہے ۔

سیگرڈ :۔ (مصنوعی جرأت کے ساتھ) چچا کرس ! آپ ارن کو ہسپتال لے گئے تھے .....

چچا کرس :۔ (میز کے دائیں طرف) ہاں ! میں ارن کو ہسپتال لے کر گیا تھا ۔ اور اب ہم ڈگمر کو ہسپتال لئے جا رہے ہیں ۔ اس لئے یہاں تم اپنی بک بک بند کرو ۔

جینی :۔ (میز کے بائیں طرف کھڑے ہوئے) ڈگمر کو کیا تکلیف ہے ؟

کرسٹین :۔ اس کے کان میں درد ہے ۔ ڈاکٹر جانسن اپریشن کرے گا ۔

سیگرڈ :۔ (یہ لفظ سُن کر) اپریشن ؟ یہ چچا کرس کا ہی گل کھلایا ہوا ہے ۔ تمہیں معلوم ہے کہ آرن کے ساتھ انہوں نے کیا کیا ہے ؟

چچا کرس :۔ (اس سے مخاطب ہوتے ہوئے) سیگرڈ ! تم ہمیشہ شکایت کرنے والی ایک احمق بڑھیا ہو ۔ یہاں سے فوراً نکل جاؤ ......

سیگرڈ :۔ (ہار مانتے ہوئے) جینی ! بہتر یہی ہے کہ یہاں سے چلیں ......

جینی :۔ (مضبوطی سے) بالکل نہیں .... اس قسم کی زبردستیاں اب کافی

ہو چکی ہیں ۔۔۔۔۔

چچاکرس :۔ اور تم جینی! ۔۔۔۔۔ تم رُعب گانٹھنے والی بے وقوف بڑھیا! تم بھی یہاں سے فوراً دُور ہو جاؤ۔ ہم ڈگبر کو ہسپتال لئے جا رہے ہیں (بائیں طرف سے نیلس ڈگبر کو گودی میں لئے باہر نکلتا ہے وُہ اُسے کمبل میں لپیٹے ہوئے ہے) نیلس! تم نے بچّی کو اچھی طرح تھاما ہوا ہے نا؟

نیلس :۔ ہاں چچاکرس۔

چچاکرس :۔ چلو چلیں۔

جینی :۔ (دروازے اور اس کے درمیان کھڑے ہو کر) نہیں آپ کو میری بات سُننی ہوگی۔ (نرم ہوتے ہوئے) آپ کو سیگرڈ کی بات سُننی ہوگی!

چچاکرس :۔ اگر تین گننے سے پہلے تم میرے راستے سے نہ ہٹ گئیں تو میں تمہیں اُٹھا کر باہر پھینک دوں گا۔ اور سیگرڈ کو بھی۔ ایک ۔۔۔۔۔ (سیگرڈ راستے سے ہٹ جاتی ہے) دو ۔۔۔۔۔ (جینی رستے سے ہٹ جاتی ہے)۔ (وہ بچّوں کی طرف دیکھتا ہے اور آنکھ مارتا ہے) بہت اچھا! نیلس تم بچّی کو کار میں لے کر چلو (نیلس ڈگبر کو اُٹھائے باہر جاتا ہے اور اسے کار میں لے جاتا ہے۔ چچاکرس اس کے پیچھے پیچھے جاتا ہے۔ اور کار کا چکّر چلانا شروع کرتا ہے)

ٹربینہ :۔ (مسٹر تھارکلسن کے ساتھ اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے) لیکن چچاکرس! میں تو تھارکلسن کو تعارف کے لئے لائی تھی۔

(لیکن چچا کرس اس کو نظر انداز کرتا ہے اور برابر چکر چلائے جاتا ہے۔ وہ بڑی مایوسی کے عالم میں تھار کلسن کے ساتھ واپس کمرے میں آتی ہے امّی دوبارہ اندر آتی ہے۔ وہ کوٹ اور ٹوپی پہنے ہے۔ اور سستی قسم کا بیگ اُٹھائے ہوئے ہے)

امّی :۔ جینی...... ٹرینہ...... ہم ہسپتال جا رہے ہیں (وہ کیٹرن اور کرسٹین کی طرف جاتی ہے) جب تک امّی گھر نہ آجائے تمہیں اچھے بچّوں کی طرح رہنا ہوگا۔

لڑکیاں :۔ یقیناً امّی!

چچا کرس :۔ (کار میں سے آواز دیتے ہوئے) مارٹا! چلو چلیں۔

امّی :۔ (واپس جواب دیتے ہوئے) میں آرہی ہوں۔ (بچّوں سے مخاطب ہوتے ہوئے) یخ دان میں دودھ رکھا ہے پھل اور کچھ کیک اور نان پاؤ بھی تمہارے لنچ کے لئے موجود ہیں۔

کرسٹین :۔ امّی! فکر نہ کرو ہم سب دیکھ بھال کرلیں گے۔

امّی :۔ اچھا میں جا رہی ہوں۔ (وہ دروازے کی طرف جاتی ہے)

سیگرڈ :۔ (اُسے روکتے ہوئے) مارٹا!

امّی :۔ کیا بات ہے؟

سیگرڈ :۔ تم اس کی موٹر گاڑی میں نہ بیٹھو۔

امّی :۔ کیوں؟

چچاکریس :۔ (پھر بُلاتے ہُوئے) مارٹا! چلو چلیں۔

امّی :۔ میں آرہی ہوں۔

سیگرڈ :۔ کیوں کہ........ کیوں کہ وہ عورت اس میں ہے۔ وُہ...... وُہ عورت!۔

امّی :۔ اچھا۔ تو اگر ہم اس کے ساتھ موٹر میں بیٹھ گئے تو کیا وہ مجھے اور ڈگمیر کو کھا جائے گی؟ میں اس سے مِل چکی ہوں بڑی اچھی عورت ہے (ذرا پرے جاکر آواز دیتی ہے) میں آرہی ہوں۔

چچاکریس :۔ چلو چلیں (امّی گاڑی کے پیچھے بیٹھ جاتی ہے۔ گاڑی پیچھے ہٹتی ہوئی بہت شور مچارہی ہے)

مسٹر تھارکلسن :۔ (ٹرینہ سے سرگوشی میں) کیا وُہ عورت اُس کی بیوی ہے؟

ٹرینہ :۔ (مضطرب ہوکر) ہاں.....

تھارکلسن :۔ کیا کہا ہاں؟

ٹرینہ :۔ (بلند سرگوشی سے) نہیں ـــــ!

جلینی :۔ (لڑکیوں سے) لڑکیو! یہاں کیا مُنہ کھولے دیکھ رہی ہو۔ (وُہ انہیں پینٹری میں جانے کا اشارہ کرتی ہے) ہٹ جاؤ۔ جاؤ ـــــ (لڑکیاں چلی جاتی ہیں۔ جلینی مڑکر دروازے میں سے کار کو دیکھتی ہے جو جارہی ہے) اوہ ـــــ! وُہ چلے گئے۔ اچھا ہم بھی ان کے پیچھے چلتے ہیں۔ سیگرڈ! تم آگے آگے چلو۔ (وُہ

سی گرڈ کو دھکیل کر آگے کرتی ہے۔ جلینی مسز تھار کلسن کو کھینچے ہوئے لے جا رہی ہے۔ ٹریبیہ اس کے پیچھے ہے۔ سٹیج پر تاریکی۔ عارضی پردہ گرتا ہے۔ گھومنے والے پلیٹ فارم پر سپاٹ لائٹ۔ ایک چھوٹا سا عارضی خلوت خانہ۔ دیوار پر "رولر سکیٹ لٹکے ہوئے ہیں۔ کیٹرن فرش پہ بیٹھی ہے۔ اور کرسٹین باورچی خانے کی سیڑھی پر ہے ہاتھوں میں دودھ کا گلاس ہے۔ اور پلیٹوں پر کیک اور نان پاؤ وغیرہ ہیں)

کیٹرن ۔ کتنی دیر ہوگئی ہوگی انہیں گئے ہوئے؟

کرسٹین ۔ کوئی تین گھنٹے۔ اور کاش تم بار بار یہ سوال مجھ سے نہ پوچھو۔

کیٹرن ۔ اپریشن کتنی دیر میں ہو جاتا ہے؟ ایک دفعہ خالہ سیگرڈ کہہ رہی تھی کہ مسز بارگمین پانچ گھنٹے اپریشن کی میز پر رہی۔

کرسٹین ۔ دوسرے لوگوں کی نسبت خالہ سیگرڈ کے دوستوں کا زیادہ برا حال ہوتا ہے۔ ——— اور ہر بار جب وہ اس قصے کو دہراتی ہے تو اور بھی برا ہو جاتا ہے۔

(کیٹرن مسکراتی ہے ——— کچھ دودھ پیتی ہے اور اس کے ساتھ کچھ کھاتی بھی ہے)

کیٹرن ۔ (اداس سی مسرت کے لہجہ میں) گھر کتنا اداس ہے ——— امی کے بغیر ——— کیوں نہیں؟ مجھے ایک کتاب کا فقرہ یاد آ رہا ہے۔ "خالی مکان میں بہنیں ایکدوسرے سے لگ کر بیٹھی تھیں۔ وہ چھوٹے سے خاندان کی زندگی اور موت کے فیصلے کی

منتظر تھیں "۔

کرسٹین :۔ ایسی فضول باتیں مت کیا کرو،

کیٹرن :۔ یہ فضول بات نہیں،

کرسٹین :۔ فضول تو ہے ہی، پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارا خاندان چھوٹا نہیں، ہمارا خاندان بڑا ہے اور پھر زندگی اور موت کا یہاں کوئی ذکر ہی نہیں، تم ہر بات کو ڈرامائی انداز میں پیش کرنے کی عادی ہو گئی ہو،

کیٹرن :۔ خیر، یہ ڈرامائی بات تو ہے!

کرسٹین :۔ بالکل نہیں، ایک معمولی سی بات ہے ...... ذرا تھوڑی سی تشویش انگیز ضرور ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم اس کو ٹریجڈی بنا ڈالو،

(وقفہ)

کیٹرن :۔ تم کچھ کھا نہیں رہی!

کرسٹین :۔ یہ بات میں جانتی ہوں۔

کیٹرن :۔ اور تم دودھ بھی نہیں پی رہی، کیا تمہیں بھوک نہیں ہے؟

کرسٹین :۔ نہیں، اور اگر تمہیں امی اور ڈیگمر کا تھوڑا سا بھی خیال ہوتا تو تمہاری بھی بھوک اُڑ جاتی، کس مزے سے اُڑا رہی ہو گویا تمہارے سینے میں دل ہی نہیں اور پھر اس پر ایک کہانی بھی بنا رہی ہو۔

کیٹرن :۔ اوہ! پیاری کرسٹین! میرے سینے میں بھی دل ہے، اور اس دل میں اُن کیلئے جذبات

بھی ہیں، اگر میں نے چند الفاظ کہہ ڈالے تو یہ میرے بس کی بات نہیں، میں ہر بات کے متعلق کچھ نہ کچھ کہہ دیا کرتی ہوں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں محسوس نہیں کرتی اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمیں کھانا ترک نہیں کرنا چاہیئے اور امّی بھی ہمیں کھانا چھوڑنے کو نہیں کہے گی۔

(وقفہ، کرسٹین ایک وقفہ کے لئے تامّل کرتی ہے پھر ایک لقمہ کھاتی ہے، وہ دونوں خاموشی سے کھاتی ہیں، ان پہ روشنی مدھم پڑجاتی ہے اور گھومنے والا پلیٹ فارم گردش کرتا ہے، ہسپتال کے برآمدے کے سامنے سے پردہ اُٹھتا ہے، پیچھے کی طرف ایک بڑا فلیٹ دیوار ظاہر کرتا ہے جو بڑی سٹیج کے سامنے سے ترچھا ہو کر پیچھے کی طرف چلا گیا ہے، سامنے بائیں طرف ذرا پیچھے ہٹ کر ایک بنچ رکھی ہے جس پر امّی اور نیلس بیٹھے ہیں، انہوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام رکھا ہے اور پرے دیکھ رہے ہیں۔ بنچ کے پیچھے کی طرف لفٹ ہے اور ذرا اُوپر کی طرف ایک چھوٹا سا گھروندا ہے جہاں جھاڑو اور کوچیاں وغیرہ رکھی ہیں۔ استقبالیہ میز دائیں طرف قریباً وسط میں رکھی ہے جس کے سامنے ایک نرس بیٹھی ہے۔ دیوار پچھلی طرف سے اندھیرے میں غائب ہے اور نرس کی میز کے پیچھے اندھیرا ہے۔ جب پردہ گرتا ہے تو نرس کی میز کے قریب ہی غل غپاڑہ سا ہو رہا ہے۔ وہاں خالائیں کھڑی ہیں، اور

چچاکرس کو ذرا دھمکا رہی ہیں۔ مسٹر تھارکلسن ذرا اُن کے پیچھے ہٹ کر کھڑا ہے۔)

سیگرڈ:۔ لیکن چچا کرس! میں کہتی ہوں کہ میں اُسے ضرور ملوں گی۔

چچاکرس:۔ (غضب ناک ہو کر) کیا تم انگریزی زبان نہیں سمجھتیں؟ چوبیس گھنٹے سے پہلے کوئی ملاقاتی اُسے نہیں مل سکے گا۔

سیگرڈ:۔ لیکن آپ تو اُسے مل چکے ہیں۔

چچاکرس:۔ میں ملاقاتی نہیں، میری اور بات ہے۔

سیگرڈ:۔ خیر، میں اس کی ماں ہوں، میری بھی اور بات ہے، میں ڈاکٹر سے بات کرتی ہوں۔

چچاکرس:۔ میں ڈاکٹر سے مل چکا ہوں، میں نے اُسے کہہ دیا ہے کہ تمہارا آرن سے ملنا اچھا نہیں۔

سیگرڈ:۔ اپنے بیٹے سے ملنا اچھا نہیں ـــــ!

چچاکرس:۔ بالکل ٹھیک نہیں، تم وہاں رونا شروع کردو گی، میں اب جا رہا ہوں۔
(وہ جانے لگتا ہے تو جینی، ٹرینہ کو دھکیل کر آگے کر دیتی ہے۔)

ٹرینہ (مایوسانہ جرأت سے) چچا کرس...... ! مجھے آپ سے بہت ضروری بات کہنا ہے......

چچاکرس:۔ مجھے اس وقت کام ہے۔

ٹرینہ :۔ لیکن چچاکرس ...... میں شادی کرنا چاہتی ہوں،

چچاکرس :۔ اچھا، تو پھر شادی کر لو۔ (پھر جانے لگتا ہے)

ٹرینہ :۔ نہیں، ذرا رُک جائیں .... میں مسٹر تھارکلسن سے شادی کرنا چاہتی ہوں، یہ رہے۔

(وُہ تھارکلسن کو اپنے پیچھے سے کھینچ کر سامنے کر دیتی ہے)

چچاکرس :۔ (اُسے غور سے دیکھتا ہے) یہ بات ؟

تھارکلسن :۔ جناب! آپ کیسے ہیں ؟

چچاکرس :۔ بڑا مصروف ہوں (پھر جانے لگتا ہے)

ٹرینہ :۔ چچاکرس — مہربانی کر کے ......

چچاکرس :۔ اَب کیا ہے ؟ تم اس سے شادی کرنا چاہتی ہو ؟ بس، ٹھیک ہے شادی کرو، مجھے اس سے زیادہ ضروری کام کرنے ہیں۔

ٹرینہ :۔ (اشتیاق سے) پھر ...... آپ کی طرف سے اجازت ہے ؟

چچاکرس :۔ اگر تم حماقت پر تُل گئی ہو تو میں تمہیں روک نہیں سکتا۔

ٹرینہ :۔ (تشکّر کا لہجہ) چچاکرس! آپ کا بے حد شکریہ۔

چچاکرس :۔ بس، اور تو کوئی بات نہیں ؟

ٹرینہ :۔ (بھاگنے کے لئے فکرمند) ہاں، اور تو کوئی بات نہیں۔

جینی :۔ (مضبوطی سے) نہیں۔

چچاکرس:۔ نہیں ؟ (مسٹر تھارکلسن کو پھر دھکا دیکر آگے کر دیا گیا۔)

تھارکلسن:۔ ایک بات ــــ ...... ایک بات اور بھی تھی، ٹریزہ نے اس کا ذکر کیا تھا ...... پُرانے وطن میں تو یہ قاعدہ تھا .... اور ہم سب پُرانے وطن ہی سے یہاں آئے ہیں ....

چچاکرس:۔ یہ کیا کہہ رہے ہو؟ تمہارا مطلب کیا ہے؟

تھارکلسن:۔ تو پھر ...... بات کو لمبا کیوں کیا جائے ...... یہ ٹریزہ ــــ میرا مطلب ٹریزہ کے جہیز سے تھا۔

چچاکرس:۔ ٹریزہ کا کیا؟

تھارکلسن:۔ (بڑی مدھم آواز میں) ٹریزہ کا جہیز!

چچاکرس:۔ آہا! اس کا جہیز، ٹریزہ کو جہیز چاہیئے! اس کی عمر ۴۲ برس کی ہے ....

ٹریزہ:۔ نہیں، چچاکرس .....

چچاکرس:۔ (اپنی بات جاری رکھتے ہوئے) اور یہ کافی نہیں کہ اسے ایک خاوند مل گیا ہے۔ اسے جہیز بھی ملنا چاہیئے!

نرس:۔ (جو اس وقت تک مداخلت کرنے کی کوشش کر رہی ہے، زور سے میز پہ مُکّا مارتی ہے۔ اور دائیں طرف جاتی ہے) مہربانی کر کے یہاں سے چلے جایئے اور اپنی گھریلو باتیں کہیں اور جا کے کیجئے ــــ! یہ ہسپتال ہے شادی کا دفتر نہیں۔

چچاکرس :۔ (نرس کو گھور کر دیکھنے کے بعد مسز تھار کلسن کی طرف نگاہیں ڈالتا ہے) تم انتظارگاہ کی طرف چلو، میں وہاں تم سے جہیز کے متعلق بات کرتا ہوں،

(وہ نرس کی میز کے پیچھے اندھیرے میں چلا جاتا ہے، مسز تھار کلسن ملتجیانہ نگاہوں سے ٹرینہ کی طرف دیکھتا ہے اور پھر چچا کے پیچھے چلا جاتا ہے، خالاؤں کو اب یاد آتا ہے کہ یہاں امّی بھی سامنے بنچ پر بیٹھی ہے - وہ اُس کی طرف جاتی ہیں)

جینی :۔ مارٹا! تم نے سُن لیا نا؟

امّی :۔ (اپنے ہی خیال میں ڈوبی ہوئی) کیا؟

جینی :۔ چچا کرس نے جو کچھ کہا۔

امّی :۔ نہیں، میں نے کچھ نہیں سُنا، میں ڈاکٹر کا انتظار کر رہی ہوں، کوئی دو گھنٹے ہو گئے کہ وہ ڈیگمر کو اپریشن روم میں لے گئے ہیں، شاید اس سے بھی زیادہ ــــــ

سیگرڈ :۔ دو گھنٹے؟ یہ تو کچھ بھی نہیں، مسز برگمین کا جب پتہ نکالا گیا تھا تو اُسے چھ گھنٹے اپریشن کی میز پر رکھا گیا تھا۔

امّی :۔ میں مسز برگمین یا کسی اور کے متعلق کچھ نہیں سُننا چاہتی۔ میں ڈاکٹر کا انتظار کر رہی ہوں، آپ مہربانی کر کے یہاں سے چلی جائیں، شام کو آئیے،

ٹرینہ :۔ لیکن مارٹا یہاں تنہا کب تک بیٹھی رہو گی؟

امی :- میرے ساتھ نیلس ہے، ٹرینا مہربانی کر کے ...... میں ڈاکٹر کا انتظار کر رہی ہوں ..... تم جاؤ،

جینی :- چلو ہم چلیں،

ٹرینہ :- لیکن میں پیٹر اور رچپاکرس کا انتظار تو کر لوں،

جینی :- یہاں ساتھ ہی دُکان ہے وہاں چل کر ذرا کافی کی ایک پیالی پی لیں، سیگرڈ ۔ ! تمہارے پاس کچھ پیسے ہیں ؟

سیگرڈ :- ہاں، میرے پاس ..... میرے پاس تھوڑے سے پیسے ہیں ۔

جینی :- اچھی بات، میں بھی تمہاری خاطر کر دوں گی ۔ مارٹا ! ہم یہاں قریب ہی ہوں گی ۔ ہماری ضرورت پڑے تو ہمیں بُلا لینا ۔

(امی اُن کی طرف دیکھے بغیر سر ہلاتی ہے ۔ اس کی آنکھیں ابھی تک لفٹ والے دروازے پر لگی ہوئی ہیں ۔ وہ سٹیج کی سیڑھیوں سے اُتر کر نیچے جاتی ہے ۔ ان سیڑھیوں ہی کو ہسپتال کی سیڑھیاں تصوّر کیا جائے گا ۔ وہ بائیں طرف سے نکل جاتی ہے ۔ ایک لمحہ کے لئے سٹیج پر خاموشی ہے ۔ پھر جھاڑو دینے والی عورت سٹیج پر سے گزرتی ہے، وہ جھاڑو اور بالٹی اُٹھائے ہوئے ہے ۔ وہ چھوٹے سے گھروندے میں یہ دونوں چیزیں رکھ دیتی ہے اور چلی جاتی ہے ۔ لفٹ کا دروازہ کھلتا ہے اور ڈاکٹر باہر نکلتا ہے، وہ لمبا سفید چُغہ پہنے ہے، اس کے پیچھے اُس کا اردلی

جو بیٹیوں کی ٹرے اُٹھائے ہوئے ہے۔ وُہ دونوں میز کے پیچھے سے
بائیں طرف چلے جاتے ہیں، امّی بڑی بے تابی سے اُٹھ کر اُن کے
پیچھے دیکھتی ہے، پھر ڈاکٹر جانسن دائیں طرف سے واپس آتا ہے۔
وُہ اپنی ٹوپی اور تھیلا اُٹھائے ہوئے ہے، وُہ امّی کو دیکھتا ہے اور
اس کی طرف بڑھتا ہے۔)

ڈاکٹر :- اوہ ــــ مسز ہنسن!

امّی :- ڈاکٹر.....

ڈاکٹر :- ڈیگمیر بالکل ٹھیک ہے، بڑا کامیاب اپریشن ہوا ہے۔ اس وقت وہ اپنے بستر
پر سو رہی ہے۔ کلوروفارم کا اثر ابھی باقی ہے

امّی ڈاکٹر صاحب! آپ کی بڑی مہربانی (اس سے ہاتھ مِلاتی ہے)

ڈاکٹر آپ بڑی خوشی سے جب چاہیں یہاں آئیں۔

امّی آپ کی عنایت کا شکریہ (وہ پھر اس سے ہاتھ مِلاتی ہے) وہ اس وقت کہاں
ہے؟ میں ابھی اس سے مِلنا چاہتی ہوں۔

ڈاکٹر مجھے افسوس ہے، اس وقت تو نہیں، ہمارا قانون یہی ہے، آپ اُسے
کل دیکھ سکیں گی۔

امّی :- کل؟ لیکن ڈاکٹر وُہ تو بالکل ہی بچی ہے، جب وہ ہوش میں آئی تو وہ بہت خوفزدہ
ہو جائے گی۔

ڈاکٹر :۔ نرس بڑی اچھی طرح اس کی دیکھ بھال کرے گی، وہ اُسے پیار بھی کرے گی، آپ فکر نہ کریں، ہمارے ہسپتال کا قانون یہی ہے کہ اپریشن کے چوبیس گھنٹے پہلے کسی ملاقاتی کو ملنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اِس وقت وارڈ میں پوری خاموشی ہونی چاہیئے۔

امّی :۔ میں بالکل شور نہیں مچاؤں گی۔

ڈاکٹر :۔ مجھے افسوس ہے۔ کل ــــ اور اب ..... (وہ گھڑی کی طرف دیکھتا ہے) شام بخیر (وہ اپنی ٹوپی پہن کر بائیں طرف چلا جاتا ہے اور امّی ابھی تک وہاں خاموش کھڑی ہے، اس کی نگاہیں ڈاکٹر کے تعاقب میں ہیں)

امّی :۔ نیلس! آؤ، کسی طریقے سے ڈگمر کو ڈھونڈیں۔

نیلس :۔ لیکن امّی! ڈاکٹر نے کہدیا ہے کہ......

امّی :۔ کسی طرح ڈگمر کو ڈھونڈیں (وہ ارد گرد غیر یقینی نگاہوں سے دیکھ رہی ہے پھر وہ نرس کی میز کی طرف جاتی ہے) کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ میں اپنی بیٹی سے کہاں مل سکتی ہوں؟

نرس :۔ کیا نام؟

امّی :۔ ڈگمر۔

نیلس :۔ ڈگمر ہینسن۔

نرس :۔ (اپنے رجسٹر کے صفحے اُلٹتے ہوئے) ہینسن، وارڈ "اے" میں ہے۔ وہاں

ہے (وہ سٹیج کے اُوپر اشارہ کرتی ہے، امی جانے لگتی ہے) ایک لمحہ رُک جائیے۔ (امی واپس آتی ہے) وہ کب داخل ہوئی تھی۔؟

امی :- آج صبح۔ ابھی ابھی اس کا اپریشن ختم ہوا ہے۔

نرس :- اوہ — اچھا۔ لیکن آج آپ نہیں مل سکتیں۔ چوبیس گھنٹے تک کسی ملاقاتی کو اجازت نہیں مل سکتی۔

امی :- میں ملاقاتی نہیں۔ میں اُس کی ماں ہوں،

نرس :- ٹھیک ہے لیکن مجھے افسوس ہے قانون یہی ہے۔

امی :- صرف ایک لمحہ کے لئے اسے دیکھ لوں،

نرس :- مجھے افسوس ہے یہ بات خلافِ قانون ہے،

(امی آنکھیں پھاڑے دیکھتی رہتی ہے۔ نیلس اس کے بازو کو چھوتا ہے وہ اس کی طرف دیکھتی ہے اور سر ہلا کر مسکرانے کی کوشش کرتی ہے پھر اس کے ساتھ بائیں طرف سے ہو کر سیڑھیوں سے نیچے اترتی ہے)

امی :- ہمیں کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکالنا چاہیئے۔

نیلس :- امی! وہ تو کل ہی آپ کو ملنے دیں گے، انہوں نے ایسا کہہ دیا ہے۔

امی :- اگر میں اُسے آج نہ دیکھوں تو مجھے کیونکر یقین آسکتا ہے کہ ڈیگمر بالکل ٹھیک ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ جب تمہارا ابا کام سے واپس آیا تو میں اُسے کیا جواب دُوں گی؟

نیلس :۔ امّی! نرسیں اس کا پورا خیال رکھیں گی، ساتھ ہی دوکان ہے کیا آپ تھوڑی سی کافی نہیں پیئیں گی؟

امّی :۔ (سر ہلا کر) نہیں۔ ہم گھر چلتے ہیں۔ کافی گھر میں تیار ہوگی لیکن ڈیگمر کو میں آج ضرور دیکھنا چاہتی ہوں۔

(وہ بائیں طرف نیلس کے ساتھ چلی جاتی ہے)

(عارضی پردہ گرتا ہے۔ سپاٹ لائٹ دائیں طرف گھومنے والے پلیٹ فارم کی طرف جاتی ہے۔ انتظار گاہ میں چچا کرس اور مسٹر تھارکلسن کرسی اور بنچ پر علی الترتیب بیٹھے ہیں۔ درمیان میں ایک میز ہے جس پر ایک پھول دان رکھا ہے، دیوار پر گھڑی آویزاں ہے جس میں دن کے اڑھائی بجے ہیں۔)

چچا کرس :۔ (دائیں طرف بنچ پر بیٹھے ہوئے) اچھا تو بات یہ ہے کہ تم میری بھتیجی ٹرینہ سے محبت کرتے ہو؟ (مسٹر تھارکلسن بڑا خوفزدہ ہو کر حلق میں سے لعاب نیچے اتار کر اثبات میں سر ہلاتا ہے) تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو؟ (مسٹر تھارکلسن پھر سر ہلاتا ہے) کیا تم اس کا خرچ اٹھاؤ گے؟ (مسٹر تھارکلسن پھر سر ہلاتا ہے) پھر تمہیں جہیز کی ضرورت کیوں ہے (کوئی جواب نہیں ملتا، تو وہ چیخ کر کہتا ہے) پھر جہیز کیوں چاہتے ہو؟

تھارکلسن :۔ جی ——— ...... جی ذرا اس سے مدد بھی مل جاتی ہے اور پھر یہ رواج

بھی ہے۔

چچا کرس:۔ کوئی رواج نہیں، جہیز کون دیتا ہے؟ ماں باپ ـــــ کس لئے؟ اس لئے
کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی بیٹی کا بوجھ اُن کے سر سے اُتر گیا اور آخری دفعہ وہ اُسے
کچھ نہ کچھ دے دیتے ہیں۔ میں ٹرینہ کو خرچ نہیں دیا کرتا۔ مجھے اس بات کی
پرواہ ہی نہیں کہ وہ شادی کرے گی یا نہیں، پھر میں اس کی شادی پر روپیہ
کیوں صرف کروں؟

تھارکلسن:۔ میں نے اس پہلو سے نہیں سوچا تھا۔

چچا کرس:۔ یہ ایک لڑکی کی توہین ہے کہ اُسے جہیز دیا جائے، اگر میں ٹرینہ کو جہیز نہ دوں،
تو کیا پھر بھی تم اُس سے شادی کرو گے؟

تھارکلسن:۔ میں...... میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔

چچا کرس:۔ تم کچھ کہہ نہیں سکتے؟ تم کچھ کہہ نہیں سکتے؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اس کی شادی
ایسے شخص سے کر سکتا ہوں جو جہیز کے بغیر اس سے شادی نہیں کرے گا؟

تھارکلسن:۔ نہیں، میرے خیال میں آپ نہیں کریں گے۔

چچا کرس:۔ وہ کس قسم کا آدمی ہو گا؟ میں تم سے پوچھتا ہوں وہ کس قسم کا آدمی
ہو گا؟

تھارکلسن:۔ (بیچارگی سے) جی، وہ اچھا آدمی نہیں ہو گا۔

چچا کرس:۔ کیا تم اس قسم کے آدمی ہو؟

تھارکلسن :۔ میں ...... میں تو ایسا آدمی نہیں۔

چچا کرس :۔ (نتیجہ پر پہنچتے ہوئے) پھر تمہیں جہیز کی ضرورت نہیں!

تھارکلسن :۔ (ہتھیار ڈالتے ہوئے) نہیں، میرے ...... میرے خیال میں بالکل نہیں،

چچا کرس :۔ (اس کی پیٹھ تھپکتے ہوئے) خوب، بہت خوب، تم بڑے اچھے آدمی ہو، میں تمہیں پسند کرتا ہوں، میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں، میں تمہیں شادی کا تحفہ بھی بھجواؤں گا۔ سنگتروں کی ایک ٹوکری۔

(جبکہ وہ بڑے شور و غوغا کے ساتھ مسٹر تھارکلسن سے ہاتھ ملا رہا ہے تو سٹیج پر تاریکی ہو جاتی ہے۔ گھومنے والا پلیٹ فارم گھوم جاتا ہے پھر پردہ باورچی خانے کے سامنے سے اٹھتا ہے۔ سٹیج پر کوئی موجود نہیں امی اور نیلس پہاڑی پر سے ہنستے ہوئے بائیں طرف سے اندر آتے ہیں جب وہ اپنی ٹوپیاں اور کوٹ اُتارتے ہیں تو اس وقت وہ خاموش ہیں۔)

امی :۔ (ایک لمحہ کے بعد) لڑکیاں کہاں گئیں؟

نیلس :۔ میرا خیال ہے وہ اوپر ہیں (بائیں طرف پچھلے دروازے کو جاتا ہے اور ان کو بلاتا ہے۔ کرسٹ! کیٹرن!)

لڑکیوں کی آوازیں :۔ آ رہی ہیں!

نیلس :۔ کیا میں آپ کے لئے کچھ کافی بناؤں؟ (امی انکار میں سر ہلاتی ہے) آپ نے

دکھا تھا گھر پہنچ کر کافی پیوں گی۔

امّی :۔ (کچھ دیر بعد) پہلے مجھے کچھ سوچنے دو۔

نیلس :۔ امّی آپ کیوں خواہ مخواہ فکر کر رہی ہیں۔ ڈگمر بالکل ٹھیک ہے۔ آپ خوب سمجھتی ہیں کہ وُہ ٹھیک ہے۔ (پیچھے بائیں طرف سے لڑکیاں اندر آتی ہیں)

کرسٹین :۔ (میز کے دائیں جانب بے پرواہی کا جذبہ ظاہر کرتے ہوئے) اچھا امّی! سب ٹھیک ٹھاک ہے نا؟

امّی :۔ (سر ہلاتے ہوئے) سب ٹھیک ہے۔ تم نے کھانا کھا لیا ہے؟

کیٹرن :۔ (میز کے بائیں جانب) ہاں امّی۔

امّی :۔ تم نے دُودھ بھی پی لیا تھا؟

کرسٹین :۔ ہاں امّی۔

امّی :۔ بہت اچھا۔

کرسٹین :۔ (اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہُوئے) امّی! کوئی بات ضرور ہے!

کیٹرن :۔ (کچھ بہت زیادہ ڈرامائی انداز میں) امّی! ڈگمر کو کچھ نہیں ——— ہُوا ہے کچھ ——— !

امّی :۔ نہیں۔ ڈگمر کی حالت اچھی ہے۔ ڈاکٹر کہتا تھا کہ وہ بالکل اچھی ہے۔ (وہ اُٹھتی ہے) وقت کیا ہو گا؟

نیلس :۔ تین بجے ہیں۔

امّی :- اس کا مطلب ہے کہ ابّا کے آنے میں ابھی اور تین گھنٹے باقی ہیں۔ (وُہ ارد گرد دیکھتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ پگڈنڈی میں دائیں جانب سے چلی جاتی ہے)

کیٹرن :- نیلس! معاملہ کیا ہے؟ کوئی بات ضرور ہے۔

نیلس :- انہوں نے امّی کو اجازت نہیں دی کہ وُہ ڈیگمر کو دیکھ سکے، ہسپتال کا قانون ہی ایسا ہے۔

کرسٹین :- لیکن ڈیگمر اچھّی تو ہے نا؟

نیلس :- ہاں وہ بالکل اچھی ہے۔

کرسٹین :- (بے صبری سے) اچھا تو پھر ......!

نیلس :- لیکن امّی بڑی بیقرار ہے۔ جب ہم بس میں آ رہے تھے تو امّی نے مجھ سے نارویجی زبان میں باتیں شروع کر دی تھیں۔

کیٹرن :- (جذبات سے لبریز ہو کر) ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

کرسٹین :- (بے رُخی سے) ہم کچھ بھی نہیں کر سکتیں۔ وہ ڈیگمر کو کب ملنے دیں گے؟

نیلس :- کل۔

کرسٹین :- تو بس پھر ہمیں کل تک انتظار کرنا چاہیئے۔

کیٹرن :- کرسٹین! تم کس قدر پتھر دل ہو۔ کیا تم دیکھ نہیں رہیں کہ امّی کا دِل ٹوٹا جا رہا ہے؟

کرسٹین :- نہیں میں نہیں دیکھ رہی۔ اور تم بھی نہیں دیکھ رہی۔ اس طرح لوگوں کے دِل ٹوٹا نہیں کرتے۔

کیٹرن :- ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔

کرسٹین :- وہ صرف کتابوں ہی میں لکھا ہے۔ (امّی واپس آتی ہے۔ وہ پیش بند پہنے ہے اور فرش صاف کرنے والا برش اور گرم پانی کی بالٹی اُٹھائے ہے۔)

کیوں امّی! یہ کیا کرنے لگی ہو؟

امّی :- (سامنے سے نیچے اُتر کر میز کے دائیں جانب) میں ذرا فرش کو دھوڈالوں (وُہ سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے دو زانو ہو جاتی ہے)

کرسٹین :- لیکن آپ نے تو کل ہی دھویا تھا۔

امّی :- میں پھر دھوؤں گی۔ (وہ دھونا شروع کر دیتی ہے)

کیٹرن :- لیکن امّی......

امّی :- (جھکے ہوئے) ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ تمہیں دو زانو ہونا پڑتا ہے۔

کیٹرن :- (کرسٹین سے) اب میری بات کا یقین آیا ہے تمہیں؟

(کرسٹین پر اچانک بہت زیادہ رقت طاری ہو جاتی ہے اور وہ مُنہ پھیر کر کمرے سے باہر بھاگ جاتی ہے)

نیلس :- امّی! جانے بھی دو یہ کیا کر رہی ہو تم بہت تھک جاؤ گی۔

کیٹرن :- (کچھ جنبیت سے) نیلس! یونہی رہنے دو۔ (وہ خاموشی سے کھڑے ہوئے امّی

کو فرش صاف کرتے ہوئے دیکھتی ہیں - وہ اچانک رُک جاتی ہے) کیا بات ہے امّی؟ کیا بات ہے؟

امّی: (اپنی ایڑیوں پر بیٹھتے ہوئے) مجھے ایک خیال آیا ہے - (آہستہ سے) مجھے ایک خیال ـــ ایک خیال آیا ہے!

(روشنیاں مدھم ہو جاتی ہیں اور باورچی خانے کے سامنے پردہ گرتا ہے سامنے سے چچا کرس کے گانے کی آواز آتی ہے - بائیں طرف سے آہستہ آہستہ روشنی شروع ہوتی ہے - گھومنے والا پلیٹ فارم بائیں طرف سے گھومتا ہے - پہلے ارن نظر آتا ہے - وہ کوئی آٹھ سال کا بچّہ ہے جو ہسپتال کے بستر پر لیٹا ہوا ہے - چچا کرس اس کی چارپائی کے قریب بیٹھا ہوا گا رہا ہے)

ارن :- چچا کرس -

چچا کرس :- ہاں ارن

ارن :- چچا کرس، کیا اسی طرح ہی درد ہوا کرتا ہے؟

چچا کرس :- اگر تم بالکل اچھا ہونا چاہتے ہو اور چچا کرس کی طرح لنگڑا کر نہیں چلنا چاہتے تو ایسا ہی ہوگا - تھوڑی دیر کے لئے - کیا کچھ زیادہ ہو رہا ہے؟

ارن :- کچھ زیادہ ہی ہے...... اوہ ...... اوہ .... اوہ،

چچا کرس :- ارن! تمہیں کوئی گالی یاد نہیں ہے؟

ارن   کیا؟

چچاکرس ۔ میں نے کہا کبھی کوئی گالی بھی دے لیا کرتے ہو کہ نہیں ؟

ارن ۔ نہیں چچا کبھی موٹی گالی دی نہیں۔

چچاکرس ۔ اچھا تو میں تمہیں دو بڑی نفیس گالیاں سکھاتا ہوں۔ جب درد زیادہ ہو تو اس وقت کہا کرو۔ "ڈیم"۔ "بدمعاش"۔ اور "جہنم میں جائے"۔

ارن ۔ اب کیا کہوں ؟

چچاکرس ۔ نہیں اُب نہیں جب درد زیادہ ہو۔ اس سے انسان درد برداشت کرلیتا ہے میں جانتا ہوں۔ مجھے بھی درد ہوتا رہتا ہے تو میں ایسے ہی کہا کرتا ہوں ۔ اور جب درد بہت زیادہ ہو جائے تو تم یہ بھی کہہ لیا کرو۔ "خدا اُسے غارت کرے" لیکن اسی وقت جب درد زیادہ ہو۔ اب زیادہ تو نہیں ؟

ارن   نہیں ، اُب تو بہتر ہوں۔

چچاکرس   اُب تھوڑی دیر کے لئے سو جاؤ۔ نیند آئی ہے ؟

ارن   میں کوشش کروں گا۔ چچاکرس آپ یہیں ٹھہریں گے نا؟

چچاکرس   یقیناً میں یہیں ٹھہرونگا۔ تم چچاکرس سے ڈرتے تو نہیں ہو ؟

ارن ۔ نہیں اُب نہیں ڈرتا۔

چچاکرس ۔ بہت اچھی بات۔ تمہیں کچھ اور گا کے سناؤں ۔

ارن ۔ اگر آپ کی مرضی ایسی ہی ہے۔ لیکن . . . . . . ذرا آہستہ۔

چچا کرس :- (نرمی سے، یقیناً وہ آہستہ آہستہ ناروے زبان کی ایک لوری گاتا ہے۔ اور اس کے درمیان ہی ارن چیخ اُٹھتا ہے۔)

اُو۔ .... اوہ۔ بدمعاش جہنم میں جائے۔ جہنم میں جائے۔

چچا کرس :- (خوش ہو کر) بہت اچھا۔ اس سے کچھ فرق پڑا ہے نا؟

ارن :- (ذرا مسرت انگیز حیرت سے) ہاں ---- ہاں۔

چچا کرس :- پھر تھوڑی دیر کے لیئے سو جاؤ۔ (وہ ارن کے تکیئے درست کرتا ہے اور چارپائی کے قریب کرسی پر بیٹھ کر دوبارہ وہی لوری شروع کر دیتا ہے۔ ایک بول بولنے کے بعد دیکھتا ہے کہ بچہ سو گیا ہے یا نہیں۔ پھر آہستہ سے اپنی جیب سے بوتل نکالتا ہے۔ آہستہ آہستہ گاتا رہتا ہے۔ بوتل اپنے منہ سے لگاتا ہے۔ روشنیاں مدھم ہو جاتی ہیں۔ پلیٹ فارم گھوم جاتا ہے)

(پردہ پھر ہسپتال کے برآمدے کے سامنے سے اُٹھتا ہے۔ اس دفعہ استقبالیہ میز پر بیٹھی ہوئی ایک اور نرس ہے۔ وہ ٹیلیفون پہ باتیں کر رہی ہے۔ امّی اور کیٹرن بائیں طرف سے اندر آتی ہیں اور سیڑھیوں پر چڑھتی ہیں۔)

امّی :- (جب وہ اُوپر آتی ہیں تو سرگوشی سے) یہ وہ نرس نہیں۔ کیٹرن ! تم میری ٹوپی اور کوٹ سنبھال لو۔ (وہ اُتار کر اُسے دے دیتی ہے۔ وہ ابھی تک پیش بند پہنے ہے)

کیٹرن :- لیکن امّی۔ وہ تمہیں ....

امی :- (بات کاٹتے ہوئے۔ ہونٹوں پر انگلی رکھتی ہے) اہش۔ تم مجھے آگے جانے دو۔ تم بنچ پر بیٹھ کر میرا انتظار کرو۔ (وہ سامنے والے چھوٹے کمرے کی طرف جاتی ہے کیتھرن اس کی طرف ڈرتے ہوئے دیکھتی ہے۔ امی وہاں سے ایک گیلا جھاڑو اور بالٹی نکالتی ہے۔ اور نرس کی میز کے قریب ہی بیٹھ کر فرش صاف کرنا شروع کر دیتی ہے۔ نرس اس کی طرف دیکھتی ہے۔ امی بھی اس کی طرف نگاہیں ڈالتی ہے اور تمتما کر کہتی ہے) فرش بڑے گندے ہو گئے تھے۔

نرس :- ہاں۔ میں خوش ہوں کہ آخر انہوں نے صاف کروانے کا فیصلہ کیا۔ لیکن تمہیں کچھ زیادہ دیر تو نہیں ہو گئی؟

امی :- (جلدی سے اپنا سر نیچے کرتے ہوئے) فرشوں کو صاف تو کرنا ہے نا۔ (وہ صاف کرتی ہوئی میز کے پیچھے چلی جاتی ہے اور اسی طرح پچھلے برآمدے کی طرف جاتی ہے۔ کیتھرن امی کا ہیٹ اور کوٹ لئے ہوئے اسی طرح بنچ پر بیٹھی ہے۔ وہ غور سے ادھر ادھر دیکھ رہی ہے۔ روشنیاں مدھم ہو جاتی ہیں۔ صرف اس پر ایک سپاٹ لائٹ باقی رہتی ہے۔ اور وہ اپنے آپ سے باتیں کرتی ہے)

کیتھرن :- (اپنے آپ سے) "ہسپتال" ایک نظم از کیتھرن ہنسن۔ فی البدیہہ شعر کہنا شروع کر دیتی ہے)

خوف سے خاموش بیٹھی ہے وہ محوِ انتظار

ہر قدم سن کے وہ لرزاں دل ہے اسکا سوگوار

اے خدا کب تک رہے وہ اس طرح بیٹھی ہوئی
کب تلک ہوتی رہے وہ درد و حیرت کا شکار

(وہ ساتھ ساتھ اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا کاغذ نکال کر لکھ لیتی ہے اس اثنا میں ایک دفعہ نرس لفٹ سے باہر نکل کر میز کے قریب آتی ہے اور چارٹ لیتے ہوئے دائیں طرف چلی جاتی ہے، کیٹرن پھر اپنی نظم کی طرف متوجہ ہوتی ہے)

اپنی چھوٹی ڈیگمر کے فیصلے کا انتظار

انتظار کے ساتھ کیا قافیہ ہوتا ہے، سوگوار، شکار، آبدار، انتشار ---- انتشار ٹھیک ہے۔

اپنی چھوٹی ڈیگمر کے فیصلے کا انتظار
موت نہ ڈالے کہیں اس زندگی میں انتشار

(پھر اپنے آپ سے سامنے دیکھتے ہوئے) بہت اچھی نظم بن گئی ہے۔ لیکن حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ ڈیگمر مر نہیں جائے گی یہ عجیب مضحکہ خیز بات بن گئی ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ مرے۔ لیکن امی نے تو یہ کہا تھا کہ وہ بالکل ٹھیک ہے تو اس وقت مجھے کچھ...... عجیب مایوسی سی ہوئی تھی۔ اس میں کوئی ہیجان انگیز بات نہیں تھی۔ شاید کرسٹین سچ کہتی تھی کہ میرے سینے میں دل نہیں۔ بڑی خوفناک بات ہے۔ بغیر

دل کے لڑکی" یہ تو ایک کہانی کا بڑا اچھا عنوان بن گیا۔ "بغیر دل کے ایک لڑکی ہسپتال کے برآمدے میں ایک بنچ پر بیٹھی تھی . . . . .!"

(پھر روشنی ہوتی ہے جبکہ چچا کرس پیچھے سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس نے ٹوپی پہن رکھی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نشے میں کچھ مست بھی ہے۔ وہ کیٹرن کو دیکھتا ہے)

چچا کرس :- کیٹرن! تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ (وہ اس کے ساتھ بنچ پر بیٹھ جاتا ہے)

کیٹرن :- (بے تابی سے) میں امی کا انتظار کر رہی ہوں۔

چچا کرس :- وہ کہاں ہے؟

کیٹرن :- (خوفزدہ ہو کر) میں . . . . . . معلوم نہیں کہاں ہے۔

چچا کرس :- کیا مطلب؟ تمہیں معلوم نہیں؟

کیٹرن :- (سرگوشی میں) میرا خیال ہے . . . . . وہ ڈیگمر کو دیکھنے گئی ہے!

چچا کرس :- (سر ہلاتے ہوئے) آج پہلا دن ہے اور پہلے دن وہ ملاقاتیوں کو ملنے کی اجازت نہیں دیتے۔

کیٹرن :- (اشارے سے وہ اُسے آگاہ کرتی ہے کہ نرس سن رہی ہے) میں جانتی ہوں لیکن میرا خیال ہے وہیں گئی ہے۔

چچا کرس :- ڈیگمر ہے کہاں؟

کیٹرن :- اس کا تو مجھے علم نہیں۔

(چچاکرس اُٹھتا ہے اور نرس کی میز کے قریب جاتا ہے)

چچاکرس :۔ میری چھوٹی بھتیجی ڈیگمیر ہنسن کس کمرے میں ہے؟

نرس :۔ (رجسٹر دیکھتے ہوئے) ہنسن.......... ہنسن......... وُہ کب داخل ہوئی تھی؟

چچاکرس :۔ آج صبح۔

نرس :۔ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ کیا آپ اُس سے ملنا چاہتے ہیں؟

چچاکرس :۔ وُہ کونسے کمرے میں ہے؟

نرس :۔ میں نے آپ سے یہ پوچھا ہے کہ کیا آپ اس سے ملنا چاہتے ہیں؟

چچاکرس :۔ میں آپ سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ وہ کون سے کمرے میں ہے۔

نرس :۔ ہم پہلے دن ملاقاتیوں کو اجازت نہیں دیتے۔

چچاکرس :۔ کیا میں نے ملاقات کے لئے آپ سے کچھ کہا ہے؟ میں نے تو صرف یہ پوچھا ہے کہ وہ کون سے کمرے میں ہے؟

نرس :۔ کہیں آپ کا نام مسٹر.......... (اپنے رجسٹر میں دیکھتے ہوئے) ہالورسن تو نہیں؟

چچاکرس :۔ (فخریہ انداز میں اور اس کے تلفظ کو درست کرتے ہوئے) کرسٹوفر ہالورسن۔

نرس :۔ کیا آپ نے ابھی یہ کہا تھا کہ آپ اس کے چچا ہیں؟

چچاکرس :۔ اس کے چچا کا چچا۔

نرس :۔ اچھا تو پھر مجھے ڈر ہے۔ کہ میں آپ کو کچھ بھی نہیں بتا سکوں گی۔

چچاکرس :۔ کیوں نہیں ؟

نرس :۔ حکم۔

چچاکرس :۔ کس کا حکم ؟

نرس :۔ ڈاکٹر جانسن کا۔ ایک خاص نوٹ بھجوایا گیا ہے کہ مریضہ کے چچا مسٹر ہاورسن کو کسی حالت میں بھی نہ تو اندر جانے دیا جائے اور نہ کوئی اطلاع دی جائے۔

چچاکرس :۔ (ایک لمحہ کے لئے غضبناک اور مبہوت ہو جاتا ہے) خدا اسے غارت کرے۔ (وہ بائیں طرف چلتا ہے۔ جیب سے بوتل نکالتا ہے۔ ہلا کر دیکھتا ہے تو وہ خالی نظر آتی ہے)

(امی دوسری طرف سے سیڑھیوں کے اوپر سے واپس آتی ہے۔ وہ جھاڑو اور بالٹی اٹھائے ہے۔ وہ فتحمندی کے انداز میں مسکراتی ہوئی آ رہی ہے)

امی :۔ (نرس سے) شکریہ۔ (وہ جھاڑو اور بالٹی کو اس چھوٹے سے گھر وندے میں رکھ دیتی ہے۔ پھر وہ چچاکرس کو دیکھتی ہے اور اس کی طرف جاتی ہے) چچاکرس ماڈ بیگم بڑی اچھی ہے۔

چچاکرس :۔ (حیران ہو کر) کیا تم اس سے مل چکی ہو؟

امی :۔ یقیناً چچاکرس۔ میں اس سے مل کر آئی ہوں۔

چچاکرس :۔ (اس کو فضول بات سمجھتے ہوئے) تم نے ڈ بیگم کو دیکھا؟

امّی :- بالکل (وہ کیبڑن سے اپنی ٹوپی اور کوٹ لیتی ہے اور پہننا شروع کر دیتی ہے) بڑا ہسپتال ہے۔ لیکن فرش صاف نہیں ہوتے۔ ان کے لئے جھاڑو اچھا نہیں ہوتا۔ یہ تو برش سے صاف کرنے چاہئیں۔ چلو گھر چلیں۔ چچا کرس! آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں میں وہاں کافی بناؤں گی۔

چچا کرس:- (سیڑھیوں میں اُن کے ساتھ اُترتے ہوئے) پھوہ! کافی کا کیا فائدہ ہے میں جاؤں کہیں سے شراب پیوں۔

امّی :- (ملامت آمیز لہجے میں) چچا کرس!

چچا کرس:- مارتا! تم بہت اچھی عورت ہو۔ بہت اچھی۔ لیکن میں شراب پینا چاہتا ہوں۔ مجھے اس وقت شراب کی ضرورت ہے۔

امّی :- (جلدی سے کیبڑن سے علیحدگی میں) معلوم ہوتا ہے اس کی ٹانگ میں درد ہے

چچا کرس:- تم میرے لئے بہانے نہ بنایا کرو۔ میں اس لئے شراب پیتا ہوں کہ وہ مجھے پسند ہے۔

امّی :- (مصالحانہ انداز میں) یقیناً چچا کرس۔

چچا کرس:- (بلند آواز میں) میں اسے پسند کرتا ہوں۔ (پھر لہجہ بدل کر) نہیں یہ سچ نہیں تم جانتی ہو کہ یہ سچ نہیں۔ میں شراب میں مست ہونا بالکل پسند نہیں کرتا لیکن میں تمہارے ساتھ تمہارے گھر بھی نہیں جانا چاہتا۔ (اس پر تھوڑی سی رقت طاری ہو جاتی ہے) تمہارا ایک گھرانہ ہے۔ بڑا اچھا گھرانہ اور یہ بڑی اچھی بات ہے۔

اور تم بھی نہیں جانتیں کہ تمہارے گھر کے لوگ کتنے اچھے ہیں۔ کیرٹن ایک دن تم بھی بڑی ہو جاؤ گی اور پھر تمہیں بھی احساس ہو گا کہ گھر بار کتنی اچھی چیز ہے۔ میرا تو کوئی گھر بار نہیں۔

کیرٹن :۔ (نچلی سیڑھی پر کھڑے ہوئے) لیکن چچا کرس۔ امی نے ہمیشہ یہ کہا ہے کہ آپ ہمارے خاندان کے سردار ہیں۔

چچا کرس :۔ ٹھیک ہے۔ بالکل ٹھیک۔ میں خاندان کا سردار ہوں لیکن میرا کوئی گھر نہیں۔ اس لئے میں بار بار شراب پیتا ہوں۔ مارٹا! تم سمجھ گئی نا؟

امی :۔ ٹھیک ہے چچا کرس آپ جائیں اور شراب پئیں۔ (تیزی سے) لیکن آپ کو اپنے آپ پر ترس کھانے کی ضرورت نہیں (چچا کرس اس کی طرف غور سے دیکھتا ہے پھر سیڑھیوں سے اُتر کر دائیں طرف شور مچاتا اور زور سے گیت گاتا ہوا چلا جاتا ہے۔

امی :۔ (اسے جاتے ہوئے دیکھتی ہے پھر کیرٹن سے کہتی ہے) بڑا اچھا آدمی ہے۔ گھر کے متعلق اس کے خیالات بہت اچھے ہیں۔ (امی کوٹ پہننا شروع کرتی ہے اور کیرٹن اسے پہنانے میں مدد دیتی ہے) اب میں تمہارے ابا سے کہہ سکوں گی کہ ڈیگمر کی حالت بہت اچھی ہے۔ ابھی ابھی جب میں اس کے پاس تھی تو وہ بیدار ہوئی تو میں نے اسے ہسپتال کا قانون اچھی طرح سمجھا دیا۔ اب وہ ہماری موجودگی پر ضد نہیں کرے گی۔ بلکہ کل تک انتظار کرے گی۔

کیٹرن :۔ امی! تو اس سے پہلے پھر آپ اس سے ملنے کی کوشش نہیں کریں گی ؟

امیؔ :۔ (متانت سے) نہیں۔ یہ ہسپتال کے قانون کے خلاف ہے۔ چلو آؤ گھر چلیں۔

(وہ بائیں طرف چلی جاتی ہے)

(پردہ)

دوسرا ایکٹ

منظر — بالکل وہی جو پہلے ایکٹ کے آغاز میں تھا کیٹرن ڈسک کے سامنے بیٹھی ہے۔

کیٹرن: (پڑھتے ہوئے) "بہت ہی کم ایسا موقع ہوا کہ میں امی کو اس کو اپنی زندگی کے متعلق باتوں پر آمادہ کر سکتی، مثلاً پرانے وطن میں اس کی زندگی یا عام حالات کے متعلق اس کے محسوسات کیا تھے، اتفاقیہ کوئی بات اس کے منہ سے نکل جائے تو اور بات ہے یا شاید اس وقت جبکہ اسے کوئی کام نہ ہو اور یہ موقع کبھی نہیں آیا تھا، مجھے کوئی ایسا دن یاد نہیں کہ میں نے امی کو بے کار بیٹھے دیکھا ہو۔" (مسودہ نیچے رکھ دیتی ہے اور سامنے کی طرف دیکھتی ہے۔) ہاں، ایک ایسا دن یاد آیا ہے،

ڈگمر کو ایک دن بعد ہسپتال سے گھر آنا تھا، جب ہم باہر نکلے تو امّی نے مجھ سے کہا چلو آج میں تمہیں آئس کریم سوڈا پلاؤں (وہ اپنی جگہ سے اٹھتی ہے اور اپنے پاس رکھی ہوئی مدر سے میں پہننے والی ٹوپی سر پر رکھتی ہے اور وسط سٹیج کی طرف جاتی ہے اور ساتھ ساتھ کہتی ہے)

کیٹرن :- امی نے آج تک ایسا نہیں کیا تھا اور مجھے یہ بھی یاد ہے کہ اس پر میں کس قدر فخر محسوس کرنے لگی تھی۔ میں اس کے ساتھ بیٹھ کر بڑی لڑکیوں کی طرح باتیں کر رہی تھی۔ میری زندگی میں پہلی دفعہ اس قسم کی دلچسپ خاطر داری کی گئی تھی جس کو میں کبھی نہیں بھولوں گی۔ اور اس پر طرہ یہ کہ سوڈا بڑا لذیذ تھا۔

(وہ وسط سٹیج میں پہنچ چکی ہے۔ امّی پردوں کے درمیان سے ظاہر ہوتی ہے اور سیڑھیوں سے نیچے اُترنے لگتی ہے)

امّی :- کیٹرن! ذرا ساتھ ہی چل کر آئس کریم سوڈا کیوں نہ پئیں، پیو گی؟

کیٹرن :- (جذبات سے لبریز ہو کر) امّی! کیا واقعی؟

امّی :- بالکل، ہمیں یہ دن منانا چاہیئے۔ ہمیں ڈگمر کے صحت مند ہونے اور واپس گھر آنے پر خوشی منانی چاہیئے (وہ بائیں طرف جاتی ہے اور جہاں گھومنے والے پلیٹ فارم کے نیچے، ایک دکان سی ظاہر ہوتی ہے۔ جہاں ایک چھوٹی میز اور دو کرسیاں رکھی ہیں اس پر وہ دونوں بیٹھ جاتی ہیں۔ امّی میز کے بائیں جانب ہے۔) تم کیا پیو گی؟

کیٹرن :۔ (انتہائی شوق سے) میرا خیال ہے میں چاکولیٹ .... نہیں رس بھری ...... نہیں نہیں چاکولیٹ سوڈا ......

امّی :۔ (مسکراتے ہوئے) فیصلہ کر لو!

کیٹرن :۔ ہاں بس یہی — لیکن امّی کیا ہمیں یہ فضول خرچی کرنی چاہیئے۔

امّی :۔ ہاں، اس دفعہ ضروری ہے۔

(سوڈا کلرک بائیں طرف سے اندر آتا ہے)

سوڈا کلرک :۔ خواتین! آپ کے لئے کیا لاؤں؟

امّی :۔ ایک چاکولیٹ آئس کریم سوڈا — اور ایک کافی —

(سوڈا کلرک چلا جاتا ہے)

کیٹرن :۔ امّی! اس نے ہمیں "خواتین" کہا ہے (امّی مسکراتی ہے) آپ سوڈا کیوں نہیں لیتیں؟

امّی :۔ مجھے کافی ہی پسند ہے۔

کیٹرن :۔ میں کافی پینا کب شروع کروں گی؟

امّی :۔ جب تم جوان ہو جاؤ گی!

کیٹرن :۔ اٹھارہ برس کی عمر کو پہنچ کر؟

امّی :۔ شاید اس سے پہلے ہی۔

کیٹرن :۔ جب میں امتحان پاس کر لوں گی؟

امّی :۔ شاید لیکن کچھ نہیں کہہ سکتی جب تم جوان ہو گئی تو مجھے اور ابا کو علم ہو جائے گا۔

کیٹرن :- کیا کافی سوڈے سے لذیذ ہوتی ہے؟

امی :- ہاں، بڑی عمر کو پہنچ کر یہ لذیذ معلوم ہوتی ہے۔

کیٹرن :- کیا آپ بھی جوانی سے پہلے سوڈا پسند کیا کرتی تھیں؟

امی :- میرا بچپن تو پرانے وطن میں گزرا ہے، وہاں سوڈا نہیں ہوا کرتا تھا۔

کیٹرن :- (یقین نہ کرتے ہوئے) آپ کا مطلب ہے کہ ناروے میں سوڈا نہیں ہوتا؟

امی :- اب شاید ہوگا۔ اب تو امریکہ سے بہت سی چیزیں وہاں جارہی ہیں۔ لیکن میرے بچپن میں نہیں ہوتا تھا۔

(سوڈا کلرک سوڈا اور کافی اندر لاتا ہے)

سوڈا کلرک :- لیجئے۔

(وہ نیچے میز پر رکھ کر چلا جاتا ہے)

کیٹرن :- (سوڈے کا ایک لمبا گھونٹ بھر کر) کیا آپ کے دل میں کبھی اپنے پرانے وطن جانے کی خواہش پیدا ہوئی ہے؟

امی :- ذرا ایک دفعہ وطن کو نظر بھر کے دیکھنا چاہتی ہوں۔ وہ پہاڑ ـــ وہ ندیاں ـــ وہ سب تمہیں دکھاؤں گی، ذرا ڈگمر بڑی ہو جائے تو شاید ہم سب ایک بار وہاں جائیں گے........ ایک موسم گرما میں...... محض سیر و سیاحت کے لئے ـــ اور میں تو شاید اب وہاں .... اجنبی ہی نظر آؤں گی میں وہاں کسی کو بھی نہیں جانتی۔ شاید میں تمہیں وہ گھر بھی دکھا سکوں گی جہاں میں اور تمہارا

دبا رہا کرتے تھے۔ ہماری شادی ہوئی تو ہم اس مکان میں چلے گئے تھے (اس
ئی آنکھوں میں نمی سی پیدا ہو جاتی ہے اور کچھ یاد کرنے لگتی ہے) میں ایک اور چیز
بھی وہاں دیکھنا چاہتی ہوں۔

کیتھرن :۔ وہ کیا چیز؟

(امّی جواب نہیں دیتی)

کیتھرن :۔ (دوبارہ) امّی! اور کیا چیز آپ دیکھنا چاہیں گی؟

امّی :۔ کیتھرن! تمہیں اس بات کا علم نہیں کہ تمہارا ایک اور بھی بھائی تھا ہنیلیس کے
علاوہ؟

کیتھرن :۔ نہیں تو ــــ بھائی؟ نارو سے میں؟ ــــ امّی! ......

امّی :۔ وہ میرا پہلا بچہ تھا ...... جب میں اٹھارہ برس کی تھی۔

کیتھرن :۔ کیا اس وقت وہ وہاں ہے؟

امّی :۔ (سادگی سے) وہ مر چکا ہے!

کیتھرن :۔ (مایوس ہو کر) میرا خیال تھا کہ ...... میرا خیال تھا کہ سچ مچ ...... جیسا کہ
کہانیوں میں لکھا ہوتا ہے کہ ایک گمشدہ بھائی ...... وہ کب مرا تھا؟

امّی :۔ جب وہ دو برس کا تھا، اس کی قبر دیکھنے کی آرزو ہے،

(اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں۔ اپنے ہونٹوں کو اس نے اپنے
دانتوں میں دبا لیا ہے اور زور زور سے کافی دیر جھجھکانے لگتی ہے جس

سے تھوڑی سی کافی اچھل کر باہر بھی گر پڑتی ہے، وہ اپنے بیگ سے رومال باہر نکالتی ہے اور اپنے سگرٹ کو جھاڑتی ہے اور پھر آہستہ سے رومال اپنی ناک تک لے جاتی ہے، رومال واپس رکھتی ہے پھر کیپٹن سے حقیقت انگیز لہجہ میں)

امی :۔ آئس کریم سوڈا اچھا تھا؟

کیپٹن :۔ (اب سوڈے کی نسبت اپنی امی میں وہ زیادہ دلچسپی لے رہی ہے) ہاں، امی.... ..... کیا کبھی آپ نے زندگی میں کٹھن دن بھی گزارے ہیں؟

امی :۔ (حیران ہو کر کٹھن دن نہیں ــــ نہیں، زندگی ہمیشہ آسان تو نہیں ہوتی، زندگی کا یہ مقصد تو نہیں کہ وہ ہمیشہ آسان ہو نا

(وہ اچھلی ہوئی کافی کو پرچ میں سے دوبارہ پیالی میں انڈیلتی ہے)

کیپٹن :۔ لیکن...... امیر آدمی ...... ان کی زندگی تو بڑی خوشی سے گزرتی ہے؟

امی :۔ مجھے اس بات کا علم نہیں کیپٹن! میں امیر لوگوں کو زیادہ نہیں جانتی لیکن کبھی کبھی انہیں گلیوں اور دوکانوں میں دیکھتی ہوں تو مجھے وہ خوش نظر نہیں آتے۔

کیپٹن :۔ کیا آپ کے دل میں امیر بننے کی خواہش نہیں ہے؟

امی :۔ امیر ہونے کی خواہش ایسی ہی ہے جیسا کہ میں یہ کہوں کہ میرا قد دس فٹ ہو جائے۔ امیر ہونا اچھا بھی ہے اور برا بھی۔

کیپٹن :۔ کیا آپ امریکہ میں امیر بن جانے کی غرض سے نہیں آئی تھیں؟

امیّ :۔ (رنجیدہ ہو کر) نہیں...... ہم امریکہ میں اس لئے آئے تھے کہ سب لوگ یہاں تھے۔ سارا خاندان اکٹھا ہو جائے تو بہتر ہوتا ہے۔

کیٹرن :۔ اور کیا آپ نے اس جگہ کو پسند کیا؟

امیّ :۔ بالکل۔ جب ہم کشتی سے اُترے اور میں نے سان فرانسیسکو اور اپنا سارا خاندان دیکھا تو میں نے کہا کہ یہ تو بالکل ناروے معلوم ہوتا ہے بلکہ ناروے سے بہتر اور پھر تم سب یہاں پیدا ہوئے اب تو میں امریکی شہری ہوں۔ میں امیر بننے کے لئے یہاں نہیں آئی تھی ـــــ!

کیٹرن :۔ میں امیر بننا چاہتی ہوں۔ امیر اور مشہور۔ میں تمہارے لئے گرم کوٹ خریدوں گی امیّ! تم گرم کوٹ کب خریدو گی؟

امیّ :۔ شاید جلدی ہی۔ ڈاکٹر کے پیسے بھی دینے ہیں۔ مسٹر ہائیڈ اپنا کرایہ ادا کر دے تو بہتر ہے۔ میرے خیال میں اب میں اس کو ضرور پوچھوں گی۔ کل ڈیکر گھر آ جائے تو میں مسٹر ہائیڈ سے بات کروں گی۔

کیٹرن :۔ جب میں امیر اور مشہور بن گئی تو میں تمہارے لئے بڑے اعلیٰ کپڑے خریدوں گی۔ سفید ساٹن کے گون اور ان پر خوبصورت بڑھاؤ۔ اور زیور بھی۔ میں تمہارے لئے ایک موتیوں کی مالا بھی خریدوں گی۔

امیّ :۔ اب بہت سی باتیں ہو چکی ہیں۔ (وہ سوڈا کلرک کو اشارہ کرتی ہے) جلدی سے سوڈا ختم کرو اور گھر چلیں۔ (سوڈا کلرک آتا ہے) مہربانی کر کے بتائیے

کتنے پیسے ہوئے؟

سوڈا کلرک :۔ پندرہ سینٹ۔

امی :۔ "لیجئے یہ دو ڈائیم" باقی اپنے پاس رکھیں بشکریہ کافی بڑی اچھی تھی۔ (وہ اُٹھتی ہے اور وسط میں پردوں کی طرف جاتی ہے) کل ڈیگمر گھر آجائے گی۔ اور دلیہز پر ذرا خیال رکھنا "چچا الزبتھ" وہاں موجود رہے۔ آج بھی وہ مجھ سے پوچھ رہی تھی۔ چچا الزبتھ کو تمام دن گھر میں رکھنا جب تک وہ گھر پہنچ جائے۔

(وہ پردوں کے پیچھے غائب ہو جاتی ہیں۔ ایک لمحہ کے بعد پردوں کے پیچھے سے بلی کی شدید چیخ پکار سی سنائی دیتی ہے۔ پہلے آہستہ اس کے بعد بہت تیز۔ پھر آواز بند ہو جاتی ہے جب کہ باورچی خانے کے سامنے پردہ اُٹھتا ہے۔ امی ابا اور ڈیگمر گھر کے اندر آتے ہیں)

ڈیگمر :۔ (دہلیز پر حیران سی کھڑی ہو کر) یہ تو "چچا الزبتھ" ہے۔ میرا خیر مقدم کر رہا ہے۔ ہاں یہ خیر مقدم کا گیت ہے۔ امی وہ کہاں ہے؟ (وہ ادھر ادھر دیکھتی ہے کہ آواز کہاں سے آرہی ہے)

امی :۔ وہ پینٹری میں ہے .... (جب ڈیگمر اس طرف بھاگ کے جانا چاہتی ہے) لیکن کچھ دیر ٹھہرو ڈیگمر۔ میں یہ بتانا چاہتی تھی کہ چچا الزبتھ بیمار ہے۔

ڈیگمر :۔ بیمار ہ کیا ہوا اسے؟

ابّا :۔ اس نے کل رات جنگ کی ہے۔ آج صبح جب گھر آیا تو کافی زخمی تھا۔

(ڈیگمر پینڑی کے دروازے کی طرف جانے لگتی ہے۔ اس وقت نیلس باہر سے آتا ہے)

امّی :۔ نیلس! کیسا ہے بچارا الابتھ؟ نیلس اس کا علاج کر رہا ہے۔

نیلس :۔ بیچارے کی حالت خراب ہے۔ میں نے اس کے زخم پھر بورک ایسڈ سے دھوئے ہیں۔ لیکن .... (جب ڈیگمر اس کے قریب سے گزر کر جانا چاہتی ہے) میں یہ مشورہ نہیں دوں گا کہ اس وقت تم اُسے دیکھو۔

ڈیگمر :۔ مجھے دیکھنا ہی ہوگا۔ وہ میرا بلا ہے۔ ایک مہینہ ہوا میں نے اُسے نہیں دیکھا۔ بلکہ اس سے زیادہ (وہ بھاگ کر پینڑی میں چلی جاتی ہے)

امّی :۔ نیلس! کیا سوچ رہے ہو؟

نیلس میں یہ سوچ رہا ہوں کہ بہتر یہی تھا کہ ڈیگمر کے گھر آنے سے پہلے بلے کو نہیں اور پہنچا دیا جاتا۔

امّی :۔ لیکن اگر بلّا یہاں نہ ہوتا تو وہ بہت ہی اداس ہو جاتی۔

نیلس :۔ اور اگر وہ مر گیا تو اُسے بہت صدمہ ہوگا۔

(پینڑی سے بلی کی ایک اور چیخ سنائی دیتی ہے اور ڈیگمر بھاگی ہوئی باہر آتی ہے)

ڈیگمر :۔ امّی! اسے کیا ہوا؟ اُسے کیا ہو گیا ہے؟ اوہ امّی! جب میں نے اسے اُٹھانے

کی کوشش کی تو اس کی آنکھوں کی پٹی اُتر گئی۔ اس کی آنکھوں سے خون نکل رہا تھا۔ اوہ امی اس قدر خوفناک اوہ.......... (وہ رونے لگتی ہے۔

امیّ :۔ (دلاسا دیتے ہوئے) اس کے سارے جسم پر زخم ہیں۔ نیلس تم جا کر اس کی آنکھ تو دیکھو۔

(نیلس مایوسی سے پھر پینٹری میں جاتا ہے) ڈیگمر سنو!...... بہتر یہی ہو گا کہ وہ بیچارا کچھ دیر آرام سے سو رہے۔

ڈیگمر :۔ آپ کا مطلب ہے کہ سو رہے اور پھر کبھی بیدار نہ ہو؟

امیّ :۔ (سر ہلاتے ہوئے) نہیں!

اباّ :۔ میرا خیال تو ہے وہ مر جائے گا۔ نیلس اُسے ٹھیک کرنے کی بڑی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن وہ اچھا نہیں کر سکے گا۔

ڈیگمر :۔ امی کر سکتی ہے۔ امیّ ہر بات کر سکتی ہے۔ (پیچھے سے بلّی کی ایک اور چیخ کی آواز ڈیگمر امیّ کو غمزدہ حالت میں پکڑتی ہے) امیّ! اُسے اچھا کر دو! امیّ اُسے زندہ رکھو۔

امیّ :۔ ہم کوشش کریں گے۔ پہلے یہ دیکھیں گے کہ وہ رات کیونکر بسر کرتا ہے۔ اب ڈیگمر! تم اپنے لبیتر پر چلو میں تمہارے لئے کھانا لے کر آتی ہوں۔

ڈیگمر :۔ لیکن چچا الزبتھ کے لئے کچھ کریں گی نا آپ؟ امیّ وعدہ کرو۔

امیّ :۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں کوشش کروں گی۔ تم اب جاؤ۔ (ڈیگمر بائیں طرف سے

باہر جاتی ہے) میں اس کے لئے کھانا تیار کروں۔ (وہ پنیٹری کی طرف جاتی ہے۔
بلی کی آواز پھر آتی ہے وہ اور ابا دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں۔
نیلس باہر سے آتا ہے)

نیلس :۔ امی! اس بلے کو زندہ رکھنا بہت بڑا ظلم ہے۔

امی :۔ مجھے معلوم ہے۔

ابا :۔ (ایک اور شدید چیخ پکار کی آواز آتی ہے) تم کہہ رہی تھیں کہ ہم دیکھیں گے۔ کہ رات بلا کس طرح بسر کرتا ہے۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ ہم کس طرح رات بسر کریں گے۔ مارٹا! اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ ہمیں بلے کو موت کی نیند سلا دینا چاہیئے۔ نیلس! تم دوا فروش کی دکان پر جاؤ اور وہاں سے کچھ لے آؤ۔ کلوروفارم ہی سہی۔ (وہ اسے ایک سکہ دیتا ہے۔)

نیلس :۔ کتنا لے آؤں ؟

ابا :۔ دکاندار سے پوچھ لینا۔ اسے کہہ دینا کہ بلی کے لئے چاہیئے۔ اسے معلوم ہو گا۔
(نیلس بائیں طرف سے باہر چلا جاتا ہے اور پھر پہلوؤں سے گلی میں پھر امی کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے۔) یہ بہترین چیز ہے اور اس کے سوا علاج بھی کوئی نہیں۔

امی :۔ میں جانتی ہوں۔ لیکن ڈگمر کا برا حال ہو گا۔ گھر آنے پر اسے صدمہ ہوا۔ ہسپتال میں بڑی خوش تھی۔ ایک دفعہ بھی وہاں نہیں روئی۔ (اپنے آپ کو بیٹھتے ہوئے۔)

میں اس کے لئے کھانا لاؤں۔ (پردے کے پیچھے سے بلّی کی ایک اور آواز۔ میں اسے گھر سے باہر لے جاؤں گی۔ جہاں ڈگمیر اس کی آواز نہ سن سکے۔

(وہ پینٹری کی طرف جاتی ہے۔ ابّا جیب سے تہ لیا ہوا اخبار نکالتا ہے پھر چشمہ لگاکر پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ بائیں طرف سے پچھلا دروازہ آرام سے کھلتا ہے۔ مسٹر ہائیڈ باہر جھانکتا ہے۔ وہ ٹوپی اور کوٹ پہنے ہے ایک ہاتھ میں سوٹ کیس ہے اور دوسرے میں ایک چٹھی۔ ابّا کی اس طرف پیٹھ ہے۔ میز پر چٹھی رکھ دیتا ہے اور پھر دبے پاؤں دروازے کی طرف جاتا ہے۔ ابّا اسے دیکھ لیتا ہے۔)

ابّا :۔ مسٹر ہائیڈ! آپ باہر جا رہے ہیں؟

مسٹر ہائیڈ :۔ (حیرت ظاہر کرتے ہوئے) اوہ .... مسٹر ہنٹن! میں نے آپ کو دیکھا نہیں تھا۔ (وہ سوٹ کیس نیچے رکھ دیتا ہے) مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ واپس آگئے ہیں۔ اصل بات یہ تھی کہ .... میں یہ خط آپ کے لئے چھوڑ چلا تھا (وہ خط اٹھاتا ہے) حقیقت یہ ہے کہ میں .... مجھے بلایا گیا ہے!

ابّا :۔ اچھا یہ بات ہے؟

ہائیڈ :۔ آج صبح ہی مجھے خط ملا ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے اچانک جانا پڑا۔

ابّا :۔ بہت افسوس ہے (امی ٹرے اٹھائے ہوئے واپس آتی ہے جس میں دودھ

روٹی مکھن اور جیلی رکھی ہے) مسٹر ہائیڈ کہتے ہیں کہ وہ جا رہے ہیں۔

امّی :۔ (ٹرے اُٹھائے ہوئے میز کے نزدیک آتی ہے) اِسچ مچ؟۔

ہائیڈ :۔ ہاں۔ مادام۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ سچ ہے۔ افسوس ہے کہ مجھے جانا پڑا۔۔۔۔ ۔۔۔۔ (اُسے خط دیتے ہوئے اس خط میں میں نے اپنے تشکّر کا اظہار کیا ہے آپ نے خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک چیک بھی ہے۔ میری طرف سے آپ بچّوں کو الوداع کہہ دیں گی؟ (وہ جھکتا ہے اور امّی خط لے لیتی ہے)

امّی :۔ (سنجیدہ ہو کر) یقیناً یقیناً

ہائیڈ :۔ (پھر جھکتے ہوئے) مادام! میری طرف سے انتہائی شکریہ قبول کیجئے۔ (وہ اُن کا ہاتھ چومتا ہے۔ امّی حیرانی سے اس کی طرف دیکھتی ہے۔ وہ ابّا کے سامنے جھکتا ہے) حضور! آپ کے لئے سوائے تعریف کے میرے پاس کوئی اور لفظ نہیں (وہ گلی کا دروازہ کھولتا ہے) میرے لئے یہ بات باعث فخر ہے۔ آپ ہمیشہ خوشحال رہیں۔ اچھا الوداع خدا حافظ۔ (وہ جھک کر باہر چلا جاتا ہے)

امّی :۔ بہت اچھا آدمی تھا۔ بڑا افسوس ہوا کہ چلا گیا۔ (وہ خط کو کھول کر چیک نکالتی ہے)

ابّا :۔ کتنے کا ہے چیک؟

امّی :- ایک سو دس ڈالر۔ چار مہینے کا خرچ۔

ابّا :- بہت اچھا۔

امّی :- بڑی اچھی بات ہوگئی۔ ڈاکٹر کی فیس بھی ادا کرسکیں گے۔

ابّا :- اَب تم اپنا گرم کوٹ بھی خرید لینا۔ اب تو خواہ سمور والا خرید لو۔

امّی :- (غم زدہ ہوکر) لیکن اَب کتاب پڑھ کر کون سنائے گا؟ یہ لو چیک۔ تم اسے بھنا لاؤ گے؟

ابّا :- (چیک پکڑتے ہوئے) ہاں۔ ہاں۔ میں لے آؤں گا۔ خط میں کیا لکھا ہے اس نے۔

امّی :- تم خط پڑھو اتنی دیر میں میں ڈگمبر کا کھانا تیار کروں۔ (وہ روٹی پر مکھن لگانا شروع کرتی ہے۔ اور پھر اس پر جیلی پھیلاتی ہے۔ اور ابّا خط پڑھتا ہے)

ابّا :- (پڑھتے ہوئے) پیارے دوستو! مجھے اس مسّرت سے بھرپور گھر سے بہت جلد رخصت ہونا پڑا ہے۔.......

امّی :- کتنا حسین خط ہے۔

ابّا :- (جاری رکھتے ہوئے) "میں اپنی لائبریری بچوں کے لئے چھوڑ چلا ہوں"۔

امّی :- وہ اپنی کتابیں چھوڑ گیا ہے؟

ابّا :- خط میں تو یہی لکھا ہے۔

امّی :- کس قدر حیرت انگیز بات ہے۔ لارس! پہلے جاکر دیکھو کتابیں اس کے

کمرے میں پڑی ہیں؟

ابا :۔ خط نیچے رکھ دیتا ہے اور بائیں طرف سے پیچھے چلا جاتا ہے۔ نیلس اور کرسٹین نیچے سے گھر کی طرف آتے نظر آتے ہیں کرسٹین کے ہاتھ میں سکول کی کتابیں ہیں۔

کرسٹین :۔ نیلس! مجھے یقین ہے وہی تھا۔ وہ اپنا سوٹ کیس اٹھائے ہوئے کیبل کار میں گھس رہا تھا۔ خدا کرے اس نے امی کو پیسے دے دیئے ہوں ؛

کرسٹین :۔ (دھیما کے سے اندر آتے ہوئے) امی! میں نے مسٹر ہائیڈ کو کیبل کار میں چڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

امی :۔ میں جانتی ہوں وہ چلا گیا ہے۔

کرسٹین :۔ کیا وہ قرضہ ادا کر گیا ہے؟

امی :۔ بالکل۔ اس نے سب ادا کر دیا ہے۔ ایک سو دس ڈالر......

نیلس :۔ بہت اچھا......

امی :۔ (مسکراتے ہوئے) بڑی اچھی بات ہے۔

کرسٹین :۔ کیا آپ اس روپے کو بھی بنک میں رکھیں گی؟

امی :۔ اس کی تو ابھی ضرورت ہے۔ (ابا کتابوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے اندر آتا ہے) مسٹر ہائیڈ تمہارے لئے کتابیں بھی چھوڑ گیا ہے۔ تمہارے لئے۔

نیلس :۔ ذرا دیکھوں تو۔ (ابا میز پر ڈال دیتا ہے۔ نیلس اور کرسٹین بھاگ کر جاتے ہیں

اور کتابوں کے عنوان پڑھتے ہیں۔ "پکوک پیپرز"۔ مکمل شیکسپیئر.....؟

کرسٹین :۔ "ایلیس ان ونڈر لینڈ" "آکسفورڈ بک آف ورس۔

نیلس :۔ "لاسٹ آف دی موہے کنز"۔ "آئیون ہو"

کرسٹین :۔ ہم ابھی ان کتابوں کے وسط تک ہی پہنچے تھے۔

امّی :۔ نیلس ختم کرے گا اب شاہ کو وہ پڑھ کر سنایا کرے گا۔ اور اس کی آواز مسٹر ہائیڈ کی طرح بڑی اچھی ہے (خوشی سے نیلس کا چہرہ تمتما اٹھتا ہے) بڑی اچھی بات ہوئی۔ ہم ان کتابوں سے بہت کچھ سیکھ سکیں گے۔ (وہ کھانا بنانا ختم کرتی ہے) کرسٹین! تم یہ مکھن جا کر یخ دان میں رکھ دو اور جیلی بھی۔ (کرسٹین ایسا ہی کرتی ہے) میں ذرا ڈیگمر کے پاس جاتی ہوں۔ (وہ ٹرے اٹھا لیتی ہے اور پھر ایک لمحہ کے لیے رکتی ہے) نیلس! وہ نے آئے تھے تم؟

نیلس کیا.......! وہ.........اوہ........ وہ جیب سے چھوٹی سی بوتل باہر نکالتا ہے۔ یہ رہی۔

امّی اس کو یہیں رکھ دو۔ جب میں واپس آتی ہوں تو پھر وہ کام کرتے ہیں۔ تم جانتے ہو کیسے کیا جاتا ہے؟

نیلس :۔ نہیں۔ امّی۔ میں نہیں.....

امّی :۔ تم نے پوچھا نہیں تھا؟

نیلس :۔ نہیں میں...... میرا خیال تھا کہ ابّا......

امی :- لارس! تم جانتے ہو؟

ابا :- نہیں۔ میں کیسے جانتا ہوں؟ لیکن یہ کوئی مشکل بات تو نہیں۔ بلّے کو ذرا پکڑے رکھو۔

امی :- اور پھر دیکھو وہ کیسے مرتا ہے؟ نہیں میرا خیال ہے تم تھوڑے سے پرانے کپڑے اکٹھے کر لو اور پھر ایک بڑا سا اسفنج اور اس پر کلوروفارم چھڑک دو۔ اس بکس میں اسفنج بھی رکھ دو۔ اور بلا بھی۔ پھر ڈھکنا بند کر دو۔

نیلس :- بہت اچھا امی!

امی :- میں کمبل لیتی آؤں گی۔

(نیلس پینٹری کو جاتا ہے اور کرسٹین واپس آتی ہے۔ امی ٹو ے اٹھاتی ہے اور دروازے کی طرف جانے لگتی ہے۔ اس وقت گلی کے دروازے پر دستک کی آواز آتی ہے۔ یہ خالہ جینی ہے جو بڑی گھبراہٹ میں یہاں آئی ہے۔)

امی :- گھبرا کر۔ یہ کیا گڑبڑ ہے! کرسٹین دیکھو تو کون ہے!

کرسٹین :- (جھانکتے ہوئے خالہ جینی ہے۔ (وہ دروازہ کھول دیتی ہے)

امی :- جینی۔۔۔۔۔۔

جینی :- (سانس پھولا ہوا ہے) مارٹا! وہ چلا گیا

امی :- (میز کے پرے کھڑے ہوئے) کون؟

جینی :- (میز کے بائیں طرف) وہی تمہارا کرایہ دار ...... مسٹر ہائیڈ .....

امّی :- ہاں۔ وہ چلا گیا۔ کیوں کیا بات ہے ؟

جینی :- کیا وہ پیسے دے گیا ؟

امّی :- یقیناً وہ ادا کر گیا ہے۔

جینی :- کیسے ؟

امّی :- اس نے چیک دیا ہے۔ اس وقت لارس کے پاس ہے۔

جینی :- (معنی خیز انداز میں) چیک ؟

امّی :- جینی ! بات کیا ہے ؟ کرسٹین تم ڈیگمر کو کھانا کھلاؤ۔ میں ابھی آتی ہوں۔ (کرسٹین اس سے ٹرے لے لیتی ہے اور بائیں طرف سے مڑ کر پیچھے جاتی ہے) جینی بات کیا ہے ؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ مسٹر ہائیڈ چلا گیا ہے۔

جینی :- گلی کے آخر میں آج میں مسز کروپر سے ہاں تھی۔ اس کی ریسٹورنٹ اور بیکری ہے نا...... اس نے مجھے بتایا ہے کہ مسٹر ہائیڈ آج وہاں کھانا کھانے گیا تھا مسٹر ہائیڈ نے چلتے وقت اس سے کہا کہ وہ اسے پچاس ڈالر کا چیک تڑوا دے۔ (وہ رُکتی ہے)

ابّا :- پھر کیا ہوا ؟

جینی :- یہ تمہارے بڑے نیک خصلت مسٹر ہائیڈ کا خیال تھا کہ مسز کروپر کل ہی بنک جائیگی لیکن وہ آج ہی چلا گیا اور جانتے ہو کیا ہوا ؟ اسے معلوم ہوا کہ اس بنک میں تو

مسٹر ہائیڈ کا حساب کتاب ہی نہیں تھا۔

(نیلس واپس آتا ہے اور پینٹری کے دروازے پہ ہی کھڑا رہتا ہے)

امّی :۔ میں بات سمجھی نہیں۔

ابّا :۔ (اپنی جیب سے چیک نکالتے ہوئے) تمہارا مطلب ہے کہ یہ چیک بالکل جھوٹا ہے۔

جینی :۔ بالکل۔ (فاتحانہ انداز سے) یہ تمہارا مسٹر ہائیڈ پکا بدمعاش تھا۔ اور ہمیشہ میں نے تم سے بھی کہا لیکن تم تو اس سے کتابیں سُنتے تھے۔ مسٹر کروپہ کہہ رہا تھا کہ اس نے کئی لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ (امی بالکل خاموش کھڑی ہے) تمہارا کتنا پیسہ اس کی طرف نکلتا تھا؟ کافی ہوگا میرا خیال ہے۔ (کوئی جواب نہیں ملتا) اے مارٹا! میں کہہ رہی ہوں کہ اس نے تمہارا کافی روپیہ دینا ہوگا؟ ٹھیک ہے نا؟

امّی (ادھر اُدھر دیکھتی ہے۔ نیلس کو دیکھ کر پھر اس کی نگاہیں کتابوں پر پڑتی ہیں۔ وہ کتابوں کو چھوتی ہے) نہیں۔ نہیں۔ اس کے ذمے کچھ نہیں تھا۔ (وہ ابا سے چیک لے لیتی ہے اور پھاڑ دیتی ہے) کچھ بھی نہیں۔

جینی :۔ (اصرار سے) یہ چیک کتنے کا تھا؟ (وہ اپنا ہاتھ بڑھاتی ہے)

امّی :۔ (اس کو ایک طرف کرتے ہوئے) کوئی بات نہیں۔ اس نے روپے کے بجائے ہمیں بہت قیمتی چیز دے دی ہے۔

(وہ انگیٹھی کی طرف جاتی ہے۔ اور چیک اس میں ڈال دیتی ہے۔ اور

اُسے جلتے ہوئے دیکھتی ہے)

جینی :۔ میں نے شروع ہی میں کہہ دیا تھا کہ اس شخص کا اعتبار نہ کرو۔ لیکن تم ہماری بات مانتی کب ہو۔ تم ہمیشہ سے ایسی ہو .... "مسٹر ہائیڈ معزز آدمی تھا! معزز آدمی!" مجھے یقین ہے کوئی سو ڈالر کے قریب تو اینٹھ کر لے گیا ہو گا ٹھیک ہے نا؟

امی :۔ (واپس میز کے قریب آتے ہوئے) جینی! میں اس وقت کوئی بات نہیں کر سکتی۔ ممکن ہے تمہیں کوئی کام نہ ہو لیکن مجھے ہے۔

جینی :۔ (دانت دکھاتے ہوئے) کیا؟ ایسا کونسا بڑا کام آپڑا ہے تمہیں؟

امی :۔ (جھٹکے سے دوا کی بوتل اوپر اُٹھاتے ہوئے) مجھے بیٹے کو کلوروفارم سونگھانا ہے۔

(جینی خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹتی ہے گویا امی اس کو کلوروفارم سونگھانے لگی ہے۔ وہ دوا کی بوتل لے کر پینٹری میں جاتی ہے۔ جس طرح کہ "لیڈی میک بتھ" خنجر لے کر گئی تھی۔ سٹیج پہ تاریکی۔ پردے گرتے ہیں۔ ایک لمحہ کے بعد باورچی خانے کے سامنے سے پھر پردے کھلتے ہیں۔ یہ دوسری صبح ہے۔ کتابیں میز سے اُٹھالی گئی ہیں۔ امی ناشتہ چن رہی ہے۔ ابا اس کی مدد کر رہا ہے۔ ڈیگمر بائیں طرف سے بھاگی ہوئی اندر آتی ہے صبح بخیر امی! صبح بخیر ابا! چچا الزبتھ اچھا ہے؟

امّی :- ڈگمر! میں تم سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں۔

ڈگمر :- میں پہلے چچا الزبتھ کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ (وہ پینٹری کی طرف بھاگ کر جاتی ہے۔ امّی بیچارگی کی حالت میں ابّا کی طرف دیکھتی ہے) کچھ کرو۔ کسی طرح تم ہی اس کو بتا دو ----!

ابّا :- اگر ہم اسے یہ بتا دیں کہ بلّی مر گئی تھی ...... خود ہی .....؟

امّی :- نہیں ہمیں جھوٹ نہیں بولنا چاہیئے۔

(ابّا پینٹری کے دروازے کی طرف جاتا ہے اور کھولتا ہے)

ڈگمر :- (پینٹری سے اس کی آواز آرہی ہے) عجیب بو آرہی ہے یہاں۔ صبح بخیر میرے پیارے الزبتھ۔ (امّی اور ابّا حیران ہو کر کھڑے ہیں۔ ڈگمر پھر بلّے کو اٹھائے ہوئے آتی ہے جو پرانی قمیص میں لپٹا ہوا ہے۔ اس کا سر بھی لپٹا ہوا ہے۔ وہ میز کے دائیں جانب آ کے کھڑی ہوتی ہے) واہ کیا بات۔ آپ نے تو بہت سے کمبل ڈال دیئے تھے آپ نے سوچا ہو گا کہیں اسے زکام نہ لگ جائے۔

امّی :- (خوفزدہ ہو کر) ڈگمر تم بالکل ...... (وہ بلّی کی دم کی طرف دیکھتی ہے جو ہل رہی ہے) ڈگمر! ذرا بلّا مجھے دکھاؤ نا۔ (وہ اس کی طرف جاتی ہے اور سر سے کپڑا اتارتی ہے)

ڈگمر :- (بہت زیادہ مسرور ہو کر) وہ بالکل اچھا ہو گیا ہے اوہ۔ امّی! میں جانتی تھی کہ تم اچھا کر سکتی ہو۔

امیّ :- (جس کا منہ کھلا ہوا ہے) لیکن میں نے تو کچھ بھی نہیں .... میں ......

ڈگمیر :- (اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے) میں اُسے اُوپر لے جا کر نیلیس کو دکھاتی ہوں۔ (پیچھے کی طرف بھاگتے ہوئے) نیلس ! نیلس ! اچھا اللہ تجھ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ بالکل اچھا ہو گیا۔

امیّ :- (ابا کی طرف مڑتے ہوئے) یہ تو ایک معجزہ ہوا ہے۔ (وہ میز کے سامنے بالکل بے حس و حرکت بیٹھ جاتی ہے)

ابّا :- (اس کے نزدیک بیٹھ کر کاندھے ہلاتے ہوئے) تم نے کافی کلوروفارم نہیں رکھا ہوگا۔ اسے نیند آگئی اور نیند نے اس کا علاج کر دیا۔ اب میرے خیال میں ہم اس بچے کو "لیزرس" کے نام سے پکاریں گے۔

امیّ :- لیکن لارس ہمیں اس کو صحیح بات بتا دینی چاہیئے۔ یہ اچھی بات نہیں کہ یہ خیال اس کے دل میں بیٹھ جائے کہ مَیں ہر بات کر سکتی ہوں۔

ابّا :- لیکن یہ خیال کوئی بہت بُرا تو نہیں ؟ (وہ ہنستا ہے) اس کے علاوہ میں جانتا ہوں کہ وہ کیا محسوس کرتی ہے۔

امیّ :- (اس کی طرف پریشان ہو کر دیکھتی ہے اور اس کے ہاتھ پر زور سے ہاتھ مارتی ہے) ہم ناشتہ تو ختم کر لیں۔ (وہ میز کی طرف گھومتی ہے۔)

(پردے گرتے ہیں۔ سامنے روشنی ہوتی ہے۔ کیٹرن اور کرسٹین پہلوؤں سے اندر آتی ہیں۔ وہ سکول کا لباس پہنے ہیں۔ ٹوپیاں بھی پہن رکھی ہیں۔

کرسٹین ۔ سکول کی کتابیں اٹھائے ہوئے جو فیتے میں بندھی ہوئی ہیں
کیتھرن کوئی نظم دھرا رہی ہے۔)

کیتھرن ۔ رحم ایک وصف نرم و نازک ہے،
مثلِ باراں ہے اس کی بخشش عام
اس میں دوہری ہیں برکتیں پنہاں
لینے اور دینے والے ہیں شاداں

(وہ دہراتی ہے) ہیں شاداں ۔۔۔۔۔۔ ہیں شاداں ۔۔۔۔۔۔ (کرسٹین سے مخاطب ہو کر) اس سے آگے کیا ہے؟

کرسٹین ۔ میں نہیں جانتی۔ اور مجھے اس کی پرواہ بھی نہیں،

کیتھرن ۔ کیوں کرسٹین؟

کرسٹین ۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ ہفتوں سے یہی بات سن رہی ہوں سکول کا ڈرامہ۔ تمہارا امتحان۔ اور ہائی کلاس میں جانا۔ اور تم نے کبھی سوچا ہی نہیں کہ گھر میں کیا ہو رہا ہے،

کیتھرن ۔ تمہارا مطلب؟

کرسٹین ۔ دیکھا! تمہیں علم ہی نہیں۔

کیتھرن ۔ اوہ! تمہارا مطلب ہڑتال سے ہے۔

کرسٹین ۔ ہاں۔ ہڑتال۔ ابا نے پورے چار ہفتے سے کام نہیں کیا۔ اور تمہیں اس کی کیا پرواہ تمہیں تو شاید اس کا بھی علم نہیں ہو گا کہ یہ ہڑتال کیوں ہوئی ہے؟ پتہ ہے؟ تم

اور تمہاری سہیلیاں تو ہر وقت تحفوں کے متعلق باتیں کرتی رہتی ہیں! مجھے تو اس بات سے بڑی ندامت ہو رہی کہ میں لڑکی ہوں

(دو لڑکیاں میڈلین اور ڈوروتھی باتیں کرتی ہوئی پردوں سے باہر آتی ہیں)

میڈلین :- (ڈوروتھی سے) تھائرا آکش کے خاندان کے لوگ اس کے ہار میں سات موتیوں کا اضافہ کرنے والے ہیں جو انہوں نے اس وقت تیار کرنا شروع کیا تھا۔ جبکہ وہ بچی ہی تھی۔ اوہ! ہیلو! کیٹرن! کیا تم نے تھائرا کے تحفے کے متعلق سنا ہے؟

کیٹرن :- (زیادہ خوشی سے نہیں) ہاں، میں نے سن لیا ہے۔

میڈلین :- مجھے سنگِ سلیمانی کی انگوٹھی مل رہی ہے۔ اس میں ایک ہیرا بھی ہوگا۔

کیٹرن :- اصلی ہیرا؟

میڈلین :- ہاں ہاں! ایک چھوٹا ہیرا!

ڈوروتھی :- تمہیں کیا مل رہا ہے؟

کیٹرن :- مجھے ..... میرے متعلق انہوں نے کچھ تبلایا نہیں میرا خیال ہے۔ میرا خیال ہے .... میرا خیال ہے مجھے گلابی سلولائیڈ کا ڈرائنگ سیٹ دیا جائے گا۔ جو تمہارے والد کی دوکان میں ہے!

ڈوروتھی :- تمہارا مطلب ہے وہ جو کھڑکی میں رکھا ہے؟

کیٹرن :- (میڈلین سے) اس میں برش، کنگھی اور آئینہ......... اور ایک بال بنانے والا بھی ہے۔ یہ خالص سلولائیڈ کا ہے۔

ڈروتھی :- میں نے اپنے ابّا سے کہا تھا کہ وہ مجھے دے دے لیکن وہ کہنے لگے یہ بہت قیمتی ہے۔ میرا ابّا بھی بڑا کنجوس ہے، وہ مجھے ایک کنگن دے رہے ہیں۔

میڈلین :- اوہو! بس آگئی، ہمیں بھاگنا چاہیئے بائی بائی!

کیٹرن :- بائی بائی! کرسٹین! کل ملیں گے آؤ ڈروتھی چلیں۔ (دونوں لڑکیاں بائیں طرف بھاگ جاتی ہیں)

کرسٹین :- کس نے کہا تھا تمہیں وہ ڈریسنگ سیٹ ملے گا؟

کیٹرن :- کہا تو کسی نے نہیں تھا......... یقینی بات نہیں لیکن اشارہ ضرور ہوا تھا اور.........

کرسٹین (سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے) خیر۔ تمہیں وہ نہیں مل سکتا!

کیٹرن تمہیں کیسے معلوم ہوا؟

کرسٹین (سیڑھیوں پر ہی پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے) کیونکہ مجھے معلوم ہے تمہیں کیا ملے گا امی خالہ جینی سے کہہ رہی تھی اور میں نے سن لیا تھا۔ خالہ جینی نے مشورہ دیا تھا کہ تم بہت چھوٹی ہو اور ایسی چیز کی قدر نہیں کر سکتیں۔

کیٹرن :- وہ چیز کیا ہے؟

کرسٹین :- امی تمہیں اپنا بروچ دے گی۔

کیٹرن :۔ تمہارا مطلب وہی چاندی کا بروچ جو وہ پہنتی ہیں اور جو نانی کا ہے؟ میں ایسی پرانی چیز لے کر کیا کروں گی؟

کرسٹین :۔ وہ ایک موروثی چیز ہے اور امّی کی نگاہ میں اس کی بہت قدر ہے۔

کیٹرن :۔ تو پھر انہیں اپنے پاس ہی رکھنا چاہیئے۔ کیا مطلب ہے کہ امّی مجھے صرف وہی ایک چیز دیں گی؟

کرسٹین :۔ تو تمہیں اور کیا چاہیئے؟

کیٹرن :۔ مجھے ڈریسنگ سیٹ چاہیئے، بڑی اچنبھے کی بات ہے کہ امّی کو ابھی تک اس بات کا بھی احساس نہیں کہ اچھا تحفہ کسے کہتے ہیں...... جب لڑکی گریجویٹ ہو جائے تو یہ اس کی زندگی کا بڑا اہم مرحلہ ہوتا ہے۔

کرسٹین :۔ اور پھر تم یہ کہتی ہو کہ میں خود غرض نہیں!

کیٹرن :۔ یہ خود غرضی کیسے ہو گئی!

کرسٹین :۔ مجھے معلوم نہیں اسے تم اور کیا کہو گی، ابّا بیکار ہے اور ہمیں ایک ایک پائی کی سخت ضرورت ہے، یہاں تک کہ "چھوٹا بنک" بھی خالی ہو گیا ہے اور تم امّی کو زچ کر دو گی کہ وہ تمہیں ڈریسنگ سیٹ خرید کر دے، چھوڑو اس بات کو، میں گھر جا رہی ہوں۔

(وہ مڑ کر پردوں کے پیچھے چلی جاتی ہیں)

(کیٹرن اب تنہا ہے اس کے ہاتھ میں سیٹ ہے اور اس کے ہونٹ

بھینچے ہوئے ہیں)

کیٹرن :۔ کرسٹین ٹھیک کہتی تھی۔ مجھے ڈریسنگ سیٹ مل گیا۔ جب میں گریجویٹ ہوئی اسی رات انہوں نے مجھے یہ سیٹ دیا۔ ابّا کام پر نہیں جا سکتے تھے کیونکہ واپس جانے کے لئے ہڑتال کی میٹنگ میں فیصلہ ہونا تھا، اس رات میں اس قدر بے قرار تھی کہ کھانا بھی نہ کھا سکی اور اس تحفے نے تو میری رہی سہی بھوک بھی اڑا دی،

(پردے پھر باورچی خانے پر اٹھتے ہیں، ابّا، امّی اور ڈگمر میز کے سامنے بیٹھے کافی پی رہے ہیں، کرسٹین پلیٹیں اٹھا رہی ہے)

کرسٹین :۔ امّی! میں پلیٹیں اس وقت اکٹھی رکھ دیتی ہوں واپس گھر آ کر ان کو دھوئیں گے (وہ پلیٹوں کو پینٹری میں لے جاتی ہے)

ابّا :۔ (میز کے دائیں جانب شکر کی ڈبی ہاتھ میں لئے ہوئے) کافی کی شکر کون لے گا۔ (وہ اسے اپنی کافی میں بھگوتا ہے) ڈگمر لوگی؟ (اسے دے دیتا ہے) کیٹرن! تو بھی لے گی؟ (وہ سیڑھیوں سے اٹھ کر چینی کی ڈبی لینے کے لئے سامنے آتی ہے)

امّی :۔ کیٹرن! تم اپنا کوٹ لے لو تمہیں اس کی ضرورت ہو گی، (کیٹرن بائیں طرف سے پیچھے جاتی ہے)

ڈگمر :۔ (میز سے پرے کھڑے ہوئے) خالہ جینی کہتی ہیں اگر ہم اس عمر میں آپ کی طرح سیاہ

کافی پئیں تو ہمارے رنگ سانولے ہو جائیں گے۔ میں پچا کرس کی طرح سانولی "ناروی" بننا پسند کروں گی۔ ابا! کیا میں ایسی ہو جاؤں؟

ابّا :۔ مجھے تو تمہارا نکھرا ہوا گورا رنگ پسند ہے۔ تمہاری امی کی طرح۔

ڈگمر :۔ کس عمر کو پہنچ کر آدمی کا رنگ سانولا نہیں ہو سکتا؟ ہم کافی کس عمر میں پی سکیں گے؟

ابّا :۔ اس دن جب تم بڑی ہو جاؤگی۔

(جینی اور ٹرینہ بائیں طرف سے گلی کے دروازہ پر پہنچتی ہیں۔ جینی دروازہ کھٹکھٹاتی ہے)

ماما :۔ لو! جینی اور ٹرینہ آگئیں۔ (دروازے کی طرف جاتی ہے) اچھا ہوا، اب ہم روانہ ہو جائیں گے۔

(دروازہ کھولتی ہے جینی اور ٹرینہ داخل ہوتی ہیں)

جینی :۔ اچھا! سب تیار ہو؟ کیٹرن زیادہ گھبرائی ہوئی تو نہیں؟

ابّا :۔ (سر ہلاتے ہوئے) اس نے کھانا تک نہیں کھایا۔ (ماما اپنی ٹوپی پہننا شروع کرتی ہے اور بائیں طرف جاکر ڈگمر کو اس کی ٹوپی اور کوٹ پہناتی ہے۔ کرسٹین پینٹری سے واپس آتی ہے۔ ابا کافی میں بھیگی شکر کی ڈلی اسے دیتا ہے)

جینی :۔ کیا تم نے یہ ڈلی سیاہ کافی میں بھگوئی ہے؟ لارس! ایسے نہ کیا کرو۔ یہ بچوں کے لئے اچھی نہیں۔ اس سے......

ابّا :۔ (اس کا فقرہ مکمل کرتے ہوئے) ان کا رنگ سانولہ ہو جائے گا۔ مجھے معلوم ہے۔
خیر اگر ہماری ایک لڑکی سانولی بھی ہو تو بُری بات نہیں۔

جینی :۔ اوہ! واقعی!

(کیٹرن اپنا کوٹ لئے اندر آتی ہے)

کیٹرن :۔ خالہ جینی! کیا آپ نے میرے امتحان کا تحفہ دیکھا؟ (وہ کرسی پر سے اٹھاتی ہے۔
کرسٹین نفرت سے دیکھتی ہے اور بائیں طرف واپس چلی جاتی ہے کیٹرن ڈریسنگ
سیٹ کو نمائشی طور پر میز پر رکھتی ہے) دیکھا آپ نے اس میں بال بنانے والا
بھی موجود ہے؟

جینی :۔ (میز کے بائیں جانب) لیکن میرا خیال تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مارتھا! میرا خیال تھا کہ
تم اسے دے رہی تھیں وہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

امّی :۔ (بائیں جانب) نہیں۔ تمہارا خیال درست تھا جینی، وہ ابھی اتنی بڑی نہیں کہ اس
تحفے کی قدر کر سکے، وہ ذرا چمکیلی اور جدید قسم کی چیز پسند کرتی ہے۔

جینی :۔ ہونہہ۔ خیر میں سمجھتی ہوں کہ یہ خوبصورت چیز ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (وہ
امّی کی طرف دیکھتی ہے، جبکہ وہ کوٹ پہن رہی ہے) تم نے اپنا دُوا بروچ
نہیں پہنا؟

امّی :۔ (جلدی سے) نہیں میں آج رات نہیں پہنونگی۔ چلو ٹرینہ، دیر ہو جائے گی۔

ٹرینہ :۔ (دائیں طرف) اور۔ لیکن ابھی پیٹر تو آیا ہی نہیں۔

امیؔ :۔ کیٹرن نے ابھی اپنے کھیل کا لباس بھی پہنا ہے وُہ بعد میں آجائے گا۔ یا تم اس کا انتظار کرو گی ؟

ثرینہ :۔ میرا خیال ہے .... اگر تم بُرا نہ مانو ......

امیؔ :۔ لارنس بھی گھر میں ہے۔ ابھی اُسے باہر نہیں جانا۔

جینی :۔ مجھے اُمید ہے کیٹرن نے اپنا پارٹ اچھی طرح یاد کر لیا ہو گا !

اباؔ :۔ یقیناً اُسے یاد ہو گا۔ وُہ تو مجھے بھی یاد ہے۔

ثرینہ :۔ یہ بڑی بُری بات ہوئی کہ وہ کیٹرن کو ایکٹرس کی حیثیت سے نہیں دیکھ سکے گا۔

امیؔ :۔ لارنس ! تم ہمارے آنے سے پہلے آجاؤ گے نا ؟

اباؔ :۔ (مسکراتے ہوئے) میرا خیال ہے میٹنگ زیادہ دیر تک نہیں رہے گی۔

امیؔ :۔ اچھی بات۔ اب ہم چلیں۔

(وہ جینی ڈگمر اور کرسٹین کے ساتھ باہر جاتی ہے پیچھے سے نیلس بھی آ جاتا ہے۔ وہ ان کے پیچھے پیچھے ہے اور کیٹرن کا انتظار کر رہا ہے۔ باقی لوگ آگے آگے جا رہے ہیں۔ کیٹرن کوٹ اور ٹوپی پہنتی ہے۔ اور اپنا ڈریسنگ سیٹ بھی اُٹھا لیتی ہے)

اباؔ :۔ (ثرینہ سے) تم شطرنج کھیلنا پسند کرو گی ؟

ثرینہ :۔ (میز کے دائیں جانب بیٹھے ہوئے) کئی سال ہو گئے ہیں۔ شطرنج نہیں کھیلی۔

ابّا :۔ تو پھر میں بازی جیت جاؤں گا۔ (وہ شطرنج کا تختہ اُٹھانے جاتا ہے۔ کیٹرن اُسے بوسہ دیتی ہے۔)

کیٹرن :۔ خُدا حافظ ابّا!

ابّا :۔ خُدا حافظ بیٹی! مجھے تمہارا خیال رہے گا۔

کیٹرن :۔ خالہ ٹرینہ! میں آپ کو وہاں ملوں گی۔

ٹرینہ :۔ خُدا تمہیں کامیاب کرے۔

ابّا :۔ میں ابھی شطرنج لایا۔

(بائیں طرف سے کیٹرن باہر جاتی ہے۔ ابّا الماری کے اُوپر سے شطرنج اُٹھا کر لاتا ہے اور میز پر رکھتا ہے۔ بعد کا منظر گلی میں ظاہر ہوتا ہے)

کرسٹین :۔ یہ اپنا گھٹیا اور فضول سا تحفہ بھی ساتھ اُٹھا لائی ہو تاکہ لوگوں کو دکھا سکو؟

کیٹرن :۔ یہ گھٹیا نہیں ہے۔ بہت خوبصورت ہے۔ تم حسد کر رہی ہو۔

کرسٹین :۔ میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ تم امّی کو زچ کر کے بھی یہ تحفہ وصول کر لو گی؟

کیٹرن :۔ بالکل نہیں۔ میں نے امّی کو زچ نہیں کیا۔ میں نے تو اسے صرف مسٹر شیلر کی دُکان پر پڑا ہُوا دکھایا تھا ......

کرسٹین :۔ اور پھر اس کے بعد تم نے امّی کو اس حد تک مجبور کر دیا کہ اس نے وُہ برش بیچ

ڈالا جو اس کی اپنی امّی کی صرف ایک ہی یادگار تھی۔

کیٹرن :۔ کیا؟

نیلس :۔ کرس تم سے تو کہا گیا تھا کہ یہ بات نہ بتانا!

کرسٹین :۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ میرا خیال ہے کیٹرن کو یہ بات معلوم ہو جانی چاہیئے۔

کیٹرن :۔ کیا یہ ٹھیک ہے؟ نیلس! کیا امّی نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔؟

نیلس :۔ ہاں۔ واقعہ یہی ہے کہ امّی نے اپنا بروچ بیچا ہے۔ چلو اب چلیں۔

کیٹرن :۔ نہیں نہیں۔ میں یہ باور نہیں کر سکتی۔ میں ابّا سے جا کر پوچھتی ہوں۔

نیلس :۔ تمہیں دیر ہو رہی ہے۔

کیٹرن :۔ پرواہ نہیں (وہ دوڑ کر اندر جاتی ہے اور پھر باورچی خانے میں گھس جاتی ہے

کرسٹین بائیں طرف سے نیچے جاتی ہے۔ نیلس اس کے پیچھے جاتا ہے) ابّا!

ابّا۔ کرسٹین کہتی ہے کہ ـــــ ابّا کیا امّی نے مجھے یہ تحفہ دینے کے لیئے اپنا

بروچ بیچا تھا؟

ابّا :۔ کرسٹین کو تمہیں یہ نہیں بتانا چاہیئے تھا۔

کیٹرن :۔ تو پھر یہ ٹھیک ہے نا؟

ابّا :۔ اس نے بیچا نہیں۔ اس نے تمہارے تحفے کے عوض مسٹر شیلڈ سے اس کا

سودا کیا تھا۔

کیٹرن :۔ (آنکھیں ڈبڈبا آئی ہیں) اوہ! لیکن اُسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ ۔ ۔ میرا

یہ مطلب ہرگز نہیں تھا ....

ابّا :۔ (اُسے کندھے سے پکڑ کر) دیکھو کیٹرن! تمہیں تحفے کی ضرورت تھی اور امّی کو تمہاری خوشی کی ضرورت تھی اور اُسے بروچ کی نسبت تمہاری خوشی زیادہ منظور تھی۔

کیٹرن :۔ لیکن میں نہیں چاہتی کہ وہ ایسا کرتی۔ (روتے ہوئے) اس چیز سے وہ بہت محبت کرتی تھی۔ نانی اماں کی یہی ایک چیز اس کے پاس رہ گئی تھی۔

ابّا :۔ کیٹرن! اس نے وہ تمہارے ہی لئے رکھا ہوا تھا۔ رو ؤ مت تمہیں ڈرامے میں اپنا پارٹ بھی کرنا ہے۔

کیٹرن :۔ (سسکیاں بھرتے ہوئے) میں اب اس ڈرامے میں پارٹ نہیں کروں گی۔

ابّا :۔ لیکن تمہیں کرنا ہی ہوگا۔ تمہارے تماشائی انتظار کر رہے ہیں۔

کیٹرن :۔ (اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے) مجھے اس کی پرواہ نہیں۔

ابّا :۔ لیکن تمہیں پرواہ ہونی چاہیئے۔ آج رات تم کیٹرن نہیں ہو۔ تم ایک ایکٹریس ہو۔ اور ایکٹریس کے جذبات خواہ کچھ بھی ہوں اسے پارٹ کرنا ہوگا۔ ایک کہاوت ہے .... کیا ہے وہ ....

ٹرینہ :۔ (چہکتے ہوئے) ڈراما رُک نہیں سکتی!

ابّا :۔ نہیں! نہیں! تماشا جاری رہنا چاہیئے اس لئے رونا بند کرو۔ جاؤ اور کھیل میں اپنا پارٹ ادا کرو۔ اس بات کے متعلق پھر بات کریں گے۔ بعد میں .....

(اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے) اچھا! میں جاتی ہوں۔ (بہت سی چھینکیں مارتے

ہوئے اور ڈریسنگ سیٹ اُٹھائے ہوئے بائیں طرف سے نیچے گلی میں جاتی ہے۔ ابّا اور ٹرینہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ اور شطرنج کھیلنا شروع کر دیتے ہیں)

ابّا :۔ آؤ اب ہم کھیلیں۔

(روشنیاں مدھم ہو جاتی ہیں۔ اور پردے گر پڑتے ہیں۔ سپاٹ لائٹ گھومنے والے پلیٹ فارم کے دائیں طرف سٹیج پر ہوتی ہے۔ دو لڑکیاں "مرچنٹ آف وینس" کے ڈرامے کے لئے تختے کی ڈریسنگ میز کے سامنے پہلے منظر کا لباس پہن رہی ہیں)

ڈوروتھی :۔ مجھے کیتھرین کے متعلق بڑی تشویش ہو رہی ہے۔ اُسے کوئی حادثہ پیش نہ آگیا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

میڈلین :۔ (اپنے تنگ پاجامے چڑھاتے ہوئے) مجھے اپنی سطریں بھول جائیں گی۔ یقین ہے میں بھول جاؤں گی۔ جب میری نظر سامنے پڑی اور میں نے مس فورسٹر کو بیٹھے دیکھا تو ہر لفظ میرے حافظے سے گم ہو جائے گا۔ (کیتھرین دوڑتی ہوئی بائیں طرف سے داخل ہوتی ہے۔ وہ ڈریسنگ سیٹ اٹھائے ہوئے ہے جسے ڈریسنگ میز پر رکھ دیتی ہے) ہمیں خوف تھا کہ تمہیں کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے یا کچھ اور۔۔۔۔۔۔۔

کیتھرین :۔ ڈوروتھی! تمہارے ابا آج رات یہاں موجود ہوں گے؟

ڈوروتھی :۔ ہاں وہ آئیں گے۔ کیوں ؟

کیتھرن :۔ میں اُن سے کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ (اس اثناء میں ہی وہ اپنی ٹوپی اور کوٹ اتارتی ہے) ان سے کہنا کہ مجھ سے بات کئے بغیر نہ جائیں ...... بڑی مہربانی ...... بعد میں ...... ڈرامے کے بعد ....

ڈوروتھی :۔ آخر تم میرے ابّا سے کیا بات کرنا چاہتی ہو ؟

کیتھرن :۔ میں اُن سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ میں ان سے ایک درخواست کرنا چاہتی ہوں ایک ضروری بات ہے۔ بہت ہی ضروری۔

میڈلین :۔ وہ ڈریسنگ سیٹ یہی ہے ؟ (اسے اٹھاتے ہوئے) میں اسے ایک نظر دیکھ سکتی ہوں ؟

کیتھرن :۔ (شدت سے اس کے ہاتھ سے چھینتے ہوئے) نہیں !

میڈلین :۔ کیوں ؟ کیا بات ہے ؟ میں تو اسے صرف دیکھنا چاہتی تھی۔

کیتھرن :۔ (مضطربانہ) تم نہیں دیکھ سکتیں۔ اسے ہاتھ بھی نہ لگاؤ۔ ڈوروتھی ! اسے لے کر ایسی جگہ رکھ دو جہاں میری نظر اس پر نہ پڑے۔ (وہ اسے اس کی طرف شدّت سے دھکیل دیتی ہے) جاؤ۔ لے جاؤ اسے ! لے جاؤ اسے ! لے جاؤ اسے ! (تاریکی ہو جاتی ہے۔ باورچی خانے کے سامنے سے پردے اُٹھتے ہیں امّی اور ابا کافی کی پیالیاں ہاتھوں میں لئے خلوت میں باتیں کر رہے ہیں)

امّی :۔ (میز پر سے) لارس ! مجھے اس کی طرف سے اندیشہ سا ہو رہا ہے۔ کھیل ختم ہوا تو

میں نے اُسے مسٹر شیلڈ سے باتیں کرتے دیکھا۔ اس کے بعد وہ ڈرامے کا لباس اُتارنے چلی گئی۔ نیلس کہہ رہا تھا کہ وہ اُسے اپنے ساتھ گھر لائے گا۔ مگر بہت دیر ہو چکی ہے۔ اُسے اس وقت تک گھر آجانا چاہیئے تھا۔ اور لارس! ڈرامہ میں اس نے اپنا پارٹ اچھی طرح ادا نہیں کیا تھا۔ میں نے اُسے یہاں ری ہرسل کرتے دیکھا تھا۔ اس وقت وہ بہت اچھا پارٹ کر رہی تھی۔ لیکن آج رات ...... یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ سارا وقت کچھ اور ہی سوچ رہی تھی۔

ابّا :۔ (میز کے دائیں جانب) ممکن ہے ایسا ہی ہو۔

امّی :۔ لیکن بات کیا ہے؟ اسے کس بات کا فکر ہو سکتا ہے؟

ابّا :۔ مارٹا! .... آج رات جب تم چلی گئیں تو کیٹرن کو تمہارے بروچ کا سارا قصّہ معلوم ہو گیا تھا۔

امّی :۔ میرا بروچ؟ لیکن کیسے؟ کس نے اُسے بتایا؟

ابّا :۔ کرسٹین نے۔

امّی :۔ (غصّے سے) کیوں؟

ابّا :۔ کیا خبر۔

امّی :۔ (وہ ایسی تلخی میں اُٹھتی ہے جو ہم نے اب تک اس میں نہیں دیکھی اور پکارتی ہے) کرسٹین! کرسٹین!

کرسٹین :۔ (پینٹری سے نکلتے ہوئے وہ پلیٹ پونچھ رہی ہے) امّی! آپ مجھے بلا رہی

ہیں ؟

امّی :- ہاں۔ کرسٹین ! کیا میرے بروچ کے متعلق تم نے کیڑن کو بتایا تھا ؟

کرسٹین :- (ڈر کر لیکن مضبوطی سے۔ دائیں طرف) ہاں۔

امّی :- (اس کے برابر برابر میز کے دائیں جانب (کو) ہٹ کے) کس لئے ؟

کرسٹین :- جس چھچھورپن سے وہ اس ڈریسنگ سٹ سے متعلق حرکتیں کر رہی تھی وہ مجھے ناپسند تھیں۔

امّی :- یہ کوئی وجہ نہیں، تم نے اس کو غمگین کر دیا ! اور تمہاری وجہ سے وہ ڈرامے میں اچھا پارٹ ادا نہیں کر سکی۔

کرسٹین :- خیر، اس نے آپ کو غمگین کر دیا تھا۔ اس کی خود غرضی کی وجہ سے آپ کو اپنا بروچ بیچنا پڑا۔

امّی :- (اس کی طرف جاتے ہوئے) اس سے تمہیں کوئی مطلب نہیں تھا۔ میں نے اپنی مرضی سے بروچ دیا تھا، تم کو فیصلہ کرنے کا کوئی حق نہیں اور تم یہ بھی جانتی ہو کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ اسے اس بات کا علم نہ ہو۔ کرسٹین ! میں تم سے ناراض ہوں۔

کرسٹین :- میں معافی چاہتی ہوں لیکن مجھے اس بات کا افسوس نہیں کہ میں نے اُسے بتا دیا۔ (وہ پنیٹری کی طرف واپس چلی جاتی ہے۔ چہرے پر سرکشی ظاہر ہے)

ابّا :۔ کرسٹین ضدی لڑکی ہے۔

(بائیں طرف سے کیٹرن اور نیلس گھر کے باہر پہنچتے ہیں۔ وہ لمپ کی روشنی میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں، کیٹرن خوفزدہ سی نظر آتی ہے، نیلس اس کے کاندھے پر تھپکی دیتا ہے۔ وہ اندر جاتی ہے۔ اور نیلس اس کے پیچھے پیچھے ہے۔ امّی تجسّس آمیز نگاہوں سے کیٹرن کی طرف دیکھتی ہے۔ کیٹرن اپنا سر دوسری طرف پھیر لیتی ہے اور ٹوپی اور کوٹ اتارتی ہے، پھر کوئی چیز کوٹ کی جیب سے باہر نکالتی ہے)

نیلس :۔ ابّا! میٹنگ میں کیا فیصلہ ہوا؟

ابّا :۔ ہم کل کام پر جائیں گے۔

نیلس :۔ بہت اچھا۔ کیوں امّی۔؟

امّی :۔ (میز کی بائیں جانب بیٹھ کر اور غیر حاضر دماغی سے) ہاں، بہت اچھا!

کیٹرن :۔ (امّی کے نزدیک آتے ہوئے) امّی ...... یہ ہے آپ کا بروچ (وہ امّی کو دیتی ہے) میں معافی چاہتی ہوں کہ میں ڈرامے میں پارٹ خوبی سے نہیں کر سکی. میں پلیٹیں دھونے میں کرسٹین کی مدد کو جا رہی ہوں۔

(وہ مڑ کر پینٹری کی طرف چلی جاتی ہے)

امّی :۔ (نہیں کاغذ کی تہ کھول کر بروچ نکالتے ہوئے) مسٹر شیلر نے اُسے واپس

دے دیا ہے؟

نیلس :- (میز سے پرے گزرتے ہوئے) اس بروچ کو لینے کے لئے ہم اس کے گھر گئے تھے وہ تو اڑ گیا تھا۔ یہ بروچ وہ اپنی بیوی کو اس کی سالگرہ کے موقع پر تحفہ دینا چاہتا تھا لیکن کیرن نے بہت ہی منت سماجت کی —— حد سے زیادہ —— اس نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ وہ اس بروچ کے لئے چھٹیوں میں اس کی دکان پر کام کرنے کو تیار ہے۔

ابّا :- (متاثر ہو کر) اچھا؟ اچھا؟

امّی :- پھر مسٹر شلیر نے کیا کہا؟

نیلس :- آخر اس نے کہا کہ کام کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اس پر بھی اس نے اسے کام دے دیا ہے۔ وہ پچھلے پہر اس کے لئے کام کرے گی اور وہ اُسے ہفتہ میں تین ڈالر دیا کرے گا۔

امّی :- اور ڈریسنگ سٹ —— اس نے واپس دے دیا؟

نیلس :- ہاں۔ امّی! وہ تو بہت ہی پریشان ہو گئی تھی۔ اُسے بہت دُکھ ہوا تھا۔ بڑی اچھّی لڑکی ہے۔ اچھا، میں تو اب شب بخیر کہوں تو بہتر ہو گا۔ صبح سویرے اُٹھنا ہے!

ابّا :- شب بخیر نیلس!

نیلس :- شب بخیر ابّا! (وہ پیچھے کی طرف جاتا ہے)

امّی :- شب بخیر نیلیس۔

ابّا :- نیلیس بھی بڑا نرم دِل لڑکا ہے (وہ امّی کی کافی کی پیالی میں کچھ انڈیلنا چاہتا ہے لیکن وہ پیالی پر اپنا ہاتھ رکھ کر اُسے روک دیتی ہے۔) بس ؟

امّی :- (اُٹھ کر دائیں طرف جاتے ہوئے بلاتی ہے) کیٹرن! کیٹرن!

کیٹرن :- (پینٹری کے دروازے پر آتے ہوئے) کیا ہے امّی ؟

امّی :- (میز کی دائیں جانب بیٹھتے ہوئے) اِدھر آؤ بیٹی۔ (کیٹرن اس کے نزدیک آتی ہے امّی بروچ باہر نکالتی ہے) یہ تم پہن لو۔

کیٹرن :- نہیں . . . . . امّی یہ آپ کا ہے۔

امّی :- یہ تمہارے امتحان پاس کرنے کا تحفہ ہے۔ میں خود لگاؤں گی۔ (وہ پن کیساتھ بروچ کیٹرن کے لباس پر لگا دیتی ہے)

کیٹرن :- (آنکھوں میں آنسو بھر کر) میں ہمیشہ اسے پہنوں گی۔ میں اسے ہمیشہ اپنے پاس رکھوں گی۔

امّی :- کرسٹین کو چاہیئے تھا کہ وہ تمہیں نہ بتاتی۔

کیٹرن :- (دائیں طرف نیچے جاتے ہوئے) میں بڑی خوش ہوں کہ اس نے مجھے بتا دیا۔

ابّا :- اور میں بھی بڑا خوش ہوں۔ (وہ شکر کی ڈلی کافی میں بھگو کر سامنے کرتا ہے۔) کیٹرن! ۔

کیٹرن :- (ابھی تک اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ وہ انکار میں سر ہلاتی ہے) ابّا! میں معافی

چاہتی ہوں۔ میں......... میرا دل نہیں چاہتا۔ (وہ میز کی نچلی طرف سے ہو کر کھڑکی کے نیچے صندوق پر بیٹھتی ہے اس کی پشت کمرے کی طرف ہے۔)

ابّا :۔ اچھا۔ اچھا۔ (وہ الماری کی طرف جاتا ہے)

امّی :۔ تمہیں کیا چاہیئے لارنس؟

(وہ جواب نہیں دیتا۔ ایک پرچ اور پیالی نکالتا ہے۔ پھر میز کے قریب آکر وہ پیالی کافی سے بھرتا ہے۔ اور کیٹرن کو پیالی کی طرف سر سے اشارہ کرتا ہے۔ امّی بھی خوش ہو کر سر ہلاتی ہے۔ اور دیکھتی ہے کہ وہ کتنی کافی ڈال رہا ہے۔ پھر اس پیالی کو ملائی سے بھر دیتی ہے۔ اور پیالی کیٹرن کی طرف بڑھاتی ہے)

ابّا :۔ کیٹرن! (وہ سر پھیر کر دیکھتی ہے۔ اور وہ پیالی اٹھا کر اس کے سامنے کرتا ہے)

کیٹرن :۔ (یقین نہ کرتے ہوئے) میرے لئے؟

ابّا :۔ ہماری اس بیٹی کے لئے جو اب بڑی ہو گئی ہے۔ (امّی سر ہلاتی ہے وہ ابّا کے بازو میں بازو ڈال کر کھڑی ہے۔ کیٹرن پیالی اٹھا کر منہ کے قریب لے جاتی ہے۔ پھر جذبات اس پر غالب آجاتے ہیں۔ وہ جلدی سے ابّا کے ہاتھ میں تھما کر کمرے سے باہر بھاگ جاتی ہے) یہ کیٹرن بھی بڑے ڈرامائی انداز کی لڑکی ہے۔ یہ اچھی بات نہیں ہوئی۔ یہ اس کی زندگی کی پہلی کافی کی پیالی تھی۔ اور اس نے

پینے سے انکار کر دیا۔

امّی :- اتنی رات گئے شاید اس کیلئے کافی مفید بھی نہ ہوتی۔

ابا :- (مسکراتے ہوئے) مارتھا تم بھی بڑی باعمل قسم کی عورت ہو۔

امّی :- لارس! یہ کافی تم پی لو۔ یونہی ضائع ہو جائے گی۔ (وہ اس کی طرف دھکیل دیتی ہے)

(روشنیاں مدھم ہو جاتی ہیں۔ پردے گرتے ہیں۔ بائیں گھومنے والی میز پر روشنی ہوتی ہے۔ پردہ اُٹھتا ہے تو جینی کے مکان کا ایک کمرہ سامنے ہے۔ میز پر ٹیلیفون ہے۔ جس پر ٹرینہ باتیں کرتی ہوئی نظر آتی ہے)

ٹرینہ :- (فون پر باتیں کرتے ہوئے) ہاں پیٹر! ہاں پیٹر! میں جانتی ہوں پیٹر! لیکن ہمیں اس بات کا علم نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ بہت مدت ہوئی کہ ہم نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جلدی ہی آجائے گا۔ ہاں۔ میں جانتی ہوں پیٹر۔ میں جانتی ہوں...... (تسلیم کرتے ہوئے) ہاں پیٹر بالکل ٹھیک ہے پیٹر۔ احمد باقی ورنگ ہیں، آہ پیٹر! تم تو جانتے ہو میں کس قدر چاہتی ہوں۔ خدا حافظ پیٹر۔ (وہ ٹیلیفون کا ریسیور لگا دیتی ہے اور سر پھیر کر جینی کو دیکھتی ہے جو آکر اس کے پیچھے کھڑی ہو گئی ہے۔ وہ ٹوسٹ اور جام کھا رہی ہے)

جینی :۔ یہ کیا بات ہو رہی تھی ؟

ٹرینہ :۔ پیٹر کہہ رہا تھا کہ اب ہم چچا کرس کا زیادہ انتظار نہیں کر سکتے۔ اس کا خیال ہے کہ ہمیں ابھی دعوتی رقعے بھیج دینے چاہئیں۔ وہ بہت اصرار کر رہا تھا۔ بعض اوقات تو پیٹر اپنی بات منوا کے ہی چھوڑتا ہے۔ . . . . . جب وہ میرے ساتھ اکیلا ہو !

(ٹیلیفون کی گھنٹی پھر بجتی ہے۔ جینی جواب دیتی ہے۔ وہ ٹوسٹ میز پر پر رکھ دیتی ہے۔ جو ٹرینہ اٹھا کر کھانے لگتی ہے)

جینی :۔ یہ مسز سٹین برگ کا بورڈنگ ہاؤس ہے۔ مسز سٹین بول رہی ہے۔ اوہ اچھا ! مارٹا کیا بات ہے ؟

(وہ سنتی ہے)

(دائیں طرف سے گھومنے والی پلیٹ فارم پر سپاٹ لائیٹ ہے۔ امی ظاہر ہوتی ہے جو دیوار سے لگے ہوئے ٹیلیفون پر بول رہی ہے۔ وہ ٹوپی اور کوٹ پہنے ہے اور کھلا ہوا ٹیلیگرام اس کے ہاتھ میں ہے)

امی :۔ جینی ! چچا کرس کے متعلق کہہ رہی ہوں۔ مجھے تار ملا ہے۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر ہم اس کا منہ دیکھنا چاہتے ہیں تو فوراً چلے آئیں۔

جینی :۔ وہ کہاں ہے ؟

امی :۔ (تار کی طرف دیکھتے ہوئے) یہ آیا ہے . . . . . اس جگہ کو کہتے ہیں اوکی ہا۔

نیلس کہتا ہے کہ یہ جگہ سان فرانسسکو سے شمال کی جانب ہے۔

جینی تار کس نے بھیجا ہے؟

امّی :۔ نام نہیں لکھا۔

جینی :۔ وہی ...... عورت؟

امی :۔ مجھے معلوم نہیں جینی۔ شاید اسی کی طرف سے ہو۔

جینی :۔ میں نہیں جاؤں گی۔ (درمیانی پردے سے سیگرڈ اندر آتی ہے وہ ٹوپی اور کوٹ پہنے ہے۔ وہ سودا لانے والا تھیلا اُٹھائے ہوئے ہے جس میں سبزی بھری ہوئی ہے جینی اس سے علیحدگی میں سرگوشی سے بات کرتی ہے) چچا کرس کے متعلق ہے۔ مارتا کہہ رہی ہے کہ وہ مر رہا ہے۔ (پھر ٹیلیفون میں بات کرتی ہے) یہ تار مجھے کیوں بھجوایا گیا ہے؟ میں سب سے بڑی ہوں۔

امّی :۔ جینی! یہ وقت جھگڑنے کا نہیں کہ سب سے بڑا کون ہے۔ چچا کرس مر رہا ہے۔

جینی :۔ مجھے یقین نہیں آتا۔ وہ بڑا ڈھیٹ ہے وہ کیسے مر سکتا ہے۔ (پیچھے سے نیلس آتا ہے اور امّی کو کاغذ کا ٹکڑا دیتا ہے) میں نہیں جاؤں گی۔

امّی :۔ جینی! میں بحث نہیں کرنا چاہتی۔ گیارہ بجے گاڑی جاتی ہے۔ چار گھنٹے میں وہاں پہنچیں گے۔ تم سیگرڈ کو بلا لو۔

جینی :۔ سیگرڈ یہیں ہے۔

امی :۔ اچھی بات، اُسے بتا دو۔

جینی :۔ یہ کیا نام لیا تھا تم نے اس جگہ کا؟

امی :۔ اوکی ہاں۔ (نارویجی زبان میں اس کا تلفظ ادا کرتے ہوئے) ا ــــ و ــــ ک

ــــ ی ــــ ہ ــــ ا ۔

جینی :۔ میں نہیں جاؤں گی۔

امی :۔ یہ فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے۔ (وہ ٹیلیفون کا رسیور لٹکا دیتی ہے۔ وہاں سے سپاٹ

لائیٹ ہٹ جاتی ہے)

سیگرڈ :۔ چچا کرِس مر رہا ہے!

جینی :۔ گناہوں کی سزا۔

ٹرینہ :۔ آخر وہ بڑھا تو ہے ہی، یہی وقت اس کے جانے کا ہے۔

جینی :۔ چار گھنٹے تو گاڑی کا راستہ ہے۔ اور شائید وہاں رات بھی ٹھہرنا پڑے۔ اور یہ

سارا خرچ اس لئے کہ ہم ایک بدبخت بڈھے کو مرتا دیکھیں۔

سیگرڈ میں جانتی ہوں لیکن .... اس کی وصیت بھی

تو ہوگی ....

جینی :۔ ہونہہ ــــ فرض کیا کہ اس نے کچھ بچا کے بھی رکھا ہے تو کیا تم نہیں جانتیں کہ

وہ کس کے لئے چھوڑے گا؟

سیگرڈ :۔ ہاں اس کے باوجود وہ تو اب مر رہا ہے۔ اور خون پانی سے گاڑھا ہوتا ہی ہے۔

اور خاص طور پر جبکہ خون نارویجے کا ہو۔ میں تو جاؤں گی۔ ان کو بھی ساتھ لیتی جاؤنگی۔

چچا اُس بچوں کو بہت پیار کیا کرتا تھا۔

ٹرینہ :۔ میں بھی سیگرڈ سے متفق ہوں۔ میرا خیال ہے ہمیں جانا ہی چاہیئے۔

جینی :۔ خیر تم تو وہاں نہیں جا سکتیں۔

ٹرینہ :۔ کیوں نہیں؟

جینی :۔ اس عورت کی وجہ سے۔ تم ایسی عورت سے ملاقات نہیں کر سکتیں۔

ٹرینہ :۔ کیوں نہیں؟ اگر تم دونوں .....

سیگرڈ :۔ ہماری بات اور ہے ہم شادی شدہ ہیں۔

ٹرینہ :۔ میری بھی منگنی ہو چکی ہے۔

جینی :۔ بڑا فرق ہے اس میں۔

سیگرڈ :۔ بہت ہی فرق ہے اس میں۔

ٹرینہ :۔ فضول بات ہے۔ میں ایسی عورت سے آج تک نہیں ملی اور پھر شاید کبھی ملنے کا موقعہ ہی نہ ملے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی تو ہے کہ شاید وہ اپنی وصیّت میں تبدیلی کر دے۔ اور میرے جہیز کا معاملہ تم بھول ہی گئیں۔ کیا ہم پیٹر کو بھی وہاں لے چلیں؟

جینی :۔ پیٹر تمہارا کلسن؟ وہ کس لیئے؟

ٹرینہ :۔ بات یہ تھی۔ میرا خیال تھا کہ .... میرا مطلب تھا کہ اس کا پیشہ ....

جینی ۔ مریہ تم تو احمق ہی رہیں ۔ یہ بات کون نہیں جانتا کہ جان کنی کے عالم میں مرنے والا
گورکن کی منحوس شکل کبھی دیکھنا پسند نہیں کرے گا ۔

(تاریکی ۔ گھومنے والا پلیٹ فارم گھوم جاتا ہے ۔ سپاٹ لائٹ کیٹرن
پر پڑتی ہے جو وسط میں دائیں طرف کھڑی ہے ۔ وہ سکول کی لڑکیوں
کی ٹوپی پہنے ہے)

کیٹرن ۔ جب امی نے مجھے ساتھ چلنے کو کہا تو مجھ میں ذرا جوش سا پیدا ہو گیا ۔ اور اسکے
ساتھ ہی ذرا خوفزدہ ہو گئی ۔ جوش اس لئے پیدا ہوا کہ گاڑی کے لئے ہمو سے
ساتھ سے جانا بڑی دلچسپ چیز ہوتی ہے ۔ گویا کوئی شخص پک نک پر جا رہا ہے
اور ڈر اس لئے گئی تھی کہ میں موت کا منظر دیکھنے کے لئے جا رہی تھی ۔ اگرچہ میں
نے اپنے آپ سے کہا تھا کہ تم تو مصنفہ بننے والی ہو ۔ اور تمہیں ہر بات کا تجربہ
حاصل کرنا چاہیئے ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے یہ توقع بھی تھی کہ وہاں پہنچنے پر
سارا معاملہ ختم ہو چکا ہو گا ۔ (وہ وسط کی طرف چلتی ہے ۔ اور پھر سیڑھیوں پر چڑھتی
ہے) جب ہم وہاں پہنچے تو پچھلا پہر ہو چکا تھا ۔ سٹیشن پر ہم نے ہالورکس فارم
کے متعلق دریافت کیا تو وہ شخص ہماری طرف حیرت سے دیکھنے لگا ۔ ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ چچا کرس وہاں بھی بڑا عجیب و غریب آدمی تصور کیا جاتا تھا ۔ وہ فارم
شہر سے تین میل دور تھا ۔ ایک بالکل غیر آباد اور لاوارث سی جگہ پر ۔ وہاں لمبی
لمبی گھاس اور لمبے لمبے درخت تھے ۔ اور بوٹیوں کی بو آ رہی تھی ۔ ہم جنگلوں میں بنا

کر گیبٹ میں داخل ہوئے (یہ جلوس دائیں طرف سے اندر آتا ہے۔ کیٹرن۔ امّی جینی۔ ٹریزہ۔ سیگرڈ اور ارآن نظر آتے ہیں) سیڑھیوں پر وہ عورت ہمارا خیر مقدم کرنے کے لئے آئی۔

(یہ جلوس وسط کی طرف جاتا ہے اور پھر اُوپر چڑھنے لگتا ہے۔ وہ عورت پردے سے نکل کر ایک سیڑھی نیچے اُترتی ہے۔ خالائیں تو بے حس و حرکت کھڑی ہو جاتی ہیں۔ امّی اس کے نزدیک جاتی ہے)

امّیؔ :۔ اب اس کا کیا حال ہے؟ کیا وہ ......؟

عورت :۔ (پُر متانت اطمینان کے ساتھ) اندر آئیے (وہ پردہ ایک طرف کرتی ہے۔ امّیؔ اندر جاتی ہے۔ کیٹرن اس کے پیچھے پیچھے ہے اور متجسّسانہ نگاہوں سے اس عورت کی طرف دیکھتی ہے۔ خالائیں اکڑی ہوئی اس کے قریب سے گزر جاتی ہیں۔ سیگرڈ نے ارآن کو اس طرح پکڑ رکھا ہے کہ کہیں وہ اس عورت سے نہ چھُو جائے۔ وہ پردے کے پیچھے غائب ہو جاتی ہیں۔ وہ عورت ایک لمحہ کے لئے کھڑی رہتی ہے۔ اور اس کی نگاہیں کہیں دُور لگ جاتی ہیں۔ پھر وہ بھی پردے کے پیچھے چلی جاتی ہے)

(پردے اُٹھتے ہیں۔ چچا کرس کی خوابگاہ۔ یہ بڑی سادہ اور میلی کچیلی سی جگہ ہے۔ کمرے کا دروازہ پیچھے سے ہے۔ بائیں دیوار میں ایک کھڑکی ہے جس کے سامنے پردے لٹک رہے ہیں۔ پردے کھُلے ہوئے ہیں۔

سامنے ایک منہ دھونے کا سٹینڈ ہے۔ کھڑکی میں سے پچھلے پہر کی دھوپ کی کرنیں بستر پہ پڑ رہی ہیں جہاں چچا کرس لیٹا ہوا ہے۔ اس کے پیچھے دو تکیے ہیں۔ دائیں طرف پہلو پہ ایک چھوٹا سا میز ہے جس پہ پانی کی ٹھلیا رکھی ہے گلاس اس کے ہاتھ میں ہے۔ امّی اس کی دائیں طرف کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور جیلینی بائیں طرف۔ باقی کھڑکی کے قریب کھڑے ہیں۔ وہ عورت وہاں موجود نہیں۔)

چچا کرس :۔ (امّی کو خالی گلاس دیتے ہوئے) مجھے اور دو۔ تم مجھے اور دو۔ ابھی بوتل میں کچھ اور باقی ہے۔

امّی :۔ چچا کرس! اب یہ مفید نہیں ہوگی۔

چچا کرس :۔ یہ ہمیشہ مفید ہوتی ہے (جیلینی کی طرف دیکھتے ہوئے) اور اب تو خاص طور پر۔

جیلینی :۔ (مضبوطی سے) چچا کرس! میرا خیال ہے کہ تم اس بات کو محسوس نہیں کر رہے کہ ......

چچا کرس :۔ میں کیا محسوس نہیں کر رہا؟ یہ کہ میں مر رہا ہوں؟ اگر یہ بات نہ ہوتی تو تم یہاں کیوں آتیں۔ اور کس بات کے لئے تم مجھے گھور کر دیکھ رہی ہو؟ (وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جاتا ہے) چلی جاؤ۔ چلی جاؤ۔ میں تمہیں دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ چلی جاؤ۔

جیلینی :۔ اچھی بات۔ اچھی بات۔ اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو ہم باہر برآمدے میں انتظار

کریں گی۔ (وہ دروازے کی طرف جاتی ہے)

چچا کرس:۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ تم باہر برآمدے ہیں رہو۔ (جینی باہر جاتی ہے۔ زرینہ اس کے پیچھے ہے۔ سیگرڈ بھی باہر جانے لگتی ہے کہ چچا کرس اسے روکتا ہے) رکو۔ وہ ارن ہے؟ ارن اِدھر آؤ۔ (سی گرڈ آرن کو آگے کی طرف کرتی ہے وہ بستر کے قریب جاتا ہے) تمہارا گھٹنا کیسا ہے؟

ارن:۔ اب ٹھیک ہے چچا کرس۔

چچا کرس:۔ اب درد تو نہیں ہوتا؟ اب گالی تو نہیں دیتے؟

ارن:۔ ن...... نہیں چچا کرس۔

چچا کرس:۔ اب اچھی طرح چل سکتے ہو۔ بالکل اچھی طرح۔ مجھے ذرا چل کر دکھاؤ۔ اس کمرے کا چکر لگاؤ (ارن ایسا ہی کرتا ہے) تیز۔ اور تیز۔ دوڑو۔ دوڑو۔ (آرن ایسا ہی کرتا ہے) بہت اچھا۔

سیگرڈ:۔ (حوصلہ پاکر آگے بڑھتی ہے) چچا کرس! آرن ہمیشہ سے تمہیں بہت چاہتا ہے.......

چچا کرس:۔ (چیخ کر) میں نے کہا تم سب چلی جاؤ باہر۔ مارتا کے سوا۔ (کیٹرن بھی خالاؤں کے ساتھ باہر نکلنے لگتی ہے) اور کیٹرن! کیٹرن اور میرا ایک راز ہے۔ کیٹرن تمہیں یاد ہے؟

کیٹرن:۔ ہاں چچا کرس۔

امّی :- چچا کرس! تم لیٹ جاؤ۔

چچا کرس :- پھر مجھے شراب دو گی؟

امّی :- نہیں چچا کرس۔

چچا کرس :- اب جو بوتل میں بچ رہی ہے اس کو ضائع تو نہیں کرنا چاہیئے۔ تم شراب نہیں پیتیں۔ جب میں چلا گیا تو پھر کون پئے گا۔ اب یہ مجھے اور کیا نقصان پہنچائے گی؟ بہر حال اب مرنے والا ہوں۔ مجھے دے ڈالو (امّی ہاتھ مُنہ دھونے والے سٹینڈ کی طرف جاتی ہے اس کیلئے پیالی میں وسکی ڈالتی ہے۔ اور پھر اس میں پانی ملاتی ہے اور اس کے پاس لے جاتی ہے۔ اور اس کے قریب بستر پہ بائیں طرف بیٹھ جاتی ہے۔ وہ شراب پیتا ہے۔ پھر وہ اس کی طرف مُڑ کر دیکھتا ہے اور اپنی کہنی پر جُھکتا ہے) مارٹا! میں نے کبھی کوئی وصیت نہیں لکھی۔ میرے پاس آتنا روپیہ ہی نہیں تھا۔ تم یہ فارم بیچ ڈالنا۔ اس سے کچھ زیادہ روپیہ تو نہیں ملے گا۔ اور میرے پاس مدّت سے روپیہ نہیں ہے۔ اور رہن کا معاملہ بھی ہے اور کافی رقم۔ لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ بچ رہے گا۔ شاید دو تین سو ڈالر۔ تم یہ جُسّی کو دے دینا۔

امّی :- جُسّی؟

جسّی براؤن۔ میری خادمہ۔ لیکن میں تم سے ایسا کیوں کہوں۔ تم تو سمجھتی ہو۔ وہ میری عورت ہے۔ بارہ برس سے میری عورت ہے۔ میری بیوی ہی سمجھو۔

صرف اس سے شادی نہیں کر سکا۔ اس کا خاوند خدا جانے کہاں زندہ ہے
وُہ نرس کا کام کرتی تھی ۔ وُہ بیمار ہو گئی۔ میں اُسے یہاں لے آیا۔ وُہ اچھی ہو گئی
مارٹا! تمہارے لئے کچھ روپیہ نہیں بچے گا۔ ہمیشہ میری خواہش تھی کہ میرے
پاس کچھ روپیہ ہوتا تو نیلس کو ڈاکٹر بناتا۔ لیکن اور بہت سے کام آ پڑتے
رہے.......... کچھ جلدی کے کام۔ اور اب وقت نہیں رہا کہ میں
کچھ زیادہ روپیہ کما سکوں۔ روپیہ رہا نہیں۔ لیکن تم بہر حال نیلس کو ڈاکٹر ضرور
بنانا۔ تمہیں یہ بات پسند ہے نا؟

امّی :۔ یقیناً چچا کرس۔ میں اور لارنس بھی اس کے لئے یہی چاہتے ہیں۔ دُکھی لوگوں
کی امداد کرنا......

چچا کرس :۔ اس دُنیا میں سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ اس سے تمہارے اندر خدا کی
یاد پیدا ہو جاتی ہے۔ میں بھی ـــــ ہمیشہ سے میری خواہش تھی کہ میں
بھی ڈاکٹر بنوں میں یہی چاہتا تھا۔ نیلس میرے لئے یہ کام کرے گا۔

امّی :۔ چچا کرس! وہ ضرور کرے گا۔

چچا کرس :۔ بہت اچھی بات۔ (وہ اس کے ہاتھ کو تھپکتا ہے) تم بہت اچھی ہو۔ میری
ننھی! تم آگئیں۔ میں بڑا خوش ہوں۔ (وہ بے قرار ہو کر اپنا سر ہلاتا ہے)
جیسی کہاں ہے؟

امّی :۔ میرا خیال ہے کہ وہ باہر انتظار کر رہی ہے۔

چچا کرس :- اگر وہ اندر آجائے تو تم بُرا تو نہیں مانو گی ؟

امّی :- بالکل نہیں چچا کرس ۔

چچا کرس :- تم اُسے بُلا لو ۔ میں اب چاہتا ہوں کہ تم دونوں یہاں موجود ہو ۔ (امی جاتی ہے وہ جلدی سے کیٹرن کو دیکھتا ہے ۔ جس کی طرف اب تک دھیان نہیں دیا گیا تھا اور وُہ غور سے باتیں سُن رہی تھی ۔ چچا کرس کیٹرن کو نزدیک آنے کا اشارہ کرتا ہے ۔ وہ بستر کے نزدیک کرسی پہ بیٹھ جاتی ہے) کیٹرن ! تمہاری امی نے مجھے لکھا تھا کہ تم نے اب کافی پینا شروع کر دی ہے ۔ (وہ سر ہلاتی ہے ۔ وہ اس کی طرف بڑے پیار سے دیکھتا ہے) کیٹرن اب مُصنف بن جائے گی ۔

...... اب تم مجھ سے خوفزدہ نہیں ہو ؟

کیٹرن :- نہیں چچا کرس ۔

چچا کرس :- شائد ایک دن تم اپنے چچا کرس کے متعلق کہانی لکھو ۔ اگر میں یاد رہ گیا تو ---

کیٹرن :- (سرگوشی میں) میں یاد رکھوں گی ۔

(امّی اس عورت کے ساتھ واپس آتی ہے ۔ وہ اس کے بستر کے قریب آ کر کھڑی ہوتی ہے ۔ امّی بائیں جانب اور وہ عورت دائیں جانب ہے)

چچا کرس :- (یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ درد سے بہت تھک گیا ہے) میں یہ چاہتا ہوں کہ تم دونوں اس وقت میرے نزدیک رہو ...... اس وقت اور میرا خیال ہے کہ بہتر ہوگا کیٹرن اس وقت باہر چلی جائے ۔ الوداع

کیپٹن ! (پھر وہ ناروی زبان میں کہتا ہے) الوداع کیپٹن۔

کیپٹن :- الوداع چچا کرس۔

چچا کرس :- جیسے میں نے کہا تھا ناروی زبان میں کہو۔

کیپٹن :- (ناروی زبان میں) الوداع چچا کرس۔ (باہر چلی جاتی ہے۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہیں)

چچا کرس :- بس تم دونوں کا تعارف تو کرا دوں۔ یہ میری بھتیجی مارٹا ہے۔ میری بھتیجیوں میں سے یہی ایک بھتیجی ہے جس کو میں پسند کرتا ہوں۔ اور یہ جیسی ہے۔ اس نے مجھے میری زندگی میں بہت خوشی دی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(بستر کے اوپر سے ہی دونوں عورتیں ہاتھ ملاتی ہیں)

امی :- میں تم سے مل کر بہت خوش ہوئی۔

جیسی :- اور میں بھی۔

چچا کرس :- (جب وہ ہاتھ ملاتی ہیں) بہت اچھا۔ اور اب تم مجھے شراب کا ایک اور گلاس دو۔ تم بھی میرے ساتھ پیو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تم دونوں۔ اس طرح بوتل ختم ہو جائے گی ٹھیک ہے۔ (جیسی اور امی دونوں ایک دوسرے کو دیکھتی ہیں)

امی :- بہت اچھا چچا کرس۔

چچا کرس :- خوب جیسی! بہترین گلاس نکالو۔ (امی کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے) جیسی شراب پینا پسند نہیں کرتی۔ لیکن یہ تو خاص موقعہ ہوا نا۔ (جیسی دیواری الماری میں

سے تین گلاس باہر نکالتی ہے) وقت کیا ہوگا؟

امّی :- ساڑھے چار بجنے والے ہیں چچا کرس۔

چچا کرس :- اس مکان میں پچھلے پہر ہی دُھوپ آتی ہے۔ ذرا یہ پردے کھول ڈالو۔ آنکھیں چندھیا رہی ہیں (امّی جا کر کھڑکی کے پردے ساتھ ملاتی ہے۔ سٹیج پر اندھیرا ہو جاتا ہے۔ جبتی تین گلاسوں میں شراب ڈالتی ہے۔ دو گلاسوں میں پانی ملاتی ہے۔ تیسرے میں پانی ملانے لگتی ہے۔ کہ چچا کرس اُسے روک دیتا ہے) نہیں نہیں۔ میں بغیر پانی کے پیوں گا۔ آخری جام بغیر پانی کے ہوتا ہے ہمارے ملک ناروے کا یہی دستور ہے۔ (امّی کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے) سچ ہے نا؟ (جبتی بستر پر اس کے قریب بیٹھ جاتی ہے اور اُسے شراب پلانا چاہتی ہے۔ لیکن وہ اُسے ایک طرف کر دیتا ہے) نہیں نہیں۔ مجھے تمہارے سہارے کی ضرورت نہیں میں خود پیوں گا (وہ اس سے گلاس لے لیتا ہے۔) مارٹا کو اس کا گلاس دے دو۔ (جبتی امّی کو گلاس دے دیتی ہے۔ دونوں عورتیں چارپائی کے دائیں بائیں کھڑی ہو جاتی ہیں اور گلاس ان کے ہاتھ میں ہیں۔) الو .... الوداع۔

جبتی :- (اس کے گلاس کے ساتھ اپنا گلاس چھوتے ہوئے) الوداع۔

امّی :- (وہ بھی اسی طرح کرتی ہے) الوداع۔

(تینوں پیتے ہیں۔ آہستہ آہستہ روشنی مدھم پڑتی جاتی ہے۔ پردے گرتے ہیں۔

سپاٹ لائٹ دائیں طرف گھومنے والے پلیٹ فارم کو جاتی ہے۔ ایک برآمدہ جس میں ایک بنچ رکھی ہے اور ایک کرسی ہے وہاں تینوں خالائیں بیٹھی ہیں۔ جینی کرسی پر اونگھ رہی ہے)

سیگرڈ :۔ (اپنے رومال کو ہلاتے ہوئے) یہاں مچھر بہت ہیں۔ انہوں نے تو مجھے کاٹ کھایا ہے۔

ٹرینہ :۔ سورج غروب ہونے کو آئے تو مچھر زیادہ ہو جاتے ہیں۔ (وہ ایک مچھر پکڑتی ہے)

جینی :۔ (بیدار ہوتے ہوئے) میں تمہارے ساتھ نہ ہی آتی تو اچھا تھا۔ اس طرح توہین ہوئی .... کمرے سے باہر نکالی گئی .... اور اب کئی گھنٹے سے یہاں بیٹھے ہیں کافی کا ایک پیالہ تک نہیں ملا۔

سیگرڈ :۔ اگر مجھے باورچی خانے کا پتہ ہو تو تمہیں کافی بنا دوں۔

جینی :۔ اس عورت کا باورچی خانہ؟ وہاں کی چیز تو میرے لئے زہر ہے (اٹھتے ہوئے) میں تو اب گھر واپس جا رہی ہوں۔ ٹرینہ تم میرے ساتھ چلو گی؟

ٹرینہ :۔ ہمیں کچھ تھوڑی دیر اور انتظار کر لینا چاہیئے۔ آخر آپ جانتے ہیں کہ ان معاملوں میں جلدی نہیں ہوتی .... میرا مطلب ہے کہ .... اوہ (گھبراہٹ میں رک جاتی ہے کہ اس نے کیا کہہ ڈالا ہے)

جینی :۔ (سیگرڈ سے) اور تم وصیت کے متعلق بہت کچھ کہہ رہی تھیں۔ ہمیں بھی بات کرنے

کا موقعہ ملتا۔

ٹریزیہ :۔ ممکن ہے مارٹا اس کے متعلق بات کہ رہی ہو۔

(امّی وسط کے پردے سے باہر آتی ہے)

جینی :۔ کیا ہُوا؟

امّی :۔ چچا کریس...... مر چکا ہے۔

(خاموش وقفہ)

جینی :۔ (اپنی عادت کے خلاف ذرا نرمی سے) کیا اُس نے و...... وصیّت کے متعلق کوئی بات کی؟

امّی :۔ اس نے کوئی وصیّت نہیں کی۔

جینی :۔ تو پھر اس کا مطلب ہے کہ.......... ہم ہی تو اُس کے نزدیکی رشتہ دار ہیں۔

امّی :۔ اس کے پاس کوئی روپیہ نہیں تھا۔

سیگرڈ :۔ تمہیں کیسے معلوم ہُوا؟

امّی :۔ اس نے مجھے بتا دیا تھا۔

(وہ ایک چھوٹی سی نوٹ بک باہر نکالتی ہے جو اپنے ساتھ لائی تھی)

جینی :۔ یہ کیا ہے؟

امّی :۔ اس میں سارا حساب کتاب درج ہے۔ جس طرح وہ روپیہ خرچ

کرتا رہا۔

جینی :۔ سارا حساب شراب کے ٹھیکے ہی کا ہوگا۔

امّی :۔ نہیں جینی۔ نہیں۔ میں تمہیں پڑھ کر سناتی ہوں۔ (جینی بیٹھ جاتی ہے) یہ تم جانتی ہو کہ چچا کرس کس طرح لنگڑا ہو گیا تھا۔ وہ ہمیشہ لنگڑا کر چلتا تھا۔ اس کے ذہن میں صرف ایک ہی خیال تھا۔ لنگڑے لوگوں کے متعلق۔ اس کی زندگی کی یہ آرزو تھی کہ وہ ڈاکٹر بن جائے اور ان کی مدد کرے۔ وہ ڈاکٹر نہ بن سکا۔ تو اس نے دوسرے طریقوں سے مدد کرنا شروع کی۔ میں تمہیں صرف آخری صفحہ پڑھ کر سناتی ہوں........ (وہ نوٹ بک میں سے پڑھتی ہے) "جوزف سینیلی۔ عمر چار برس بائیں ٹانگ میں تپ دق کا اثر۔ تین سو تنتیس ڈالر اٹھارہ سنٹ"۔ (وقفہ) "اب وہ چلتا ہے"۔ "ایستا جنسن۔ عمر ۹ برس پاؤں میں خرابی۔ دو سو سترہ ڈالر بچاس سنٹ۔ اب چل پھر سکتا ہے"۔ (آہستہ سے پڑھتی ہے) "ارن سالفلمڈ،...."

سیگرڈ :۔ (چونک کر) میرا ارن

امّی :۔ (پڑھتے ہوئے) "عمر نو برس۔ گھٹنے کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ چار سو بیاسی ڈالر سولہ سنٹ"۔

(کیٹرن اور ارن بائیں طرف سے بھاگے ہوئے سٹیج پر آتے ہیں)

ارن :۔ (بھاگتے ہوئے چیخ کر کہتا ہے) امّی..... امّی کیا کھانا جلدی نہیں ملیگا؟

(وہ رُک جاتا ہے۔ اور حاضرین کی غم زدگی سے متاثر ہو کر اور امیؔ کے آہستہ سے ہاتھ اٹھا کر خاموش رہنے کے اشارے پر) کیا ہُوا؟ چچا کرس۔۔۔؟

امیؔ :۔ (خالاؤں سے) ان کے متعلق آخر میں اس نے کچھ نہیں لکھا۔ میں لکھ دینا چاہتی ہوں ”وہ اب چلتا ہے“۔ ٹھیک ہے؟

سیگرڈ :۔ (بہت ندامت سے) ہاں ٹھیک ہے۔

امیؔ :۔ (پاکٹ بک میں سے پنسل نکالتے ہوئے) شاید یہ بھی لکھ سکتے ہیں کہ ”وہ دوڑتا ہے“ (سی گرڈ سر ہلاتی ہے اس کی آنکھیں تر ہو گئی ہیں۔ ٹرینہ رو رہی ہے۔ امیؔ کتاب میں لکھتی ہے اور پھر بند کر دیتی ہے) بس ختم ہوا۔ سب کچھ ختم ہُوا۔ (وہ جینی کے کاندھے کو چھُوتی ہے) بڑی اچھی طرح معاملہ ختم ہُوا۔

جینی :۔ (ایک لمحہ کے بعد) میں اب جاؤں اور کافی بناؤں۔

(عورت جستی پردوں کے درمیان سے نکل کر سیڑھی پر آتی ہے)

جستی :۔ اگر آپ چاہتی ہیں تو اس وقت جا کر اُسے دیکھ سکتی ہیں۔

(جینی پیچھے مُڑ کر دوسروں کی طرف دیکھتی ہے۔ ذرا تامل محسوس کرتی ہے پھر وہ سر ہلاتی ہے اور اندر چلی جاتی ہے۔ ٹرینہ آنکھیں ملتی ہوئی اس کے پیچھے جاتی ہے۔ سیگرڈ اچانک محبت مادری سے مجبور ہو کر ان کے گلے میں بازو ڈال لیتی ہے اور وہ دونوں بھی اندر چلے جاتے ہیں۔ امیؔ، کیٹرن اور جستی اکیلی رہ جاتی ہیں کیٹرن بائیں طرف کھڑی ہے۔

امیؔ اور حبشیؔ پردوں کے سامنے کھڑی ہیں۔) میں آج رات ہوٹل میں چلی جاؤں گی تاکہ آپ آرام سے یہاں ٹھہر سکیں۔

(وہ جانے لگتی ہے کہ امیؔ اُسے روک لیتی ہے)

امیؔ :۔ ذرا ٹھہرو۔ اب تم کیا کرو گی؟ ...... جب اس کو دفن کر دیا تو ...... تمہارے پاس کچھ روپیہ ہے؟ (حبشیؔ سر ہلاتی ہے۔) ہاں تو تم رہو گی کہاں؟

حبشیؔ :۔ کہیں نہ کہیں ایک کمرہ تلاش کر لوں گی۔ اور ممکن ہے میں پھر نرسنگ کا کام شروع کر دوں۔

امیؔ :۔ کیا کچھ دیر تم سانفرانسیسکو میں ٹھہرو گی۔ ہمارے گھر میں۔ ہمارے پاس جگہ ہے کافی جگہ۔

حبشیؔ :۔ (متاثر ہو کر امیؔ کی طرف جاتے ہوئے) آپ کی بڑی مہربانی! لیکن.......

امیؔ :۔ میں چاہتی ہوں کہ تم وہاں رہو۔ کچھ دیر تو ہماری مہمان بن کے رہو اور جب تمہیں کوئی کام مل جائے تو ہمارے ہاں کرایہ دار بن جانا۔

حبشیؔ :۔ (عجیب طرح سے ممنون ہو کر) میں نہیں سمجھتی آپ میرے لئے اس قدر کیوں تکلیف.......

امیؔ :۔ (اس پر ہاتھ رکھتے ہوئے) چچا کرس سے تمہارا سلوک بہت اچھا تھا۔ (حبشیؔ اس کا ہاتھ بھینچ لیتی ہے۔ پھر بہت زیادہ متاثر ہوتی ہے اور مڑ کر جلدی سے پردوں میں

سے واپس چلی جاتی ہے۔ امّی کیبڑن سے کہتی ہے) کیبڑن آؤ۔ چچا کرسس کو دیکھ لو۔

کیبڑن :۔ (خوفزدہ ہوکر) اُسے دیکھ لوں۔ آپ کا مطلب ......؟

امّی :۔ میں چاہتی ہوں کہ تم اُسے دیکھ لو۔ ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس کے چہرے پر خوشی اور اطمینان ہے میں چاہتی ہوں تم دیکھ لو کہ موت کیسی ہوتی ہے۔ پھر تم اس سے کبھی نہیں ڈروگی۔

کیبڑن :۔ کیا آپ میرے ساتھ نہیں چلیں گی؟

امّی :۔ یقیناً۔

(وہ اپنا ہاتھ پھیلاتی ہے اور اس کو بغل میں لے لیتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ اسے پردوں سے اندر لے جاتی ہے)

(اسپاٹ لائٹ بائیں طرف کے گھومنے والے پلیٹ فارم پر ہے اس وقت پارک کا ایک بنچ نظر آتا ہے۔ اس کے پیچھے پودوں کی باڑ ہے۔ ٹرینہ اور مسٹر تھارکلسن اکٹھے بنچ پر بیٹھے ہیں۔ ٹرینہ بچّہ گاڑی پر جھکی ہوئی کچھ لاڈ پیار کی باتیں کر رہی ہے)

ٹرینہ :۔ سارے سانفرانسسکو میں کون سا ننھا روے کا بچّہ ہے جو سب سے زیادہ خوبصورت ہے! وہ کون ہے جو کل تین مہینے کا ہو جائے گا! ننّھا کرسٹوفر تھارکلسن! (مسٹر تھارکلسن سے) پیٹر! تمہارا کیا خیال ہے۔ میں تو سمجھتی ہوں ابھی سے وہ چچا کرسس

سے ملتا جلتا نظر آتا ہے سیاہ گھنگھریالے بالوں کو چھوڑ۔ وہ ــــ وُہ تو خیر تم سے لیئے ہیں اس نے۔ (پھر بچّے سے) وہ بڑا ہو کر سانولے رنگ کا نارمل بنے گا ابّا اور چچا کرس کی طرح۔ (مسٹر تھارکلسن کے بالکل نزدیک بیٹھتے ہوئے) اس کا مُنہ دیکھتی ہوں تو محسوس ہوتا ہے جیسے .... میں سمجھتی ہوں۔ .... ایک مضبوطی۔ بالکل تمہارا مُنہ ہے۔ میں نے کئی دفعہ سوچا تھا، کہ چچا کرس کی بہت سی باتیں تم میں موجود ہیں۔ (وہ بچّے کی طرف دیکھتی ہے۔) دیکھو وہ سو گیا ہے۔

تھارکلسن :۔ ٹریزہ! تمہیں یاد ہے آئندہ جمعرات کو کیا ہے؟

ٹریزہ :۔ (سر ہلاتے اور مسکراتے ہوئے) ہماری سالگرہ!

تھارکلسن :۔ کیا خیال ہے ایک پارٹی نہ دیں؟

ٹریزہ :۔ پارٹی؟

تھارکلسن :۔ ہاں ایک چھوٹی سی پارٹی۔ زیادہ پُر تکلف اور نمائشی نہیں ہوگی ــــ لیکن آخر کار ہماری شادی کو ایک برس گزر چکا ہے۔ اور شروع میں تو تمہارے ہاں ماتم ہو گیا تھا۔ پھر جلدی ہی بچّہ پیدا ہونے والا ہو گیا۔ ہم کسی کو دعوت پر بُلا نہیں سکے میرا خیال ہے کہ اب وہ وقت ہے کہ سوسائٹی میں تمہارا ایک خاص مقام پیدا ہو چکا ہے۔

ٹریزہ :۔ (ڈرتے ہوئے) کس قسم کی پارٹی؟

تھارکلسن :- ایوننگ پارٹی۔ چھوٹی سی دعوت۔ اس میں کوئی بس آدمی ہوں گے۔ کچھ نارو ے کالونی کے، البتہ اس میں لارسن اور مارٹا ضرور ہوں گے۔

ٹرینہ :- (اپنی انگلیوں پر گنتے ہوئے) اور جینی اور سیگرڈ۔

تھارکلسن :- اوہ . . . . ہیں . . . . مجھے جینی اور سیگرڈ کا خیال نہیں آیا تھا۔

ٹرینہ :- ہاں۔ ان کا خیال ضرور آنا چاہیئے۔ ہم اُنہیں چھوڑ نہیں سکتے۔

تھارکلسن :- ٹرینہ! مجھے اُمید ہے تم بُرا نہیں مانوگی اگر میں یہ کہوں کہ آج تک میں نے . . . کیا کہوں۔ جینی اور سیگرڈ مجھے کچھ زیادہ پسند نہیں۔ وہ ہمیشہ مجھے یہ یاد دلاتی رہتی ہیں کہ ان کے خیال میں میں تمہارے قابل نہیں ہوں۔ یہ ٹھیک ہے میں جانتا ہوں کہ میں تمہارے قابل نہیں۔ لیکن تم جانو . . . . . . کوئی شخص یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ اُسے یاد دلایا جائے . . . . . . اور ہمیشہ۔

ٹرینہ :- (اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے) اوہ۔ پیٹر۔

تھارکلسن :- لیکن تم سچ کہتی ہو، انہیں ضرور بُلانا چاہیئے۔ اچھا اب کھانے کے متعلق بات کریں۔ تم کیا مشورہ دیتی ہو۔

ٹرینہ :- (تمتماکر) اوہ۔ میں نہیں جانتی . . . . آپ کا کیا خیال ہے۔ اگر . . . . . . آئس کریم اور کیک بسکٹ وغیرہ۔ عورتوں کے لئے . . . . . اور کافی اور البتہ . . . . . شائد پورٹ وائن مردوں کے لئے۔

تھارکلسن :- (متفکر سا ہو کر) پورٹ وائن -

ٹریںہ :- تھوڑی سی - وہ چھوٹے گلاسوں میں ڈال کر ہی باہر لائی جائے گی ۔ جینی اور سیگرڈ آئس کریم پیش کرنے میں میری مدد کریں گی -

تھارکلسن :- (مضبوطی سے) نہیں - اگر جینی اور سیگرڈ یہاں آئیں تو وہ دوسرے لوگوں کی طرح مہمانوں کی حیثیت سے آئیں گی - باورچی خانے میں امداد کیلئے تمہیں کسی اور کو رکھنا ہو گا -

ٹرینہ :- آپ کا مطلب خادمہ سے ہے (مسٹر تھارکلسن تمتما کر سر ہلاتا ہے) لیکن ہم میں سے کبھی کسی نے .... کیا آپ کا واقعی یہ خیال ہے .... میرا مطلب ہے .... آپ نے ابھی کہا تھا کہ پارٹی نمائشی اور پر تکلف نہیں ہو گی -

تھارکلسن :- (گھبراہٹ سے اُٹھتا ہے اور اِدھر اُدھر پھرتا ہے) ٹرینہ! میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں، شاید میں اپنے دل کی بات کا اچھی طرح اظہار نہیں کر سکتا ۔ کم سے کم اپنے اندرونی جذبات کا ــــــ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہیں اتنی بات تو معلوم ہو جائے کہ نہ صرف یہ کہ میں تمہیں بہت چاہتا ہوں بلکہ بہت.... ... بلکہ تم پر بہت زیادہ فخر بھی کرتا ہوں - اور میری یہ آرزو ہے کہ جو میرے بس میں ہو وُہ کر گزروں ۔ تمہارے لئے اور تمہاری بہتری کے لئے - (وہ بیٹھ جاتا ہے - پھر آخر میں ایک عروج کا فقرہ کہتا ہے -) میں چاہتا ہوں کہ تمہارے لئے

ایک خادمہ ہو!

ثریّہ :۔ (بہت زیادہ متاثر ہو کر) ہاں ہیرٹ!

(وہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں)

(روشنی مدھم ہو کر ختم ہو جاتی ہے اور گھومنے والا پلیٹ فارم گھوم جاتا ہے، پردے باورچی خانہ کے سامنے سے اٹھتے ہیں جو ذرا بدل چکا ہے اس میں سامان بہتر نظر آتا ہے اور آراستگی بھی دلکش ہے امّی اور ابّا حسبِ معمول بیٹھے ہیں۔ امّی کچھ رفو کر رہی ہے۔ ڈگمیر اس دفعہ زیادہ عمر کی معلوم ہوتی ہے، وہ صندوق پر بیٹھی ایک موٹی سی کتاب پڑھ رہی ہے، پیچھے سے بائیں جانب سے نیلس اخبار ہاتھ میں لئے اندر آتا ہے، وہ اس دفعہ پتلون پہنے ہے۔ وہ قریباً سترہ برس کا معلوم ہوتا ہے۔)

نیلس :۔ (پیار سے ابّا کے سر پہ اخبار مارتے ہوئے) ہیلو! ابّا! یہ رہا آپ کا شام کا اخبار۔

(ابّا صبح کا اخبار نیچے رکھ دیتا ہے جو وہ پڑھ رہا تھا اور نیلس سے شام کا اخبار لے لیتا ہے)

(میز کے دائیں جانب) کوئی تازہ خبر ہے؟

کوئی نہیں (وہ سگریٹ کی ڈبیا جیب سے بڑی بے تکلّفی سے نکالتا ہے امّی

ناپسندیدگی سے دیکھتی ہے۔ جب وہ سگریٹ سُلگانے لگتا ہے تو کوئی بات یاد کرکے رُک جاتا ہے) اوہ! میں بھول ہی گیا تھا، کیٹرن کا ایک خط ہے میں اندر آیا تو دری پہ پڑا تھا (پچھلے دروازے پہ جا کر بُلاتا ہے) کیٹرن! کیٹرن تمہارا ایک خط ہے۔

کیٹرن :۔ (پردہ کے پیچھے آواز) آ رہی ہوں۔

امّی :۔ نیلس! تمہیں تو معلوم نہیں یہ کس کی طرف سے خط آیا ہے؟

نیلس :۔ نہیں امّی (خط اُسے دیتے ہوئے) خط تو اس کا اپنا ہی معلوم ہوتا ہے۔

امّی :۔ (غمگین ہو کر خط کو دیکھتی ہے) یہ بُری بات ہے۔

نیلس :۔ کیوں بُری بات ہے؟

امّی :۔ اسے بہت سے خط واپس مل رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ وہ کہانیاں ہیں جو وہ رسالوں کو بھیجتی رہی ہے۔

ڈیگمر :۔ (اپنی کتاب زور سے بند کرتے ہوئے اُٹھتی ہے) اچھا! میں ذرا دیکھ لوں کہ پلّے موجود ہیں یا نہیں (میز کی نچلی طرف سے گزرتی ہے اور پھر مُڑ کر دیکھتی ہے) امّی! میں نے ایک بات کا فیصلہ کر لیا ہے۔

امّی :۔ تم نے فیصلہ کر لیا ہے؟

ڈیگمر :۔ اگر نیلس ڈاکٹر بنے گا تو میں بڑی ہو کر ــــ (کتاب کے عنوان کو دیکھ کر ذرا رُک رُک کر بولتی ہے) سلو ــــ سلو ــــ سلوتری بنوں گی۔

امّی :۔ وہ کیا ہوتا ہے؟

ڈگمبر :۔ جانوروں کا ڈاکٹر۔

امّی :۔ اچھی بات ہے، بہت اچھی بات!

ڈگمبر :۔ دُنیا میں انسانوں کی نسبت جانور بہت زیادہ ہیں، اور انسانوں کے ڈاکٹر زیادہ ہیں، یہ مناسب بات نہیں، (وہ پینٹری کے دروازے کی طرف جاتی ہے۔) میرا خیال ہے کہ ہم گھوڑا تو نہیں خرید سکتے؟ (اس پر سب ہنس پڑتے ہیں اور وہ اُداس ہو کر مُنہ پھیر لیتی ہے) نہیں...... مجھے پہلے ہی یہ خیال تھا کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔

(وہ پینٹری میں چلی جاتی ہے)

(پچھلی طرف سے کیٹرن اندر آتی ہے، وہ پہلے کی نسبت ذرا بڑی لڑکی ہے، وہ ڈھیلا ڈھالا لباس پہنے ہے، اس کے بال اُوپر کی طرف بنے ہوئے ہیں اور اس کی عمر اٹھارہ برس کے لگ بھگ معلوم ہوتی ہے)

کیٹرن :۔ کہاں ہے خط؟

امّی :۔ (اُسے دیتے ہوئے) یہ ہے۔

(کیٹرن گھبرا کر خط پکڑتی ہے۔ وہ لفافہ پر نگاہ ڈالتی ہے تو اسی وقت وہ مایوس ہو جاتی ہے۔ وہ خط کھولتی ہے اور کہانی کا مسودہ اور ایڈیٹر کی طرف سے مسترد کرنے کی رسمی چٹھی باہر نکالتی ہے۔ پھر وہ نوٹ کو کھولے

بغیر لفافے میں واپس ڈال دیتی ہے۔ اُسے دوسرے بڑے انہماک سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر وہ افراتفری سے اُوپر دیکھتی ہے)

کیٹرن :۔ (میز سے ذرا پرے اُوپر کی طرف کو کھڑے ہو کر) امّی ...... ابا ...... میں ایک بات کہنا چاہتی ہوں۔

ابّا :۔ کہو، وہ کیا ؟

کیٹرن :۔ میں اَب کالج نہیں جاؤں گی۔

ابّا :۔ کیوں نہیں ؟

کیٹرن :۔ کیوں کہ محض وقت اور روپیہ ضائع کرنے والی بات ہے۔ میں کالج میں اِس لئے گئی تھی کہ مصنف بن جاؤں گی۔ لیکن .... میں مُصنف نہیں بن سکتی اس لئے ....

امّی :۔ کیٹرن! کیا اس خط کی وجہ سے تم نے یہ فیصلہ کیا ہے ؟ کیا تمہاری کہانی پھر واپس آگئی ہے ؟

کیٹرن :۔ ٹھیک ہے پھر واپس آگئی ہے، یہ دسویں دفعہ ہے۔ اس دفعہ تو میں نے آزمائشی جدوجہد کی تھی۔ یہ بہترین تھی جو میں لکھ سکتی تھی یا لکھ سکوں گی میں سمجھتی ہوں کہ اَب کوئی فائدہ نہیں۔

نیلس :۔ (اس کے دائیں جانب) یہ کہانی کس قسم کی ہے ؟

کیٹرن :۔ وہ ...... ایک مصوّر کے متعلّق تھی کہانی ...... جو بہت ہی اعلےٰ

پاپا کا مصوّر تھا اور پھر اندھا ہو جاتا ہے۔

نیلس :۔ یہ تو اسی کہانی کی طرح ہے کیا نام تھا اس کا ـــــ "روشنی جو بجھ گئی"۔

کیٹرن :۔ تو اس میں کیا خرابی ہے!

نیلس :۔ (جلدی سے) نہیں۔ کچھ نہیں۔

کیٹرن :۔ (بائیں طرف چلتے ہوئے) علاوہ اس کے یہ بالکل اسی طرح نہیں ہے۔ میرے مصوّر کی آنکھیں ٹھیک ہو جاتی ہیں، ایک اپریشن سے اس کی آنکھیں درست ہو جاتی ہیں اور وہ پہلے سے بھی زیادہ بہتر تصویریں بنانا شروع کر دیتا ہے۔

امّی :۔ اچھی کہانی ہے۔

کیٹرن :۔ (تلخی اور رنج) نہیں، یہ کچھ بھی نہیں، بالکل فضول لیکن میں اس سے زیادہ اچھی کہانی نہیں لکھ سکتی تھی۔

امّی :۔ تم نے اپنی استانیوں سے کوئی مشورہ نہیں کیا؟

کیٹرن :۔ استانیوں کو تصنیف و تالیف کے متعلق کچھ علم نہیں ہوتا۔ وہ تو صرف لٹریچر کے متعلق مشورہ دے سکتی ہیں۔

(وہ دائیں طرف جاتی ہے)

امّی :۔ اگر کوئی ایسا شخص ہوتا جس کو ہم پوچھ سکتے .... کوئی مشورہ.... ...... ہمیں یہ بتا دے .... تمہاری کہانیوں کے متعلق کچھ بتائے۔

کیٹرن :۔ ہاں..... کوئی ایسا شخص نہیں...... اور میری کہانیاں بھی اچھی نہیں۔

ابّا :۔ (شام کے اخبار کی طرف دیکھتے ہوئے) اس اخبار میں ایک خاتون افسانہ نگار کے بارے میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ میں نے صرف سُرخی دیکھی تھی۔ ٹھہرو (وُہ اخبار میں دیکھ کر پڑھتا ہے) "ایک خاتون مُصنف ادبی کامیابی کا گُر بتاتی ہے"۔

کیٹرن :۔ کون ہے یہ ؟

ابّا :۔ کوئی خاتون — اس کا نام فلورنس ڈانا مور ہیڈ ہے۔ اس کی تصویر بھی ہے۔ موٹی سی عورت ہے۔ تم نے اُس کا نام سُنا ہے ؟

کیٹرن :۔ ہاں، کیوں نہیں، ہر شخص اس کو جانتا ہے۔ بڑی کامیاب ہے۔ یہاں لیکچر کرنے آئی ہے۔

امّی :۔ وُہ کامیابی کا راز بتاتی ہے ؟

ابّا :۔ کیٹرن ! تم ذرا پڑھو۔

(اخبار اُسے دیتا ہے)

کیٹرن :۔ (پہلا فقرہ بڑبڑا کر پڑھتی ہے) "فلورنس ڈانا مور ہیڈ، مشہور و معروف ناول نویس اور افسانہ نگار......... بلو بلو بلو......... اپنے ہوٹل میں آج اس نے ملاقات کی........ بلو بلو بلو......... اس نے کہا کہ مُصنف کی کامیابی کے لئے خلوص سب سے ضروری ہے"۔ (اخبار ایک طرف پھینکتے ہُوئے) بھلا اس سے کیا مدد مل سکتی ہے !

امّی کیٹرن! یہ خاتون...... اگر تم اسے اپنی کہانیاں بھیج دو تو شاید وہ بتا سکے کہ ان میں کیا خرابی ہے؟

کیٹرن :- (آزردہ ہو کر) اوہ! امّی! آپ پاگلوں کی سی باتیں نہ کریں۔

امّی :- پاگلوں کی سی بات کیوں ہے؟

کیٹرن :- (میز سے پرے کھڑے ہو کر) پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ بہت مشہور شخصیت ہے...... مشہور و معروف...... وہ کبھی ان کہانیوں کو نہیں پڑھے گی اور دوسری بات یہ ہے...... شاید آپ کا یہ خیال ہے کہ کہانیاں لکھنا بھی کھانا پکانے یا اسی قسم کی کوئی چیز ہے، پکانے کا نسخہ ہاتھ آگیا اور بس، اس میں کچھ اور باتوں کی ضرورت ہوتی ہے، اس کے لئے خداداد وصف ہونا چاہیئے۔

امّی :- کھانا پکانے کے لئے بھی خداداد وصف کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن اس وصف کے باوجود سیکھنے کی ضرورت تو پڑتی ہے۔

کیٹرن :- لیکن مشکل تو یہی ہے کہ مجھ میں وہ وصف موجود نہیں، میں جانتی ہوں...... اب میں جان چکی ہوں، ابّا! اگر آپ صبح کا اخبار پڑھ چکے ہیں تو میں "ضرورت ہے" کا کالم اچھّی طرح دیکھ لوں، کسی ملازمت کی کوشش کروں گی۔

(وہ اخبار لے کر پیچھے کی طرف سے باہر نکل جاتی ہے)

امّی :- یہ اچھّی بات نہیں ہوئی، نیلس! تمہارا خیال کیا ہے؟

نیلس :- امّی! میں تو کچھ زیادہ نہیں جانتا، مجھے تو اس کی کہانیاں بڑی اچھی نظر آتی ہیں۔
معلوم نہیں کیا بات ہے!

امّی :- معلوم ہو جائے تو اچھا ہی ہے۔ نیلس! اس اخبار میں اس خاتون .....
وہ اور کیا لکھتی ہے؟

نیلس :- (اخبار اٹھاتے ہوئے) کچھ زیادہ تو نہیں۔ باقی باتیں تو اس کی ذات اور اس کے گھر کے متعلق ہیں۔ ذرا دیکھیں۔ (ادھر اُدھر چلتے ہوئے وہ پڑھتا ہے)
"ادبی زندگی کے علاوہ مسز مور ہیڈ کو زیادہ دلچسپی علم الطعام سے ہے۔"

امّی :- یہ ستاروں کا علم ہوتا ہے؟

نیلس :- نہیں وہ تو علم النجوم ہوتا ہے۔ یہ کھانے کے اُصول جاننے سے متعلق ہے۔
"وہ خود نہایت اعلےٰ کھانا پکا سکتی ہے۔ وہ اتنی ہی جلد ایک اچھا شوربہ تیار کر سکتی ہے جتنی جلد کہ ایک افسانہ اور کھانے کی ایک نئی ترکیب معلوم کرنے کی اتنی ہی آرزومند ہے جتنی کہ اپنی کتاب کے پہلے ایڈیشن کی۔"

امّی :- ذرا مجھے اس کی تصویر دکھاؤ (وہ تصویر دیکھتی ہے) چہرے سے تو بڑی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ (ایک دفعہ جملہ دوہراتی ہے۔ پھر وہ اُوپر دیکھ کر پوچھتی ہے) پہلا ایڈیشن کیا ہوتا ہے؟

(نظارہ کی۔ بائیں طرف سے گھومنے والے پلیٹ فارم پر روشنی پڑتی ہے۔ فیئرمانڈ ہوٹل کا برآمدہ ظاہر ہوتا ہے۔ باہر ایک ستون کے ساتھ بنچ رکھا ہے۔

اس کے پیچھے پام کا گملہ ہے۔ پس منظر میں آرکسٹرا کی آہستہ آہستہ دُھن
امی بنچ پر بیٹھی بڑے اطمینان سے انتظار کر رہی ہے۔ وہ ٹوپی اور سُوٹ
پہنے ہے۔ اس کے ہاتھ میں اخبار اور مسودوں کا بنڈل سا ہے۔
کچھ مہمان پردوں سے آتے اور بائیں طرف چلے جاتے ہیں۔ امی
اُن کو دیکھتی رہتی ہے۔ پھر پردوں سے فلورنس ڈانا مور ہیڈ اندر آتی
ہے۔ وہ بھاری جسم کی ہے دھرا لباس پہنے ہوئے ہے وہ خوشنما
خُلق ادھیڑ عمر کی عورت معلوم ہوتی ہے۔ ہوٹل کا ایک لڑکا دائیں
طرف سے آتا ہے اور اس کے سامنے آکر کھڑا ہو جاتا ہے۔)

لڑکا :- مس مور ہیڈ؟

مور ہیڈ:- ہاں!

لڑکا :- آپ کا تار!

مور ہیڈ:- اوہ ! شکریہ (وہ اُسے ٹپ دیتی ہے اور وُہ چلا جاتا ہے، امیؔ اُٹھتی ہے
اور اس کی طرف جاتی ہے۔)

امیؔ :- آپ کی مہربانی......مس مور ہیڈ......

مور ہیڈ:- (سیڑھیوں پر تار پڑھتے ہوئے نگاہیں اُوپر اُٹھاتی ہے) کیا آپ نے مجھے
بُلایا ہے؟

امیؔ :- ہاں! آپ کا نام... مس فلورنس ڈانا مور ہیڈ ہے نا؟

مورہیڈ:۔ ہاں۔

امی :۔ کیا میں آپ سے ایک لمحہ بات کر سکتی ہوں؟

مورہیڈ:۔ ہاں ــــ کیا بات ہے؟

امی :۔ کہانیاں لکھنے کے متعلق اخبار میں آپ نے لکھا ہے وہ میں نے پڑھا ہے۔

مورہیڈ:۔ (مبہم سی مسکراہٹ سے) اوہ۔ اچھا؟

امی :۔ میری لڑکی کیتھرن مصنفہ بننا چاہتی ہے۔

مورہیڈ:۔ (وہ پہلے بھی اس قسم کی باتیں سن چکی ہے) اچھا واقعی؟ (وہ اپنے سینے پر لٹکی ہوئی گھڑی کو دیکھتی ہے)

امی :۔ میں اس کی کہانیاں لائی ہوں۔

مورہیڈ:۔ دیکھئے میرے پاس وقت بہت تھوڑا ہے۔ آج شام مجھے سانفرانسیسکو سے چلے جانا ہے۔

امی :۔ میں دو گھنٹے سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ صرف ایک دو منٹ مجھ سے بات کر لیں۔

مورہیڈ:۔ (ذرا نرمی سے) یہ ٹھیک ہے لیکن میں آپ کو صاف صاف بتا دوں کہ اگر آپ یہ چاہتی ہیں کہ میں آپ کی بیٹی کی کہانیاں پڑھوں تو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ لیکن یہ میرا اصول ہے کہ میں کسی شخص کی بھی غیر مطبوعہ کہانیاں نہیں پڑھا کرتی۔

امّی :- (سر ہلاتے ہوئے ایک وقفے کے بعد) اخبار میں یہ بھی لکھا تھا کہ آپ کھانے پکانے کی ترکیبوں کو جمع کرنے کو پسند کرتی ہیں۔

مورسیڈ :- ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ میں نے کھانا پکانے پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔

امّی :- میں بھی علم الطعام میں بہت دلچسپی لیتی ہوں۔ بہت اچھی باورچن ہوں۔ ناروے کی رہنے والی ہوں۔ اور ناروے کے کھانے بہت اچھے طریقے سے پکا سکتی ہوں۔ "لُٹ فِسک" اور "جوڈبولہ" یہ کوفتے کی طرح کی ایک چیز ہوتی ہے جس میں ملائی بھری جاتی ہے۔

مورسہیڈ :- ہاں میں جانتی ہوں۔ میں نے کرسٹیانا میں یہ کھائے تھے۔

امّی :- اور اس کی خاص ترکیب مجھے یاد ہے۔ میری امّی نے مجھے سکھایا تھا۔ وہ بہترین کھانا پکانے والی عورت تھی۔ میں نے یہ ترکیب آج تک کسی کو نہیں بتائی اپنی بہنوں کو بھی۔ کیوں کہ کھانا پکانے میں انہیں کوئی دلچسپی نہیں۔

مورسہیڈ :- (دلچسپی سے) اوہ!

امّی :- لیکن ...... اگر آپ مجھ سے چند باتیں کرلیں ...... تو وہ ترکیب میں بتا دوں گی۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ وہ بہت اچھی ترکیب ہے۔

مورسہیڈ :- (پھریری سی محسوس کرتے ہوئے) یہ تو بڑی مناسب بات معلوم ہوتی ہے۔ آؤ بیٹھ جاؤ۔ (وہ بنچ کی طرف چلی جاتی ہیں اور بیٹھ جاتی ہیں) اچھا۔ تم کہتی ہو کہ تمہاری بیٹی افسانے لکھنا چاہتی ہے۔ اس کی عمر کیا ہے؟

امّی :۔ ابھی اس کی عمر ۱۸ برس کی ہُوئی ہے۔

مورہیڈ:۔ کیا وہ لکھتی ہے یا لکھنا چاہتی ہے؟

امّی :۔ اوہ۔ وہ تو ہمیشہ لکھتی رہتی ہے۔ شاید وُہ مصنف نہ بن سکے لیکن اس چیز کو چھوڑ دینا بڑے دُکھ کی بات ہے۔ کیونکہ یہ چیز اس کی زندگی کا جزو ہے۔

مورہیڈ:۔ میں مانتی ہوں۔ لیکن ....

امّی :۔ میں اس کی کہانیاں لائی ہوں۔ بارہ کہانیاں لائی ہوں۔

مورہیڈ:۔ (حیرت سے) بارہ ؟

امّی :۔ اگر آپ اُن میں سے ایک بھی پڑھ لیں ..... کسی اچھّے باورچی کے متعلق یہ جاننے کے لئے کہ وہ اچھا کھانا پکاتا ہے یا نہیں اس کا پورا کھانا کھانے کی ضرورت نہیں۔

مورہیڈ:۔ تم عجیب طریقے سے ترغیب دلاتی ہو۔ یہ کیا بات ہے کہ آپ کی بیٹی خود نہیں آئی۔؟

امّی :۔ وہ بہت رنجیدہ ہو گئی تھی۔ اور وہ آپ سے بہت زیادہ مرعوب بھی ہے۔ کیونکہ آپ مشہور و معروف شخصیت ہیں۔ لیکن میں نے آپ کی تصویر اخبار میں دیکھی تو ....

مورہیڈ:۔ بڑی خراب تھی تصویر وہ۔

امّی :۔ یہ ایک ایسی خاتون کی تصویر تھی جو اعلےٰ کھانا پسند کرتی ہو.....

مورہیڈ :۔ (مُسکرا کر) یقیناً۔ ایسا ہی ہے۔ اچھّا جوڈبولر کیسے بناؤ گی۔

امّی :۔ جب آپ قیمے کے کوفتے بنائیں تو انہیں اُبلتے ہوئے مسالے میں پھینک دیں اُن میں پانی نہیں ہونا چاہیئے۔ ایک تو یہ راز ہے اس کا۔

مورہیڈ :۔ اخاہ!

امّی :۔ اور ملائی۔ جہاں تک ملائی کا تعلق ہے یہ دوسرا راز ہے۔ اس میں نیم ترش ملائی آخر میں ملانی چاہیئے۔

مورہیڈ آپ نے بڑی دلچسپ بات بتائی۔

امّی :۔ گوشت کا چھ دفعہ قیمہ بنایا جائے۔ میں آپ کے لئے لکھ دوں تو بہتر ہے۔ اور مَیں لکھتی ہوں تو اس وقت تک آپ کہانی پڑھیں۔

مورہیڈ (قہقہہ لگا کر) بہت اچھّا تم جیت گئیں۔ اُوپر چلئے میرے کمرے میں۔ (وہ اُٹھتی ہے)

امّی :۔ (بڑی عنایت آپ کی (وہ بائیں طرف چلتی ہے) اور اگر آپ دو کہانیاں پڑھ ڈالیں تو میں آپ کے لئے "لُٹ فسک" کی ترکیب بھی لکھ دوں گی۔ آپ جانتی ہیں نا "لُٹ فسک"؟

(وہ پہلوؤں پر غائب ہو جاتی ہیں۔ گھومنے والا پلیٹ فارم گھومتا ہے۔ دائیں میز پر سپاٹ لائٹ آتی ہے۔ کیٹرن اپنے ڈسک کے سامنے بیٹھی ہے)

کیٹرن :۔ جب امی واپس آئیں تو اس وقت میں ڈائری میں اپنے آرٹ سے "دردناک الوداع" لکھ رہی تھی۔ امی میرے کمرے میں شاید ہی کبھی آئی ہوں۔ اُن کا خیال تھا کہ لکھنے والے کو تنہائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس روز میں انہیں دروازے پر کھڑے دیکھ کر حیران ہوئی۔ (وہ اُوپر دیکھتی ہے۔ امی سیڑھیوں پہ کھڑی ہے)

امی :۔ کیٹرن تم مصروف ہو؟

کیٹرن :۔ (اُچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے) نہیں اندر آجایئے۔

امی :۔ (نیچے اُترتے ہوئے) میں تم سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔

کیٹرن :۔ کہئے کیا بات؟

امی :۔ (ڈیسک کے سامنے بیٹھتے ہوئے) تم لکھ رہی تھیں۔

کیٹرن :۔ (سیڑھیوں پر) نہیں۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میں نے یہ قصّہ ختم کر دیا ہے۔

امی :۔ میں اسی کے متعلق بات کرنا چاہتی ہوں۔

کیٹرن :۔ کوئی بات نہیں امی۔ سچ مچ کوئی بات نہیں۔ آج میں نے ارادہ کیا تھا کہ اپنی تمام کہانیاں پھاڑ ڈالوں گی۔ آدھے کے قریب مسودے غائب ہیں۔

امی :۔ وہ یہ رہے

کیٹرن :۔ کیا آپ لے گئیں تھیں؟ کس لیے؟

امیؔ :۔ کیتھرن! میں مس مور ہیڈ سے ملنے گئی تھی۔

کیتھرن :۔ کون مس ....؟ آپ کا مطلب ہے فلورنس ڈانا مور ہیڈ سے تو نہیں؟ (امیؔ اثبات میں سر ہلاتی ہے) آپ کا مطلب یہ تو نہیں .... (وہ نیچے اتر آتی ہے) واقعی امیؔ آپ میری کہانیاں اس کے پاس لے گئی تھیں؟

امیؔ :۔ اس نے پانچ کہانیاں پڑھی ہیں۔ دو گھنٹے اس کے ساتھ رہی۔ "شیری" کے دو گلاس بھی ہم نے پیے۔

کیتھرن :۔ کیا .... ان کہانیوں کے متعلق اس نے کیا کہا؟

امیؔ :۔ (اطمینان سے) وہ کہتی تھی کہ اچھی نہیں ہیں۔

کیتھرن :۔ (منہ دوسری طرف کر کے) یہ تو میں بھی جانتی ہوں۔ صرف یہ بات سننے کے لئے آپ نے اس کے پاس جانے کی زحمت کیوں اٹھائی۔

امیؔ :۔ وہ کچھ اور بھی کہتی تھی۔ کیتھرن! تم سنو۔

کیتھرن :۔ (سعادت مندی سے) یقیناً میں سنتی ہوں۔

امیؔ :۔ جو کچھ مجھے یاد ہے میں تمہیں بتاتی ہوں۔ وہ کہہ رہی تھی کہ تم صرف وہ باتیں لکھتی ہو جو تم نے دوسری کتابوں میں پڑھی ہیں۔ اور کوئی شخص بھی اس وقت تک اچھی کہانی نہیں لکھ سکتا جب تک وہ ایسی بات نہ لکھے جس کو وہ پوری طرح محسوس کرتا ہو۔ کئی برسوں تک وہ پرانے زمانے کے متعلق گھٹیا سی کہانیاں لکھتی رہی۔

پھر آخر ایک دن اس کے ذہن میں ایک ایسا واقعہ آیا جو اس کے اپنے گاؤں میں سرزد ہوا تھا...... ایک ایسی بات جس کو وہ اچھی طرح محسوس کرتی اور سمجھتی تھی۔ ..... اور پھر اُس نے یہ بھی محسوس کیا کہ وہ اس واقعہ کو ضرور لکھے..... اور اس طرح اس نے پہلی دفعہ ایک اچھی کہانی لکھی وہ یہ کہتی تھی کہ تم ایسی چیزیں لکھو جن کو تم اچھی جانتی ہو.....

کیتھرن :- یہی بات سکول میں میری ٹیچر بھی کہا کرتی تھی۔

امی :- تمہاری ٹیچر درست کہتی تھی۔ معلوم نہیں کہ میں اچھی طرح اس بات کو بیان کر سکی ہوں یا نہیں جو مسز مور ہیڈ نے کہی تھی لیکن جب وُہ باتیں کر رہی تھی تو میری سمجھ میں تو آ رہی تھیں۔ تمہاری کہانی اس اندھے مصوّر کے متعلق...... اس کی وجہ یہ ہے ...... میری پیاری کیتھرن! معاف کرنا اگر میں صاف صاف کہوں لیکن یہ بڑی اہم بات ہے..... کیونکہ تم ڈراما‌ئی قسم کی لڑکی ہو۔ تمہارے ابّا نے بھی یہی کہا تھا..... تمہارے خیال میں یہ بڑی اچھی بات ہے کہ ایک مصوّر ہو اور اندھا بھی اور وہ شکایت بھی نہ کرے۔ لیکن تم نے کبھی حقیقت پر غور نہیں کیا۔ یہ صحیح ہے نا؟

کیتھرن :- (تسلیم کرتے ہوئے) ہاں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ صحیح ہے۔

امی :- لیکن وہ کہہ رہی تھی کہ تمہیں لکھتے رہنا چاہیئے تم میں وُہ خداداد وصف موجود ہے (کیتھرن مڑ کر اس کی طرف دیکھتی ہے اور اس کے چہرے پر سُرخی پیدا ہوتی ہے) اور جب تم ایسی کہانی لکھو جو سچ اور حقیقت پر مبنی ہو..... تو پھر تم اس شخص کو بھیجنا

جس کا پتہ اس نے مجھے دیا ہے ۔ وہ اپنی جیب میں سے کاغذ کا پُرزہ ٹٹولتی ہے یہ اس کا ایجنٹ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور وہ یہ کہہ رہی تھی کہ وہ تمہارے متعلق اسے لکھ دے گی ۔ یہ رہا نہیں یہ تو نہیں یہ تو اس نے مجھے ایک کھانا پکانے کی ترکیب بتائی تھی جیسا کہ اس کی دادی بنایا کرتی تھی ۔ یہ ہے شاید ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (وہ کاغذ کا پرزہ اُسے دیتی ہے) کیٹرن ! جو کچھ میں نے تمہیں بتایا اس سے تمہیں مدد مل سکے گی نا ؟

کیٹرن ہاں میں ۔ ۔ ۔ ۔ میرا خیال ہے مدد مل جائے گی ۔ کچھ ۔ لیکن میں کس موضوع پر لکھوں ۔ میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی اور نہ ہی میں باہر گئی ہوں ۔

امّی ۔ کچھ سانفرانسسکو کے متعلق نہیں لکھ سکتیں ؟ مس مورہیڈ تو اپنے وطن کے متعلق لکھتی ہے ۔

کیٹرن ۔ ہاں ٹھیک ہے لیکن مرکزی کردار یا کوئی اور چیز ہونی چاہیئے ۔ وہ اپنے دادا کے متعلق لکھتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ بڑا حیرت انگیز آدمی تھا ۔

امّی تم کیا اپنے ابّا کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتیں ۔ ؟

کیٹرن ابّا ؟

امّی ابّا بہت نفیس آدمی ہے ۔ بڑا حیرت انگیز آدمی ہے ۔

کیٹرن ۔ ہاں ہاں میں جانتی ہوں لیکن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

امّی ۔ (اٹھتے ہوئے) میں جاؤں کھانے کا بندوبست کروں دیر ہو گئی ۔ ابّا گھر میں آنے

ہی والا ہے۔ (وہ سیڑھیوں پر جاتی ہے اور پردوں کے نزدیک پہنچ کر مڑ کر دیکھتی ہے) میں چاہتی ہوں کہ تم ابا کے متعلق لکھو۔ (وہ اندر چلی جاتی ہے)

کیٹرن :۔ (واپس بالکونی پر بیٹھتے ہوئے) ابا۔ ہاں لیکن ابا نے کیا ہی کیا ہے۔ سوائے اس کے کہ ہمیشہ غربت میں مبتلا رہے اور بیماری اور وہ معاملہ جبکہ ڈیگمر ہسپتال میں گئی۔ اور امی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (ایک خیال معاً اس کے ذہن میں آتا ہے۔ اوہ۔ آہ۔) (ایک وقفہ پھر وہ آج کی کیٹرن بن جاتی ہے) اور اسی وقت اچانک میرے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا۔ بجلی کی طرح ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ امی اور ہسپتال کی کہانی میری سب سے پہلی اچھی کہانی۔ میں نے کہانی لکھی اور جلدی ہی مس مور ہیڈ کے ایجنٹ کو بھیج دی۔ نہ امی کو بتایا نہ کسی اور کو۔ اس واقعہ کو کافی دن گزر گئے۔ مجھے کوئی جواب نہ ملا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور پھر ایک شام ایک خط ملا۔ (وہ لفافہ اٹھاتی ہے) ایک لمحہ کے لئے تو میں یقین نہ کر سکی۔ پھر میں بھاگی ہوئی باورچی خانے کی طرف شور مچاتی ہوئی گئی۔ (وہ اپنے ڈیسک سے اٹھتی ہے اور کچھ کاغذ اپنے ساتھ لے کر اوپر کی طرف چلاتی ہوئی دوڑتی ہے) امی! ۔ امی! (پردے باورچی خانے کے سامنے سے اٹھتے ہیں۔ گھرانے کے لوگوں میں سے امی، ابا اور کرسٹین اور نیلس وہاں بیٹھے ہیں۔ ڈیگمر وہاں موجود نہیں۔ کیٹرن بے تحاشہ بھاگی ہوئی اوپر جاتی ہے۔ دائیں طرف گھومنے والا پلیٹ فارم گھومتا ہے)

امی! امی! میری کہانی بک گئی۔

امّی :- (میز کے دائیں جانب) کہانی ؟

کیٹرن :- ہاں۔ ایجنٹ نے مجھے خط لکھا ہے...... اس کے ساتھ چیک بھی۔ (مُنہ کھوئے ہوئے) پانچ سو ڈالر کا۔

نیلس :- (صندوق پر بیٹھتے ہوئے) مذاق کر رہی ہو!

(وہ اُٹھتے ہیں)

امّی :- کیٹرن! یہ سچ ہے؟

کیٹرن :- یہ لو۔ یہ رہا خط۔ پڑھ لو شاید میں نے ٹھیک نہ پڑھا ہو۔ (وہ خط دیتی ہے۔ ابا اور امّی اس خط پر اُلٹ کر آتے ہیں)

کرسٹین :- (امّی کی کرسی کے پیچھے) پانچ سو ڈالر کو کیا کرو گی ؟

کیٹرن :- معلوم نہیں۔ میں اتنا جانتی ہوں کہ امّی کے لئے گرم کوٹ سب سے پہلے خریدوں گی۔

کرسٹین :- لیکن کوٹ کی قیمت پانچ سو ڈالر تو نہیں ہوتی۔

کیٹرن :- ٹھیک ہے باقی روپیہ بنک میں رکھ دیں گے۔

نیلس :- (مذاق سے) جلدی کرو کہیں وہ اپنا ارادہ نہ بدل ڈالیں اور وہاں سے چیک کی ادائیگی نہ روک دیں۔

کیٹرن :- کیا آپ ایسا کریں گے۔ آپ کل اسے بنک میں لے جائیں گے۔ (امّی مبہم سی نگاہوں سے دیکھتی ہے۔) کیا بات ہے؟

امّی :- مجھے معلوم نہیں کیسے کیا جاتا ہے۔

نیلس :- جا کر بنک میں دے دو اور اس شخص سے کہہ دو کہ تمہارے حساب میں جمع کر لے۔ جیسے ہمیشہ کیا کرتی ہو۔

(امّی ابّا کی طرف دیکھتی ہے)

ابّا :- بتا دو ان کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب !۔

کرسٹین :- کیا ہمیں بتا دو ؟

امّی :- (بے اختیار ہو کر) کہ ہمارا بنک میں کوئی حساب کتاب نہیں ہے۔ (وہ اٹھتی ہے اور جذبات سے مغلوب ہو کر وہاں سے اٹھ کر بنچ پہ جا بیٹھتی ہے)

میں اپنی زندگی میں آج تک بنک میں نہیں گئی۔

کرسٹین :- لیکن آپ نے تو ہمیشہ ہمیں کہا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کیٹرن :- امّی آپ تو ہر بار یہ کہتی تھیں۔

امّی :- میں جانتی ہوں لیکن وہ سچ نہیں تھا میں جھوٹ بولتی رہی ہوں۔

کیٹرن :- لیکن کیوں امّی۔ آپ نے ایسا کیوں کیا ؟

امّی :- یہ اچھی بات نہیں ہوتی کہ بچوں کے دل میں ایک اندیشہ سا رہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ اندیشہ کہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے (اٹھ کر بائیں طرف جاتی ہے۔)

لیکن اب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جبکہ پانچ سو ڈالر ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرا خیال ہے میں یہ بات کہہ سکتی ہوں۔

کیٹرن :۔ (جذبات سے لبریز امّی کی طرف جاتے ہوئے) امّی!

امّی :۔ (جلدی سے اُسے روکتے ہوئے) تم ہمیں وُہ کہانی پڑھ کر سناؤ تمہارے پاس ہے نا؟

کیٹرن :۔ ہاں۔

امّی :۔ پھر پڑھو۔

کیٹرن :۔ اب؟

امّی :۔ ہاں۔ نہیں ــــــ ذرا ٹھہرو۔ ڈیگمر بھی سُن لے۔ (وہ پینٹری کا دروازہ کھولتی ہے اور بلاتی ہے) ڈیگمر!

ڈیگمر :۔ (پردہ کے پیچھے سے آواز) کیا ہے امّی؟

امّی :۔ (بلاتے ہوئے) اِدھر آؤ تمہاری ضرورت ہے۔

ڈیگمر :۔ (پردے کے پیچھے) کیا بات ہے؟

امّی :۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ چھوڑو ان خرگوشوں کا پیچھا۔ (وہ واپس آتی ہے) اس کہانی کا نام کیا ہے؟

کیٹرن :۔ (اس کرسی پہ بیٹھتے ہوئے جس پر مسٹر ہائیڈ پہلے منظر میں بیٹھا تھا) کہانی ہے "امّی اور ہسپتال"۔

ابّا :۔ (خوش ہوکر) تم نے اس کے متعلّق لکھا۔

امّی :۔ لیکن میرا خیال تھا .... میں نے جیسا کہ تمہیں کہا تھا۔

(وُہ ابّا کی طرف اشارہ کرتی ہے جو پیچھے کھڑا ہے)

کیٹرن :۔ ٹھیک ہے امّی لیکن .... یہ کہانی اسی طرح
چھپی ہے۔

(ڈگمبر اندر آتی ہے)

ڈگمبر :۔ کیا بات ہے؟ میری ضرورت کیوں پیش آئی؟

امّی :۔ کیٹرن نے رسالے کے لئے کہانی لکھی ہے۔ انہوں نے اس کے لیے
پانچ سو ڈالر دیئے ہیں۔

ڈگمبر :۔ (بالکل بے رخی سے) اوہ۔ واپس پینٹری کی طرف جانے لگتی ہے)

امّی :۔ (اس کو روکتے ہوئے) وہ اَب ہمیں پڑھ کر سنائے گی تم بھی سُنو (ڈگمبر
امّی کے پاؤں میں فرش پر بیٹھ جاتی ہے) کیٹرن! تیار ہو؟

کیٹرن :۔ بالکل۔

امّی :۔ پھر پڑھو۔

(اس گروپ میں لوگ میز کے گرد بالکل اسی طرح بیٹھے ہیں
جیسے پہلے منظر میں مسٹر ہائیڈ کے گرد تھے فرق اتنا ہے مسٹر ہائیڈ
کی جگہ کیٹرن ہے اور ٹربنہ کی کرسی پر کرسٹین بیٹھی ہے۔)

کیٹرن :۔ (پڑھتے ہوئے۔) "جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے سٹینر سٹریٹ میں ہمارا گھر
تھا۔ ہم سب وہیں پیدا ہوئے، نیلس سب سے بڑا تھا۔ صرف وہی ایک

لڑکا تھا.........." (نیلس حیران ہو کر اُوپر دیکھتا ہے کہ وہ کہانی میں ہے) "میری بہن کرسٹین" (کرسٹین بھی اسی طرح دیکھتی ہے) "اور میری سب سے چھوٹی بہن ڈگمیر........؟

ڈگمیر :- میں بھی اس کہانی میں ہوں ؟

امّی چُپ رہو ڈگمیر ہم سب اس کہانی میں ہیں۔

کیٹرن :- "لیکن سب سے پہلے اور سب سے زیادہ میرے دل میں امّی کی یاد ہے" (روشنیاں آہستہ آہستہ مدھم ہوتی ہیں اور پردے آہستہ آہستہ گرنے لگتے ہیں۔ جب یہ گر رہے ہوتے ہیں تو اس وقت بھی اس کی آواز آ رہی ہوتی ہے۔) "مجھے یاد ہے ہر ہفتے کی رات امّی باورچی خانے کی میز پہ بیٹھ جاتیں اور لفافے میں سے نکال کر وہ روپے گنتیں جو ابّا گھر لاتا ....."

(اس وقت پردے گر چکے ہوتے ہیں)

خاتمہ

(ویسٹ پنجاب پرنٹنگ پریس لاہور)

مکتبہ جدید (انار کلی) لاہور

پبلشرز • بک سیلرز